New Era Magazine

اہل عشق

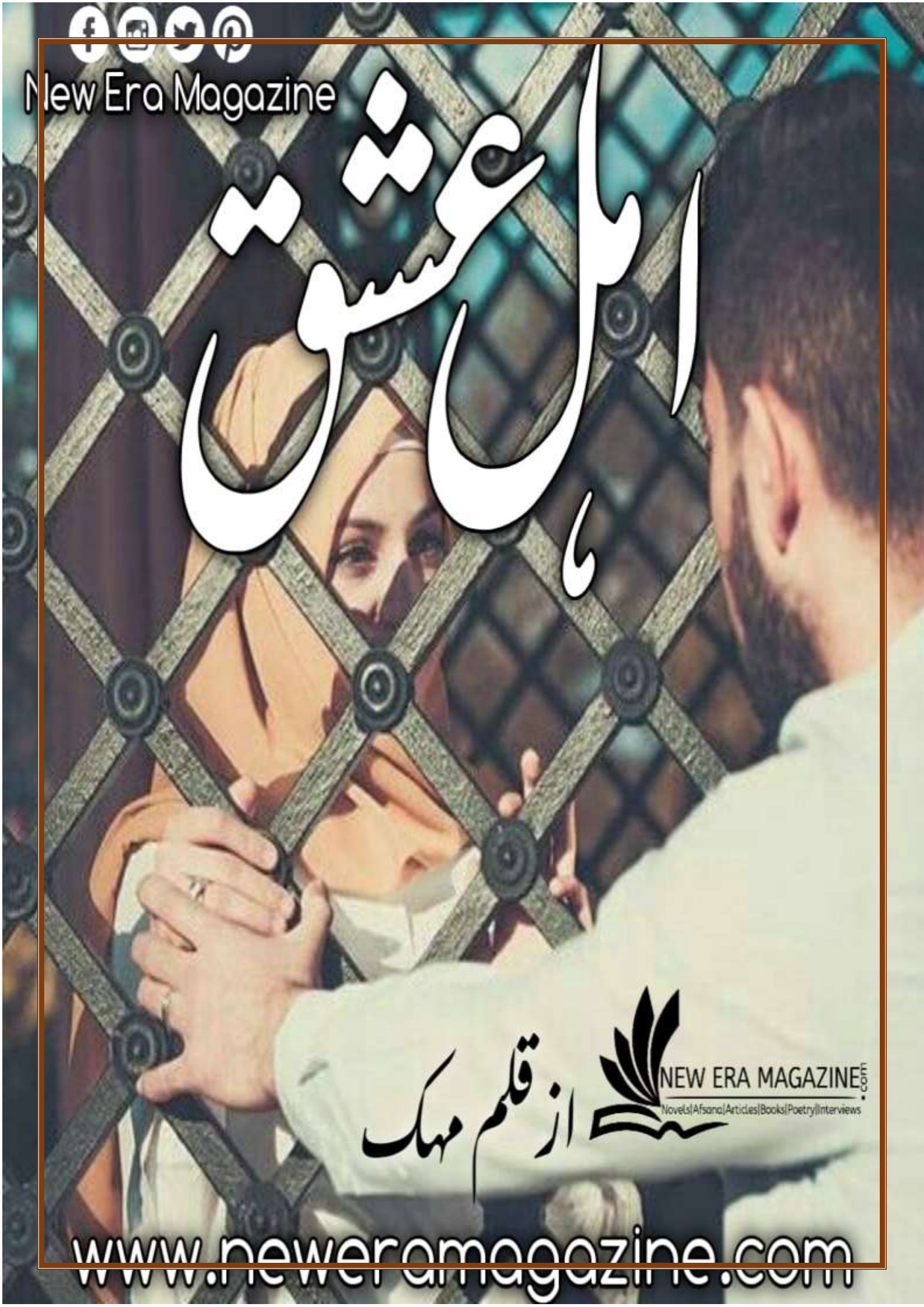

از قلم مہک

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

اہل عشق

از مہک

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

جینے لگا ہوں😘

پہلے سے زیادہ۔۔۔۔پہلے سے زیادہ۔۔۔۔۔تم پے مرنے لگا ہوں❤️

میں👩میرا دل❤️ اور تم👨ہو یہاں

پھر کیوں ہو پلکیں جھکائیں🙈 وہاں

تم سا حسیں👩پہلے دیکھا👀نہیں

تم👩اس سے پہلے تھے جانے کہاں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|In

جینے لگا ہوں😘

پہلے سے زیادہ❤️

پہلے سے زیادہ۔۔۔۔۔۔۔تم پے مرنے لگا ہوں❤️

رہتے ہو آ کے جو تم پاس💏میرے۔۔۔۔۔۔۔۔تھم جائیں✋ یے پل وہیں میں بس

یہں سوچوں🤔🤔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر جھولے پے اوندھے لیٹی سونگس سن

رہی تھی تصور میں خود کو اور ساحل کو سوچتے ہوئے پر باہر سے آتے شور پر اس نے

بدمزہ ہو کے سونگس بند کیے اور کھڑکی کے پاس آ گئی اور سامنے کے منظر کو دیکھنے لگی

جہاں اس کے دادا سائیں شاہ زین چودھری اپنے تخت پر بیٹھے تھے ان کے تخت کے ایک طرف اس کے بڑے چاچا سائیں سلمان چودھری بیٹھے تھے اور دوسری طرف اس کے بابا سائیں شاہ زمان چودھری اور اس کے بابا سائیں کے ساتھ ہی اس کے چھوٹے چاچا سائیں عثمان چودھری کھڑے تھے اور ان سب کے سامنے بہت سارے گائوں کے لوگ کھڑے تھے شام کے وقت اکثر اس کے دادا سائیں کی پنچائت گھر کے صحن میں ہی لگتی تھی اتنے سارے لوگوں کو کھڑا دیکھ کے لحر سمجھ گئی تھے کی ضرور آج پھر کوئی شاہوں کی طرف گیا ہو گا یا ان کی طرف سے کوئی یہاں آیا ہو گا یا پھر کچھ ایسا پر جو بھی تھا مسلئہ شاہوں کی طرف سے ہی تھا وہ یے تو نہیں جانتی تھی کی چودھریوں اور شاہ میں مسلئہ کیا تھا اسے تو بس اتنا پتا تھا کی پہلے یے ایک ہی گائوں ہوا کرتا تھا جو کی اب دو میں تقسیم ہو چکا تھا ایک چودھریوں کا تو ایک شاہوں کا اگر چودھریوں کی طرف سے کوئی اس طرف چلا جائے تو یا تو اس کا مرا ہوا جسم ملتا تھا یا پھر ایسے حالت کی وہ ایک مہینہ ہسپتال میں ضرور رہتا تھا اور اگر شاہوں کی طرف سے کوئی اس طرف آجائے تو اس کے ساتھ بھی یہیں کیا جاتا تھا اور آج بھی شاید یہیں مسلئہ تھا اس لیئے وہ کھڑکی بند کر کے نیچے آگئی یہاں بھی ایک طرف اس کی دادی سریا بیگم کی پنچائت لگی ہوئی تھی جہاں وہ عورتوں کے مسئلے حل کرتی تھی اور گھر میں بہت سارے ملازم تھے ادھر سے

ادھر کام کر رہے تھے اور اس کے سامنے اس بڑی چاچی آمنہ بیگم غریبوں کو اناج اور کچھ کپڑے بانٹ رہی تھی وہ اس کی طرف آ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تائی جان کیا کر رہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے جان بوجھ کے سوال کیا جس پے آمنہ بیگم نے مسکرا کے اپنی چلبلی سی بھتیجی کو دیکھا جس کی شرارتوں میں پورے گھر کی جان بستی تھی

کچھ نہیں لہر میں تو بس دان کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اچھا چاچی یے زبیر بھائی اور رقیہ بھابھی نظر نہیں آ رہے کہاں گئے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ان کے بیٹے زبیر کا اور اس کی زبیر کی بیوی رقیہ کا پوچھا

شاہ زین چودھری اور سریا بیگم کے تین بیٹے تھے سب سے بڑا سلمان چودھری اس سے چھوٹا شاہ زمان چودھری اور سب سے چھوٹا عثمان چودھری

سلمان چودھری اور آمنہ بیگم کے تین بیٹے تھے زبیر شہیر اور شہریار۔۔۔۔۔زبیر کی شادی ہو چکی تھی وہ لایر تھا پر گھر پر رہ کر زمینوں کے ہی کام دیکھتا تھا شہریار اور شہیر دونوں جڑواں تھے اور ایم اے کر چکے تھے اب باپ دادا کا بزنس سنبال رہے تھے

اور شاہ زمان چودھری اور امامہ بیگم کی ایک ہی بیٹی تھی لہر چودھری جو کی پورے گھر کی لاڈلی تھی اور بہت شرارتی لہر ڈاکٹر تھی اور شاہ زین چودھری کا ہی خواب تھا کی وہ لہر ڈاکٹر بنے کیوں کی ان کے گائوں میں کوئی ہسپتال نا تھی گائوں کی ہسپتال شاہوں کی طرف تھی اس لیے وہاں کوئی جاتا نہیں تھا اور تین گھنٹے کا سفر طئے کر کے شہر جانا پڑتا تھا اب جب لہر نے اپنی پڑھائی مکمل کر لی تھی تو وہ اس کیلئیے ہسپتال بھی بنوا رہے تھے

عثمان چودھری اور زینت بیگم کے دو بیٹے تھے اسد اور احد اسد ابھی میٹرک میں تھا اور احد پانچویں جماعت میں تھا اس گھر کی صرف ایک ہی بیٹی تھی لہر چودھری جس میں سب کی جان بستی تھی اور لہر کی جان ان کے سب سے بڑے دشمن ساحل شاہ میں بستی تھی

زبیر زمینوں پر گیا ہے اور رقیہ امامہ اور زینت کے ساتھ باورچی خانے میں ہے۔۔۔۔۔آمنہ بیگم نے اسے مسکرا کے جواب دیا۔۔۔۔جس پے لہر سر ہلاتی باہر کی طرف چلی گئ

کہاں جا رہی ہو لہر شام کا وقت ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

تائی امی آ جائو نگی کچھ دیر تک وہ انہیں کہتی حویلی سے نکل کے کچی سڑک کی طرف

بھاگنے لگی مغرب کا وقت ہو رہا تھا اور اسے مغرب سے پہلے وہاں پہنچنا تھا ورنہ آج ایک ہفتے بعد بھی اس کا دیدار نا ہوتا وہ بھاگتی بھاگتی اس جگھ پہنچی جہاں سے دونوں گائوں کی سڑک الگ کی گئی تھی وہ سیدھی سڑک شہر سے آتی تھی اور اس کا ایک موڑ چودھریوں کی گائوں کی طرف نکلتا تھا اور ایک شاہوں کی گائوں کی طرف وہاں سے شاہوں کے زمینوں پر جانے کا راستہ بھی تھا شاہوں کی پوری زمینیں وہاں سے واضع نظر آ رہی تھی اس نے ایک نظر سامنے دیکھا اور اس پیپل کے پیڑ کے پیچھے چھپ کے اس شہر سے آنے والی سڑک کو دیکھنے لگی آج ایک ہفتے بعد وہ شہر سے لوٹنے والا تھا مغرب کی اذانیں ہو رہی تھی ہر طرف اندھیرہ پھیل رہا تھا

یااللہ کہیں وہ چلے تو نہیں گئے میرے آنے سے پہلے۔۔۔۔لہر کو خدشہ ہوا

نہیں آپ میرے ساتھ۔۔۔۔۔لہر کی بات ابھی بیچ میں ہی تھی کی اسے سامنے ایک کالی جیپ آتی نظر آئی وہ اسی کی جیپ تھی لہر نے نظریں اس طرف کر لی اس کی جیپ ک رفتار بہت تیز تھی پر لہر کی نظریں جب اس پر پڑی تو وہ پلٹنا بھول گئی اس کی گھری کالی آنکھیں شہد رنگ بال تیکھے نقوش لمبا قد چوڑا سینا گھنی موچھیں سفید رنگ مغرور انداز وہ اپنے آپ میں ایک مثال تھا لہر کی نظریں ابھی بھی وہیں ٹھری تھی پر وہ تو کب کا

جا چکا تھا لہر کو جب احساس ہوا تو وہ بھی حویلی کی طرف چل دی جانتی تھی تھوڑی دیر ہو گئی تو اس کے دادا سائیں خود اسے ڈھونڈتے ہوئے یہاں آ جائیگے۔۔۔۔

حویلی میں اس کی جیپ کے داخل ہوتے ہی سب ملازم ستر ک ہو چکے تھے سب واقف تھے ساحل شاہ کے غصے سے اور حویلی کا ہر بندہ اس کے غصے سے خوف کھاتا تھا اگر وہ کسی کی سنتا تھا تو اپنے دادا سائیں احسان شاہ کی بس وہ حویلی میں داخل ہوتے ہی اوپر سیدھا اپنی دیدے سائیں کے کمرے میں آیا ان کے روم میں داخل ہوا تو وہ بیڈ پے گم سم بیٹھی تھی وہ ان کے قریب زمین پے بیٹھ گیا وہ جب بھی کہیں جاتا تھا سب سے پہلے اپنی ماں کے پاس آتا تھا

اماں دیکھیں نا میری طرف۔۔۔۔۔۔ساحل نے بے بسی سے اپنی ماں کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر اس کی نے اسے ایک نظر اٹھا کے دیکھا اور اس کی آنکھوں سے رواں ہوئے ساحل کو دیکھ کے ثمینہ بیگم کو ہمیشہ وجدان شاہ کی یاد آتی تھی اس کے نین نقش ہو بہو ویسے ہی تھے۔۔۔۔۔

وہ ایک امید سے اپنی ماں کو دیکھ کے ان کے قریب سے اٹھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔میری

ماں میرے گھر سب کی بربادی کی وجہہ صرف تم ہو شاہ زین چودھری صرف تم جس طرح تم نے مجھے برباد کیا ہے وہسے ہی تم بھی برباد ہوئو گے اور تمہیں برباد ساحل شاہ کرے گا

آگیا میرا شیر۔۔۔۔۔۔کیسا رہا آج کا دن۔۔۔۔احسان شاہ آج سات دن بعد اپنے پوتے اپنے لاڈلے بیٹے کی آخری نشانی کو دیکھ کے اس کے بغلغیز ہوئے تھے ساحل شاہ کو دیکھ کے حویلے اور گائوں کے ہر شخص کو وجدان شاہ کی یاد آتی تھی وہ بلکل اپنے باپ وجدان شاہ پے گیا تھا بس وہ تھوڑا سخت مزاج تھا اور وجدان شاہ نرم مزاج کے مالک تھے وجدان شاہ کے چہرے پے ہر وقت مسکراہٹ رہتی تھی اور ساحل شاہ کے چہرے پے ہر وقت سنجیدگی اگر کبھی وہ مسکرا دیتا تو ہو بہو وجدان شاہ کا عکس لگتا تھا

سب کام اچھا ہو گیا شاہ جی۔۔۔۔۔۔وہ سنجیدگی سے کہتا احسان شاہ کی پاس والی چیئر پے بیٹھ گیا اس وقت احسان شاہ زمینوں کا حساب دیکھ رہے تھے

اتنا وقت لگا دیا اس بار پتر سب خیر تھا نا۔۔۔۔۔۔۔جی شاہ جی سب خیر تھا بس شہر والی حویلی کا کچھ کام تھا اور زمینوں کے کاغذات کے چکر میں کچھ وقت لگ گیا شاہ جی۔۔۔۔۔۔

احسان شاہ اور سکینہ بیگم کے چار بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔۔۔۔سب سے بڑا وجدان شاہ دوسرا امان شاہ تیسرا سرتاج شاہ اور چوتھا معراج شاہ وجدان شاہ اور ثمینہ بیگم ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی ساحل شاہ اور سحر شاہ۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ ایڈووکیٹ تھے اپنے دادا کے ساتھ پنچائت کے کام دیکھتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔امان شاہ اور پروین بیگم کی تین بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا زینب (زینی) اریزے شانزے اور احد تھے زینب اریزے اور شانزے پانچویں پاس تھے اور احد انجینئر تھا۔۔۔۔۔

سرتاج شاہ اور انیسہ بیگم کے دو بیٹے تھے عمر اور عمیر۔۔۔۔۔عمر میٹرک پاس تھا پھر اس نے پڑھائے چھوڑ دی اس کے مطابق جب اتنا سب کچھ ہے تو پڑھ کے کیا کرنا اور عمیر ڈاکٹر تھا۔۔۔۔۔۔

معراج شاہ اور نساء بیگم کی دو بیٹیاں تھی۔۔۔۔مائرہ اور سائرہ ان دونوں نے بھی پانچویں پاس کی تھی مڈل اسکول چودھریوں کی طرف ہونے کی وجہ سے پڑھ نا پائی تھی اور بقول ان کے بڑوں کے لڑکیوں کا شہر جانا مناسب نہیں وہ گھر رہ کر چولہہ چوکی دیکھیں وہیں بہت ہے ان کیلئیے

ثمینہ کیسی ہے اب پتر۔۔۔۔احسان شاہ نے ساحل سے اس کی ماں کے بارے میں

پوچھا کیوں کی وہ ساحل کے الاوہ اور کسی کو اپنے روم میں بھی نہیں اُنے دیتی تھی

جیسی ہمیشہ ہوتی ہیں شاہ جی بس اب دو مہینے ہی رہ گئے ہیں شاہ جی پنچائت کے دیے ہوئے وقت میں سے پھر ان چودھریوں کی خوشی کی ڈور ہمارے ہاتھ میں ہو گی اور قسم سے شاہ جی جتنا انہوں نے مجھے تڑپایا ہے اس سے سوگنا زیادہ تڑپائو نگا انہیں اور وہ وقت قریب ہے جتنا بچانا ہے بچالے چودھری

۔۔۔۔۔۔۔۔۔یے بات کرتے ہوئے ساحل شاہ کی آنکھوں میں بلا کی سنجیدگی تھی ایک آگ تھی اس کے اندر جس کو بجھانے میں اب صرف دو مہینے رہ گئے تھے بیس سالوں سے وہ پل پل اس آگ میں جل رہا تھا اور اس وقت کا انتظار کر رہا تھا جو کی اب قریب تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چل پتر اللہ خیر کرے گا وہ سب کچھ جانتا ہے دنیا مکافات عمل ہے انہوں نے جو کیا اس کا۔بدلہ انہیں ملے گا۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی اللہ تو خیر کرتے ہی ہیں اور وہ جو بدلہ دیگا نا وہ ساحل کے زریعے دے گا جو چودھریوں نے کیا وہ تو ساحل شاہ مر کے بھی نہیں کر سکتا پر وعدہ ہے اس سے سوگنا زیادہ ازیت دونگا انہیں۔۔۔۔۔۔احسان شاہ نے اپنے پوتے کو دیکھا جو بدلے کی آگ

میں نجانے کب سے جل رہا تھا انہیں اس کے انجام سے خوف ہونے لگا تھا چاہے جو بھی ہو اس سب میں پھنسی تو وہ تھی جس کا کوئی قصور نا تھا وہ جتنی بھی کوشش کریں پر اس کیلئیے بھی ان کے دل میں ہمدردی آجاتی تھی۔۔۔۔۔۔۔

چل پتر پورا دن کا تھکا ہارا آیا ہے چل کھانا کھا لیتے ہیں پھر آرام کرنا صبح پھر شہر جائے گا اور شام میں پنچائت چل پتر چل کے کچھ کھالے میرا بچہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔احسان شاہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی ساحل شاہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سن سونھیوں۔۔۔۔۔😘

سن دلداریو❤️

رب🌼سے بھی زیادہ تجھے کرتے ہیں پیار😘

سن سونھیوں۔۔۔۔❤️

سن دلداریو۔۔۔۔۔😘

رب سے بھی زیادہ کرتے ہیں تجھے پیار

تو ہے خدا تو ہے سنسار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر گنگناتے ہوئی حویلی میں داخل ہوئی تھی پر سامنے شاہ زمان چودھری کو ٹہلتا دیکھ وہ سمجھ گئی تھی وہ ضرور اسی کی وجہ سے پریشان ہونگیے وہ چپکے سے ان کے پیچھے آئی اور آنکھوں پے ہاتھ رکھ لیے۔۔۔۔۔۔۔۔

لہر پتر۔۔۔۔۔شاہ زین چودھری نے اس کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹائے

کیا دادا سائیں کبھی تو موقعہ دیا کریں ہمیں بھی ہر بار پہچان لیتے ہیں آپ۔۔۔۔لہر نے موں بگاڑا

کیا کریں پتر آپ کے دادا سائیں کی جان بستی ہے آپ میں۔۔۔۔شاہ زمان چودھری دنیا کیلیئے جتنے سخت تھے اتنے ہی اپنی اس پوتی کیلیئے نرم دل تھے اس کا ہر لفظ حویلی والوں کیلیئے حکم آخر تھا اور اس کی چھوٹی چھوٹی شرارتوں سے حویلی مہکی رہتی تھی

آآلو یو دادا سائیں۔۔۔۔۔۔لہر نے اپنے دادا سائیں کی گال پے بوسہ دیا

ہاں ہاں سارا پیار انہی پے نچھاور کر دو ہم تو تمہارے کچھ لگتے ہی نہیں

نا۔۔۔۔۔۔۔۔پاس اپنے تخت پے بیٹھی سریا بیگم نے کہا

آآمیری دادو سائیں جیلس ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔لہر سریا بیگم کے قریب گئی اور اس کے گالوں کو کھینچی

آئی ہائے لڑکی کچھ تو شرم کر دادی ہوں تیری بد تمیز۔۔۔۔۔۔۔۔سریا بیگم نے اپنی گالوں پے ہاتھ پھیرا

میں کیا کروں دادو سائیں آپ کی گالیں ہے ہی اتنی پیاری کی میں کھینچے بنا رہ ہی نہیں پاتی اگر میں لڑکا ہوتی تو شادی کر لیتی آپ سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی باتوں پے آس پاس گھر کے سب ہی فرد مسکرائے تھے

نہیں لہر یے تو میری ڈارلنگ ہے۔۔۔۔۔۔شہیر بھی اس سب میں شامل ہوا

نہیں نہیں شہیر بھائی یے تو میری جی ایف ہیں۔۔۔۔۔اس بار گفتگو میں حصہ لینے والا احد چودھری تھا اس گھر کا سب سے چھوٹا بیٹا

۔

بے شرموں کچھ تو لحاظ کر لو دادی ہوں تم لوگوں کی۔۔۔۔۔۔۔۔سریا بیگم جھنجلائی

تھی اتنے سارے ملازمائوں اور شاہ زین چودھری کے سامنے ایسے باتیں اسے شرم آرہی تھی۔۔۔۔۔۔

لہر آجاپتر تیرے بالوں میں تیل ڈال لوں کتنے روکھے ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔زینت بیگم نے اسے کھینچ کے اپنے قریب بٹھایا تھا

چاچی کیا آپ روز تیل لے کے بیٹھ جاتی ہیں میرے بالوں میں لگانے کیلئیے دیکھیں نا کتنے بڑے ہو گئے ہیں کٹوانے بھی نہیں دیتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چپ کر بال کتنے پیارے بڑے کالے ہیں ایسے ہی کٹوائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔زینت بیگم نے اس کے سر پر پیار سے چپیت لگائی

اڑے دیدے سائیں اسے گنجہ کر لیں بال کٹوانے کیوں ہیں ٹنڈ ہی کروا دیں۔۔۔۔۔۔۔شہیر نے اسے چھیڑا۔۔۔۔۔

دیکھیں نا زبیر بھائی شہیر مجھے تنگ کر رہا ہے۔۔۔۔اس کے تنگ کرنے پر لہر نے سیڑھیوں سے آتے زبیر کو شکایت لگائی جانتی تھی شہریار اور شہیر دونوں اپنے بڑے بھائی سے ڈرتے ہیں

شہیر میری گڑیا کو تنگ نا کریں۔۔۔۔۔۔

چاچی اب چھوڑیں نا۔۔۔۔اچھا جائو۔۔۔۔ ٹھینکس چاچی۔۔۔۔۔ان کی پکڑ سے چھوٹتے ہی وہ اوپر کی طرف بھاگی تھی۔۔ کہاں جا رہی ہو لہر۔۔۔۔۔۔۔۔چاچی بس نہا کے آئے۔۔۔۔۔

بابا سائیں میں نے اور سلمان بھائی نے سوچا ہے کی ہم لہر کو امریکا بھیج دیں ۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے لہر کے جاتے ہی شاہ زین چودھری سے کہا

کیا کہہ رہے ہو تم میں اپنے جگر کے ٹکڑے کو اتنا دور نہیں بھیج سکتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔اس کی بات سن کے امامہ بیگم تو تڑپ ہی اٹھی تھی اپنی بیٹی کو اتنا دور بھیجنا ان کیلئیے نا ممکن تھا

بھابھی سائیں سمجھنے کی کوشش کریں کتنے دن ہم نے اسے دور رکھنا ہے اب تو صرف دو مہینے رہ گئے ہیں میں نہیں چاہتا لہر کو اس گناہ کی سزا ملے جو اس نے کیا ہی نہیں ہے اور نا ہی اس گھر کی کسی فرد نے ہم اس غلط فہمی کی بھیٹ پے ہمارے خاندان کا ایک بیٹا تو پہلے ہی کھو چکے ہیں اب بیٹی کھونے کی ہمت نہیں رکھتے جانتے بوجھتے اسے اس کھائی میں نہیں دھکیل سکتے۔۔۔۔۔سلمان چودھری نے امامہ بیگم کو سمجھانا چاہا

تو اس کیلئیے اسے اتنا دور بھیجنے کی کیا ضرورت ہے ہمارے پاس بھی تو رہ سکتی ہے نا۔۔۔۔اس بار ثریا بیگم نے کہا تھا کیوں کی اپنی جان سے پیاری پوتی کو اتنا دور بھیجنے کی ہمت ان میں نا تھی

دیدے سائیں کتنے دن اس کو گھر میں چھپا کے رکھیں گے انسانی ضروریات ہوتی ہیں اور بیس سالوں سے اس سے جو چھپاتے آرہے ہیں کیا بتائینگے اسے دیدے اس کا یہاں سے جانا ہی اس کیلئیے ٹھیک ہے دیدے سائیں۔۔۔۔۔اس بار شاہ زمان نے جواب دیا تھا

بابا یے فیصلہ آپ پر چھوڑتے ہیں آپ جو فیصلہ کرینگے منظور ہے پر۔میں ایک باپ ہوں اپنی بیٹی کو یوں جہنم میں نہیں دھکیل سکتا۔۔۔

زینی کیا کر رہی ہو جلدی ہاتھ چلا باہر سب مرد بیٹھے ہیں اور تجھ سے روٹیاں نہیں بن رہی جلدی ہاتھ چلا۔۔۔۔۔۔۔اریزے کچن میں کھانا لینے آئی تو زینب ابھی آٹا گوندھ رہی تھی

سن ساحل سائیں بھی آئے ہیں کیا۔۔۔۔۔شانزے نے کچن سے باہر جھانکنے کی کوشش جی

ہاں ساحل سائیں بھی آئے ہیں اور جلدی کر تجھے پتا ہے انہیں انتظار بلکل پسند نہیں۔۔۔۔۔۔۔

تم دونوں باتوں میں لگی ہو اور وہاں گھر کے مرد کھانے کے انتظار میں ہیں۔۔۔۔پروین بیگم نے انہیں آپس میں باتیں کرتے دیکھا تو ڈپٹا

اماں سائیں میں روٹی دے آئوں۔۔۔۔زینی نے انہیں کہا شاید آج سات دن بعد وہ اپنے شاہ سائیں کا دیدار کر لیتی اس سے انتظار نا ہو رہا تھا اور یہاں اس کی بات پے اس کی ماں نے اسے زبردست گھوری سے نوازا۔۔۔۔۔۔باولی ہو گئی ہے کیا لڑی کچھ شرم لحاظ ہے کی نہیں تجھ میں پہلے ہی تم لڑکیوں کی وجہ سے بہت باتیں سن چکی ہوں اب یہیں رہو اور جلدی جلدی ہاتھ چلائو سمجھی تم دونو اور وہ تیسری کہاں ہے اسے بھی لگالو اپنے ساتھ۔۔۔۔پروین بیگم اپنی بات کہہ کے جا چکی تھی اس طرح کی باتیں تو انہیں روز سننے کو ملتی تھی اس لیے اریذے پر تو کچھ کھاسا اثر نا ہوا پر زینی کا موڈ ضرور کھراب ہو گیا تھا

ساحل پتر ہو گئے شہر کے کام اب۔۔۔۔امان شاہ نے اپنے اس مغرور بھتیجے کو دیکھا

جس کے چہرے پے پچھلے بیس سالوں سے انہوں نے مسکان نا دیکھی تھی

جی تایا سائیں ہو گیا سب کام۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیا

چل پتر شکر ہے تیرے بغیر پنچائت کے کام سنبھالنا بہت مشکل ہو گئے تھے احد اور عمیر تو اپنے اپنے کاموں میں ہوتے ہیں اور رہی بات عمر کی تو وہ تو ساتھ تھا پر تمہاری طرح تو کوئی بھی نہیں سنبھال پاتا تھا۔۔۔۔۔۔۔سر تاج شاہ کی اس بات پے جہاں باقی سب کے چہرے پے مسکان آئی تھی وہیں عمر شاہ کے دل میں ساحل شاہ کیلئیے نفرت اور بڑھی تھی اور وہ وہاں سے اٹھ ک چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اڑے عمر پتر کہاں کھانا تو کھا کے جا۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے کہا پر وہ ان سنی کر تا وہاں سے نکل گیا تھا اور اس کی اس حرکت پے سر تاج شاہ کو غصہ آیا تھا جس شاہ جی کو وہ کبھی کچھ نہیں کہتے ہمیشہ نظریں جھکائے رہتے ہیں وہیں ان کا بیٹا سب لمٹ کروس کر رہا تھا سر تاج شاہ کو عمر شاہ کا یے رویہ سخت ناپسند تھا سر تاج شاہ نے غصہ ضبط کرتے ہوئے انیسہ بیگم کو عمر کے پیچھے جانے کا آنکھوں سے اشارہ کیا اور وہ ان کا اشارہ ملتے ہی فورن اپنے بیٹے کے پیچھے گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔عمر یے کیا حرکت ہے ایسے ہی کھانے سے

آ گئے اور شاہ جی کی بات کا جواب بھی نہیں دیا آپ جانتے ہیں آپ کے بابا سائیں کو یے حرکت بلکل پسند نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔انیسہ بیگم عمر شاہ کے روم میں آئی تو وہ کھڑکی کے سامنے کھڑا سگریٹ سلگا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اماں سائیں انہیں اچھا ہی کیا لگتا ہے مجھ میں یے بتائیں مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عمر ایسا نہیں کہتے وہ بابا سائیں ہے آپ کے۔۔۔۔۔انیسہ بیگم اس کے قریب آئی۔۔۔۔۔۔

اماں سائیں تو بتائیں نا کیا کہوں بابا سائیں کو تو بس لالا سائیں ہی نظر آتے ہیں ہر چیز ان کیلئیے ساحل لالا سے شروع ہو کے ساحل لالا پے ختم ہوتی ہے ہر جگہ وہ ساحل لالا کے گن گاتے نہیں تھکتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمر شاہ کی بات ابھی مکمل نا ہوئی تھی کی روم ڈورناک ہوا اور ساحل شاہ داخل ہوا۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ کو یوں دیکھ کے ایک پل کیلئیے تو عمر شاہ کا رنگ زرد پڑا کہیں اس نے سب سن تو نہیں لیا کیوں کی جو بھی ہو وہ ساحل شاہ سے ڈرتا تھا اس کا ماننا تھا کی اس شخص کے اندر احساس ہی نہیں ہے اس کا کیا حویلی کی سب نئ جنریشن کا یہیں ماننا تھا کیوں کی وہ اس سیاہ ماضی سے واقف نا تھے جس کی آگ میں ساحل شاہ بیس سالوں سے جل رہا تھا اور اس کے سب احساس ختم ہو گئے

تھے یا اس اذیت کے نیچے دب گئے تھے اور اسے پتھر کا بنا دیا تھا

بڑے لالا سائیں آپ یہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔کچھ کام تھا کیا آپ کو لالا سائیں۔۔۔۔۔

ہاں یے کچھ پیپر س ہیں صبح شہر جا کے جمع کروا دینا مجھے کچھ ضروری کام ہے تم کر لو یے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے اس کی ٹیبل پے وہ کاغذات رکھے اور اس کا جواب سنے بغیر چلا گیا تھا ساحل شاہ حکم دیتا تھا عرض اور اس کی نظر میں اس کا حکم ماننا فرض تھا سب پر اس لیے وہ اگلے کے جواب کو اہمیت نا دیتا تھا

دیکھا اماں سائیں کیسے حکم دے کے گئے ہیں مجھے۔۔۔۔۔۔۔عمر شاہ نے کڑھ کے کہا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عمر بڑے لالا ہیں آپ کے حق ہے ان کا اب آپ کے بابا سائیں آئیں شرافت سے معافی مانگیے گا ان سے سمجھ رہے ہیں نا میری بات۔۔۔۔۔۔۔انیسہ بیگم اپنی بات کہہ کے جانے کیلئیے مڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔اماں سائیں چائے بجھوا دیجیے گا سر درد ہو رہا ہے میرے۔۔۔۔۔

ہمیں لگتا ہے تم صحیح کہہ رہے تھے سلمان۔۔۔۔۔۔۔اس وقت سلمان چودھری

عثمان چودھری شاہ زمان چودھری سریا بیگم اور امامہ بیگم بیٹھک میں موجود تھے

بابا سائیں پر میں اسے اتنا دور نہیں بھیج سکتی اور وہ بھی ہمیشہ کیلئیے ہر گز نہیں بابا سائیں میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی بابا سائیں۔۔۔۔۔۔امامہ بیگم تواب شاہ زین چودھری کے بھی تیار ہونے پر تڑپ اٹھی تھی

امامہ آپ سمجھ کیوں نہیں رہی تو کیا میں اسے اس جھنم میں دھکیل دوں ہر گز نہیں میں یے نہیں کر سکتا امامہ میں اپنا بیٹا پہلے ہی کھو چکا ہوں اور کیا بھروسہ وہ ساحل شاہ میری بچی کو بھی چھین لے تم نے نہیں دیکھا اس کا جنون میں۔اپنی بچی کو اس عذاب میں نہیں ڈال سکتا اور ہمیشہ کیلیے کون اسے دور بھیج رہا ہے جب پتا لگ جائے گا کی میرا بچہ ارسلان بے گناہ ہے تو میں اسے بلا لونگا بس کچھ وقت صبر کر لیں۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے اپنی جان سے پیاری بیوی کو سمجھانے کی کوشش کی جانتا تھا بیٹے کے بعد وہ بیٹی کو تق بلکل نہیں کھونا چاہی گی اور اتنا دور بھیجنا اس کیلئے بہت مشکل تھا پر وہ اپنی بیوی کیلئیے وہ اپنی بیگم کو مشکل میں نہیں ڈال سکتے اور وہ مشکل کم جہنم زیادہ تھی۔۔۔۔۔۔۔

کب سائیں کب بے گناہی ثابت کرینگے آپ کب سائیں آخر کب وہ وقت آئے گا پچھلے

بیس سالوں سے یہیں سنتی آرہی ہوں میں۔۔۔۔۔۔

شاہ زمان آپ امامہ کو لے کے جائیں یہاں سے اور سلمان آپ لہر کے جانے کا بندوبست کریں۔۔۔۔۔۔شاہ زین چودھری اپنا فیصلہ سنا کے جا چکے تھے

رات کے اس پہر بھی اسے سکون نہ تھا جب جب وہ اکیلہ ہوتا تو اس کے سب زخم تازہ ہو جاتے تھے۔۔۔اور اس کی ہر رات ایسے ہی گذرتی تھی اس وقت بھی وہ سگریٹ کے کش پر کش لے رہا تھا چاند کی ہلکی ہلکی روشنی اس کے چہرے کو چھو رہی تھی اور اس چاند کی ٹھنڈی روشنی میں اس کا وجیہہ روپ کسی ریاست کے شہزادے سے کم نا لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میری زندگی کو مجھ سے چھین لیا تم نے اسرار چودھری اب بہت جلد تمہارے پیاروں سے تمہاری زندگی چھین لونگا بہت جلد بس کچھ وقت اور پھر اسرار چودھری تمہاری روح بھی تڑپیگے اس سے ہر سچ چھپا کے رکھا ہے نا تم نے اب اسے سب پتا چلیگا اور بہت جلد جیسے تم نے مجھ سے میری سحر کو چھینا ہے اسرار چودھری ویسے تمہارے اپنوں سے تمہاری بہن کو چھینونگا۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ ہاتھ میں ایک لڑکی کی تصویر تھی جسے وہ بہت محبت سے دیکھ رہا تھا

صبح کے پانچ بج رہے تھے چڑیائیاں پنچھی صبح صبح اپنے گھروں سے کھانے کی دوڑ کیلئیے نکل رہے تھے گائوں میں ہر طرف پراٹھوں کی خوشبو مہک رہی تھی کہیں کوئی کام کیلئیے جارہا تھااور وہ کھیتوں میں سے دوڑ رہی تھی بہت تیز شاید آج اس نے ہوائوں سے ٹکر لینے کا سوچا ہوا تھااس کی سانسیں پھول رہی تھی پر اسے فکر کب تھی اسے اپنے محبوب کو دیکھنا تھا اگر وہ تھوڑا لیٹ ہو جاتی تو لہر آج ساحل کا دیدار نا کر پاتی اور ایسا تو وہ کبھی ہونے نہیں دیگی اور آخر وہ اپنی منزل پر پہنچ ہی گئی ایک پیپل کے پیڑ کے پیچھے چھپ کے وہ سامنے کالے لباس میں ملبوس اس شخص کو دیکھ رہی تھی جسے دیکھے بغیر آج تک اس نے کوئی دن شروع نا کیا تھااور وہ بے خبر مغرور بندہ اپنی منزل کی طرف نکل چکا تھالہر کی آنکھوں نے اس کا تب تک پیچھا کیا جب تک وہ آنکھوں سے اوجھل نا ہو گیا

کیوں کرتی ہو ایسا لہر اس کی ایک جھلک دیکھنے کیلئیے تو روز دو کلو میٹر بھاگ کے آتی ہے جھلی ہے کیا

لہر چودھری کیلئیے ساحل شاہ کی ایک جھلک اس کا دن سنوار دیتی ہے اسکی ایک جھلک

پے لہر چودھری اپنی جان بھی قربان کر دے۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ڈرامائی انداز میں کہا

کیوں خود کو تکلیف دیتی ہو جب کی تم جانتی ہو وہ شاہ ہے اور تم چوھدری تمہارے گھر کا

کبوتر بھی گائوں کے اس پار جائے تو اسے بھی راستے میں مار دینگے یے

لوگ۔۔۔۔۔۔۔۔

میرا عشق سچا ہو گا تو وہ ساحل شاھ صرف لہر چودھری کا ہو گا

بس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو تو واقعی جھلی ہے لہر آجکل عشق پے کون یقین کرتا ہے۔۔۔۔

کرتی ہے نا لہر چودھری اور لہر چودھری کو اپنے عشق پے یقین ہے اڑے عشق تو پتھر

کو بھی موم بنا سکتا ہے لوہے کو بھی پگھلا سکتا ہے خیر چھوڑ مجھے بھی شہر جانا ہے کچھ

ڈاکیومنٹس ہیں جو یونی میں ہے انہیں لانا ہے خیر میں چلی خیال رکھیو اپنا

لہر پتر کہاں کی تیاری ہے صبح صبح۔۔۔۔۔۔آمنہ بیگم لہر کے روم میں اسے دودھ دینے

آئی تھی اور وہ آئینے کے سامنے کھڑی حجاب سیٹ کر رہی تھی

کچھ نہیں تائی جان بس یونی سے کچھ ضروری کاغذات لینے ہے بس شہر جا رہی

تھی۔۔۔۔۔۔۔

تو بیٹا اس کیلئیے تو کیوں جا رہی ہے میں زبیر یا پھر شہیر شہریار میں سے کسی کو بھیج دیتی ہوں تو ایسے ہی تکلف کرے گی میری جان۔۔۔۔۔آمنہ بیگم نے اسے محبت سے دیکھا جو انہیں جان سے بھی زیادہ پیاری تھی۔۔۔۔۔۔۔

نہیں تائی دو مہینے ہو گئے ہیں مجھے یہاں آئے ہوئی کہیں گئی ہی نہیں بور ہو گئی ہوں دوستوں سے بھی ملاقات ہو جائیگی تائی امی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے انہیں محبت سے جواب دیا

آجا تیری نظر اتاروں میری جان کہیں نظر نا لگ جائے میری جان کو۔۔۔۔۔۔۔

اچھا چاچی وہ تو ٹھیک ہے پر ایک شرط پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے نروٹھے پن سے کہا

اچھا جی وہ کیا۔۔۔۔۔انہوں نے مسکرا کے اسے دیکھا وہ جانتی تھی کی وہ یہیں کہے گی کی وہ دودھ نہیں پیے گی۔۔۔۔۔۔

تائی میں یے دودھ نہیں پیو نگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے برا سا موں بنایا

بری بات ہے ناچندہ دودھ نہیں پینگی تو اسٹرونگ کیسے بنو گی۔۔۔۔۔آمنہ بیگم نے اس

کے ماتھے پے ہاتھ پھیرا

ہمممم۔۔

چلو جلدی سے کمپلیٹ کرو۔۔۔۔۔۔۔۔اچھاتائی لو پی لیااب جارہی ہوں ورنہ لیٹ ہو جائگی۔۔۔۔۔۔وہ انہیں کہتی روم سے باہر آگئی اور تیزی سے سیڑھیاں اترتی ڈائننگ ٹیبل کی طرف آگئی جہاں سب ناشتہ کررہے تھے اور اس نے آتے ہی پیچھے سے شاہ زین چودھری کے گلے میں باہیں ڈالی۔۔۔۔

گڈ مارننگ دادا سائیں۔۔۔۔۔۔۔

کہاں کی تیاری ہے صبح صبح بیٹا سائیں۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان نے اپنی بچی پر ایک مسکراتی نظر ڈالی

کہیں نہیں بابا سائیں بس یونی میں کچھ کام ہے مغرب سے پہلے آجائونگی۔۔۔۔۔۔۔۔

پر آپ کیوں جائو گی لہر بھائی ہے نا آپ کے چلے جائیں گے وہ۔۔۔۔۔۔۔سلمان چودھری اس کے یوں جانے کا سن جے گھبرا گئے تھے کچھ بھی ہو وہ اپنی بھتیجی کو کھونا نہیں چاہتے تھے اور شاہوں کا کیا بھروسہ۔۔۔۔۔۔۔

تایا سائیں کچھ نہیں ہوتا چلی جائو نگی میں آپ فکر نا کریں ویسے بھی جب سے آئی ہوں شہر کا چکر ہی نہیں لگا یا اس بار مل بھی آئوں گی دوستوں سے آپ فکر نا کریں۔۔۔

پر بیٹا سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا پر پر لگا رکھا ہے آپ جائو لہر بچا پر خیال رہے اوور اسپیڈ نگ نا ہو اور مغرب سے پہلے لوٹ آنا اگر مغرب ہو جائے تو وہیں شہر والی ہو یلی میں رہ لینا ٹھیک ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔ عثمان چودھری کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی شاہ زین چودھری اپنا فیصلہ سنا چکے تھے جو ان کی پوتی کے حق میں تھا

آآلو یو دادا سائیں۔۔۔۔۔بائے۔۔۔۔۔وہ شاہ زین چودھری کو کہتی باہر کی طرف چل دی

پر بابا سائیں اسے ایسے ہی اکیلہ کیوں بھیجا آپ نے۔۔۔۔۔ سلمان چودھری نے فکر مندی سے پوچھا

تو کیا کرتے جو بات ہم نے اس سے پچھلے بیس سال سے چھپا کے رکھے ہوئے ہی وہ اسے بتا دیں اسے بھنک تک بھی نہیں لگنی چاہیے اس بات کی۔۔۔۔ شاہ زین چودھری کی بات پے وہ تینوں چپ ہو چکے تھے اور شہیر ناشتے کی ٹیبل سے اٹھ کے باہر کی طرف گیا وہ اپنی بہن کو تھوڑا سا بھی رسک میں نہیں ڈال سکتا تھا اس لیے اس کا ارادہ اس کے

پیچھے جانے کا تھا پر اسے پتا نا لگے اس طرح

رکیں بھائی۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے اسے پکارا

گڑیا کے پیچھے جا رہے ہیں نا۔۔۔۔۔۔اس کے پوچھنے پے شہیر نے ہاں میں سر ہلایا

مجھے بھی چلنا ہے۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے آئو میرے ساتھ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زینی یہاں چھت پے کیوں اداس بیٹھی ہے۔۔۔۔۔۔۔سائرہ چھت پے کبوتروں کو دانا دینے آئی تھی کی زینی کو موں لٹکائے دیکھا تو پوچھے بنا رہ نا سکی۔۔۔۔۔۔۔

کچھ نہیں چھوٹے شاہ جی آج بھی صبح کے وقت ہی نکل گئے پچھلے آٹھ دن سے ان کا دیدار نہیں کیا ہم نے ہمارا دل بے چین ہے سائرہ۔۔۔۔۔۔۔

توبہ زینی محبت کرنی ہی تھی تو کسی اچھے بندے سے کرتے ایک پتھر سے محبت کر لی ہے اب یہیں حال ہو گا نا سا حل لالا کے پاس احساس نہیں ہے وہ تو ایک نظر اٹھا کے بھی

نہیں دیکھتے تجھے اور تو یہاں ان کیلئیے ایسے اداس بیٹھی ہے یار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زینی نے سائرا کے جواب پے بیزاریت سے اپنا رخ چینج کیا صرف سائرہ کیا اگر وہ گھر میں کسی سے بھی اس بات کا اظہار کرتی تو وہ یہیں کہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹھی رہ جوگن بن کے میں تو چلی لگی ہو گی شاہ بیبی کی پنچائت ان کیلئیے چائے ناشتے کا انتظام کرنا ہے۔۔۔۔۔۔سائرہ اسے کہتی سیڑھیوں سے اترنی لگی شاید اس کی بد قسمتی تھی یا احد کی خوش قسمتی جو وہ بھی اوپر کی طرف آرہا تھا اس کے ایک سیڑھی نیچے پہنچ کے اس نے اس کا راستہ روک لیا۔۔۔۔۔۔۔۔

لالا راستہ چھوڑیں میرا۔۔۔۔۔۔سائرہ نے نظریں جھکالی کیونکی وہ اس کی آنکھوں میں نہیں دیکھ سکتی تھی احد کی آنکھوں میں سائرہ کیلئیے پسندیدگی اسے صاف نظر آتی تھی

اف ہزار بار کہا ہے میں لالا نہیں ہوں تمہارا اور مجھے لالا مت کہا کرو سمجھی تم

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احد کی آنکھوں میں اس کے لالا کہنے پے غصہ آیا تھا جسے اس نے ضبط کرتے ہوئے جواب دیا تھا

احد ہٹیں راستہ دیں۔۔۔۔۔۔۔

کیا کہا ایک بار اور کہنا۔۔۔۔۔۔

راستہ دیں۔۔۔۔۔

یے نہیں مجھے کیا پکارا۔۔۔۔۔

احد۔۔۔۔۔

ہائے میں صدقے واری اتنی محبت سے جان بھی مانگو تو وہ بھی دے دوں۔۔۔۔۔احد

اس کے راستے سے ہٹا اور وہ جلدی سے وہاں سے نکل گئی۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عامر چاچا آپ کے بیٹی کی شادی ہے نا تو کیسی چل رہی ہے تیاریاں۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے اپنے پرانے منیجھی (manager) سے کہا۔۔۔۔۔۔

بیٹا کرم ہے مالک کا سب کچھ اچھا چل رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے مسکرا کے ساحل شاہ کو دیکھا جو انجان بن کے بھی سب کی مدد کرتا تھا

یے لیں چاچا ایک لاکھ روپے اس سے زیادہ کی ضرورت ہو تو بے جھجھک کہہ دیجیے گا مجھے۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے انہیں کچھ پیسے تھمائے اور وہاں سے نکل گئے شاید وہ

ان کا شکریہ نہیں لینا چاہتا تھا

پورا دن شہر میں گھومنے شوپنگ کرنے اور مٹر گشتی کرنے اور گھومنے کے بعد وہ ابھی واپسی کیلئیے نکل رہی تھی اس پورے وقت میں شہیر اور شہریار نے اسے نظروں سے اوجھل نا ہونے دیا تھا پر ابھی بد قسمتی سے ان کی گاڑی رک گئی تھی

کیا ہوا شہیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گاڑی اسٹارٹ نہیں ہو رہی۔۔۔۔۔۔۔۔

واٹ چلو دیکھتے ہیں اسے۔۔۔۔۔۔۔وہ دونوں باہر آئے تھے

مجھ سے نہیں بن رہی۔۔۔۔۔۔شہریار نے ہار مانی

اب۔۔۔۔۔۔۔۔شہیر پریشان ہوا تھا

فکر مت کرو وہ گائوں کے قریب ہے اور میں زبیر بھائی کو کال کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔

مغرب کا وقت ہونے والا تھا اور اس کا ابھی آدھے گھنٹے کا سفر رہتا تھا وہ جتنا جلدی ہو سکے پہنچنا چاہتی تھی کیوں کی اسے دیدار یار کرنا تھا اور وعدہ بھی مکمل کرنا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے پاس بھی بلیک جیپ تھی ساحل کے جیپ جیسی اس کا بس چلتا تو وہ ہر چیز ساحل شاہ کی پسند کی لے لیتی

وہ ابھی اپنے ہی خیالوں میں گم تھی کی کوئی وائیٹ کار اس کی جیپ سے ٹکراتے ٹکراتے بچی تھی اور اس نے بھی اپنی جیپ روکی تھی اور اس وائیٹ کار کے پاس گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اوئے اندھے ہو کیا ابھی میری جیپ کو کچھ ہو جاتا تو۔۔۔۔۔۔۔اس کی کار کا شیشہ کسی نے بجایا تھا اس نے نیچے کیا تو سامنے برائون کلر کے حجاب میں لڑکی کھڑی اسے گھور رہی تھی سنہری دھوپ میں اس کا چہرہ بہت پیارہ لگ رہا تھا عمر کی نظریں ایک پل کیلئیے اس پے ٹھر گئی۔۔۔۔۔۔۔۔

باہر نکلو ایسے کیا گھور رہے ہو۔۔۔۔۔۔۔لہر چودھری کو اس شخص پے بہت غصہ آیا تھا ایک تو اس کی جیپ کو ٹکر ماری تھی اوپر اسے گھور رہا تھا

اوئے اندھے ہو کیا ابھی میری جیپ کو کچھ ہو جاتا تو۔۔۔۔۔۔۔اس کی کار کا شیشہ کسی

نے بجایا تھا اس نے نیچے کیا تو سامنے برائون کلر کے حجاب میں لڑکی کھڑی اسے گھور رہی تھی سنہری دھوپ میں اس کا چہرہ بہت پیارہ لگ رہا تھا عمر کی نظریں ایک پل کیلئیے اس پے ٹھر گئی۔۔۔۔۔۔۔۔

باہر نکلو ایسے کیا گھور رہے ہو۔۔۔۔۔۔۔لہر چودھری کو اس شخص پے بہت غصہ آیا تھا ایک تو اس کی جیپ کو ٹکر ماری تھی اوپر اسے گھور رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے کہنے پے عمر نے کار ڈور اوپن کیا اور باہر آ گیا

جی۔۔۔۔بولیں۔۔۔۔۔۔۔عمر نے اپنے گوگلس اتار کے اسے دیکھا

یے آپ کو کہاں کی اتنی جلدی ہے جناب۔۔۔۔۔۔۔

جی کہیں کی نہیں کیو۔۔۔۔۔۔عمر اس کے یوں فر فر بات کرنے پے حیراں ہوا تھا کیوں کی یے جس طرف جا رہی تھی وہ سڑک ان جے گائوں کی طرف جاتی تھی اور ان کے گائوں میں زیادہ تر لڑکیاں س سب ان پڑھ تھی اور جو کچھ پڑھی لکھی تھی وہ بھی پانچویں پاس تھی اور ان کا تو لڑکوں کے سامنے تک نہیں آتی تھی جواب دینا تو دور کی بات تھی

تو یے کس چیز کی جلدی تھی جو یوں ٹکر ماری۔۔۔۔۔۔۔۔اگر میری جیپ کو کچھ ہو جاتا تو کیا ہوتا ہاں اندازہ بھی ہے کتنی پیاری ہے مجھے یے جیپ اگر اس جیپ کو کچھ ہو جاتا تو تمہاری جان لینے میں بھی وقت نا لگاتی لہر چودھری۔۔۔۔۔۔۔

دیکھیں شاید غلطی سے ہو گیا ہو گا سوری۔۔۔۔۔۔۔

او کے اگین میری جیپ بھی دیکھو تو سو قدم دور رہنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی بات پے عمر نے لہر کی جیپ کو دیکھا جو کی بلکل ساحل شاہ کی جیپ جیسی تھی وہیں رنگ وہیں ماڈل سب سیم

کیا میری جیپ کو کیوں ایسے دیکھ رہے ہو سمجھ گئے ہو نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی بات پے عمر نے ہاں میں سر ہلایا اور وہ جا کے اپنی جیپ میں بیٹھ گئی۔۔۔۔۔کیا لڑکی تھی۔۔۔۔۔اس کے جاتے عمر نے خود کلامی کی اور اپنی کار میں بیٹھ کے اس کے پیچھے پیچھے گاوں کی طرف چلا دیا۔۔۔۔۔

حد ہوتی ہے ایک تو اوور اسپینڈنگ نا کرنے کا واعدہ کیا ہے اور اپر سے اس گھونچو سے بھی ابھی ٹکرانا تھا یا اللہ بس ساحل شاہ سائیں ابھی نا گئے ہوں انہیں لیٹ ہو گئی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔لہر خود سے باتیں کر رہی تھی کی مغرب کی اذان

ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔لو جی ہو گیا کام اب تو چلے ہی گئے ہونگے ساحل سائیں۔۔۔۔اس نے گاڑی کی اسپیڈ پھر بھی کم نا کی اور اس موڑ پے پہنچ کے اس نے گاڑی روکی اس پے پیچھے عمر نے بھی گاڑی روکی۔۔۔۔۔عمر اسے بغور دیکھنے لگا اس نے آس پاس شاہوں کی زمینوں کی طرف دیکھا پھر وہیں نیچے پیپل کے پیڑ کے نیچے بیٹھ گئے اور گھاس کو نوچنے لگی تقریبن دس منٹ وہیں بیٹھنے جے بعد وہ اٹھی اور اپنی جیپ نکال کے چودھریوں کی طرف چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔اور وہ شاہوں کی طرف

ساحل شاہ۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل مسجد سے ابھی نماز ادا کر کے نکلا تھا کی پیچھے سے اسے کسی نے پکارا اس نے مڑ کر دیکھا تو پیچھے یوسف اسے ہی دیکھ رہا تھا یوسف کو دیکھ کے اسکے چہرے پے مسکان بکھری تھی جو کی کبھی کبھی ہی مسکراتا تھا اس کے چہرے پے مسکان دیکھ کے اس کے ساتھ کھڑے احسان شاہ کے دل میں سکون اترا تھا اس کے مڑنے پے یوسف ساحل کی طرف آیا

تم کب آئے یوسف۔۔۔۔۔۔۔ساحل اس سے بغلغیز ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف ایئر فورس میں تھا وہ اور ساحل شاہ بچپن کے دوست تھے بچپن سے ایک دوسرے کے

ساتھی رہے تھے ہر دکھ سکھ کے ساحل شاہ اسرار ارسلان چودھری اور یوسف شاہ بچپن کے ساتھی تھے ہر جگہ ایک ساتھ ہی پائے جاتے تھے پر اب افسوس ساحل شاہ اسرار ارسلان چودھری سے نفرت کرتا تھا اور شاید اسی نفرت کی وجہہ سے اب گائوں بھی دو تھے اب صرف ایک ہی دوست تھا اس کا یوسف شاہ

بس آج ہی آیا ہوں شام کو زمینوں پر کیا تو پتا چلا کی تو وہاں نہیں ہے تو وہاں سے سیدھا یہاں آیا ہوں تو بتا کیسا ہے اب۔۔۔۔۔۔یوسف نے مسکرا کے اس کے خوبصورت وجود کو دیکھا جو کی ویسے کا ویسہ تھا بس اگر کچھ تبدیل ہوا تھا وہ بس اس کا دل تھا جس میں صرف ویرانی تھی اس کی زندگی میں جہاں پہلے خوشیوں کے محل ہوا کرتے تھے وہاں اب غموں جے کھنڈر تھے

اچھا میں جیسا ہمیشہ ہوتا ہوں ویسا ہی ہوں شاہ جی آپ جائیں ہم دونوں کچھ وقت تک آتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف کو جواب دے کے وہ شاہ سائیں کی طرف متوجہ ہوا اور ان کے کہنے پے احسان شاہ وہاں سے چلے گئے اور وہ دونوں وہاں سے کچی سڑک کی طرف چل دیے اور آ کے پرانے کنوے کے قریب بیٹھ گئے اس طرف کم ہی لوگ آتے تھے پر ان کا بچپن سے یہیں مقام تھا وہ جب بھی ساتھ ہوتے ہمیشہ یہیں پوتے

تھے وہاں اب تک سب کچھ سیم تھا بس تبدیلی آئی تھی تو ان کی زندگیوں میں ساحل شاہ کے دل میں جہاں محبت کا بسیرا ہوا کرتا تھا وہاں اب نفرت کی گہری کھائی تھی یوسف کو آج اس جگہ اس وقت اسرار کی بہت یاد آرہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج بھی یہاں سب کچھ ویسا ہی ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف کے کہنے پے ساحل طنزیہ مسکرایا تھا

ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔کچھ تبدیل نہیں ہوا سب کچھ وہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ان بیس سالوں میں کچھ تبدیل نہیں ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔ہے نا۔۔۔۔۔۔۔

تبدیل تو ہوا ہے ساحل بہت کچھ تبدیل ہوا ہے۔۔۔۔۔بہت کچھ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمم۔۔۔۔۔۔۔

کیا ایسا نہیں ہو سکتا ساحل ہم سب بھول جائیں۔۔۔۔۔۔۔

کیا بھول جائیں بتائو یوسف کیا سب کچھ بھولنے سے سحر واپس آجائیگی اس کی عزت واپس آجائی گی ان خاندانوں کی نفرت ختم ہو جائیگی یے گائوں ایک ہو جائینگے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کے کہنے پے اسد نے ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر تم بھی وہیں کرو یے تو ضروری نہیں نا

میں کیا کرونگا بتائو مجھے میں بلکل وہ نہین کر سکتا جو اسرار نے کیا ہے پر اسے سزا ضرور ملے گی جس طرح میری بہن تڑپی تھی اسی طرح میں اس کی بہن لہر چودھری بھی تڑپیگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل سزا تو اسے مل چکی ہے آج وہ ہمارے بیچ نہیں ہے اور کیا کرنا ہے اس ایک حادثے کی وجہ سے سحر ارسلان وجداں انکل ہمارے ساتھ نہیں ہے اور آنٹی کی حالت دیکھی ہے تم نے یے گائوں الگ ہو چکے ہیں جو خاندان ایک دوسرے کیلئیے جان دیتے تھے اب ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں سب ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں شاہ زمان انکل اور امامہ آنٹی اپنے بیٹے کی موت کے بعد اپنی بیٹی کو بھی ہر وقت اپنے آغوش میں چھپائے رکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ساحل اور کتنا بڑھانا ہے اس نفرت کو اب بس کر دو ایسے تو نسل با نسل اس نفرت کی آگ میں تباہ ہو گی میں نے تجھے اس دن بھی کہا تھا آج بھی کہتا ہوں اسرار ارسلان چودھری ایسا کبھی نہیں کر سکتا تو ایسے کام نا کر جس اے سچائی سامنے آنے پے تجھے پچھتانا پڑے ساحل

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے ہر بار کی طرح اس بار بھی اسے سمجھانا چاہا پر جانتا تھا اس پر کوئی اثر نہیں ہو گا

میں جا رہا ہوں حویلی تجھے آنا ہے تو آ جا نیر ے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی باتیں سننے کے بعد ساحل شاہ اسے یے کہہ کے اٹھ گیا اور اس کا جواب سن کے یوسف کا سر پیٹنے کو دل چاہا وہ بھی اس کے پیچھے چلنے لگا

لہرا داس ادا اس سی حویلی کے اندر آئی تو شاہ زین چودھری کو پریشانی سے ٹہلتے دیکھا اور سامنے ہی سریا بیگم تسبیح لے کے بیٹھی تھی اور امامہ بیگم سامنے چہرا ہاتھوں پے جھکائے بیٹھی تھی اور شاہز مان چودھری کسی سے فون پے بات کر رہا تھا اور سلمان چودھری اور عثمان چودھری اور زبیر گھر پر نا تھے اس کے پیچھے شہیر اور شہریار بھی اندر آئے اسے دروازے پے کھڑا دیکھ وہیں رک گئے

کیا ہوا گڑیا۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے اس جے ماتھے پے ہاتھ رکھا کسی کی یو اچانک آواز پے لہرا اچھلی تھی

اف بھائی آپ ہیں نہیں کچھ نہیں بس اندر سب پریشان ہے وہیں دیکھ رہی تھی

۔۔۔۔۔۔وہ اسے کہہ کے اندر شاہ زین چودھری کے پاس گئے

دادا سائیں۔۔۔۔۔۔اس کی آواز پے سب اس کی طرف آئے۔۔۔۔۔۔

کہاں تھی تم بیٹا اتنا وقت لگا دیا تم نے۔۔۔۔۔۔امامہ بیگم نے اسے گلے سے

لگایا۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا آپ نے ہم سے وعدہ کیا تھا کی آپ مغرب سے پہلے آجائیں گی پھر کیوں اتنا وقت لگا

دیا۔۔۔۔۔۔۔شاہزین چودھری نے اسے محبت سے اسے دیکھا

کچھ تو فکر کیا کر ہم یہاں کتنے پریشان تھے تمہارے لیے۔۔۔۔۔۔ثریا بیگم نے اپنی

آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کیے۔۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔۔آمنہ بیگم نے بھی ثریا بیگم کی

ہاں میں ہاں ملائی

اب کچھ بولو گی بھی یا نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔رقیہ نے اسے ڈپٹا

اڑے آپ لوگ کچھ بولنے دو گے بھابھی سائیں تو بولو نگی نا۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی بات

پے سب مسکرائے تھے

ہاں تو بتائیں بیٹا سائیں کیوں اتنی دیر کر دی۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے اسے گلے سے لگایا

آپ یہاں ہے اور ہم ہر جگاڈھونڈ رہے ہیں آپ کو۔۔۔۔۔زبیر نے اندر داخل ہوا تق اسے وہاں دیکھے کہا

ہاں بیٹا سائیں ہم پورا گاؤں ڈھونڈ کے آ گئے ہیں۔۔۔۔۔سلمان چودھری نے بھی سکون کا سانس کیا اسے یہاں دیکھ کے

بیٹا سائیں اتنا وقت کیوں لگا دیا آپ نے۔۔۔۔۔۔عثمان چودھری نے اسے چپ دیکھا تو پوچھا ان سب کے سوالوں پے لہر نے قہقہ لگایا ایک گھنٹہ زیادہ لگا دیا آپ لوگس نے اتنی ٹینشن لینا شروع کر دی ایسے ہی آپ لوگ بھی نا اور کچھ بولنے دو گے تو بولو نگی نا آپ لوگ بھی نا

اچھا اب ہم سب چپ اب صرف ہماری پوتی سائیں بو لیگی۔۔۔۔۔۔۔شاہ زین چودھری کے کہنے پے اب نے اپنے ہونٹوں پے انگلیاں رکھ لیں

وہ دادا سائیں بس ایکسیدنٹ ہوتے ہوتے بچا اسی وجہ سے لیٹ ہو گئی۔۔۔۔۔۔

کیاایکسیڈنٹ کہیں چوٹ ت نہیں لگی نااس کے کہنے پے سب نے پریشانی سے اسے دیکھاپر کوئی بولا نہین پر امامہ بیگم اسے کہہ کے جانچنے لگی

اڑے نہیں اماں سائیں ٹھیک ہوں بس بوکھ لگی ہے مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے معصوم ساموں بنایا

اچھابیٹاسائیں آپ جائونہالو میں کھانالگاتی ہوں اس کے اس طرح سے کہنے پے سب کے چہرے پے مسکان آئی تھی اور آمنہ بیگم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کے اسے کہا اور وہ انہیں ہاں کرتی اوپر چلی گئ

لہر نہاکے نیچے آئی تھی توسب ڈنر پے اسی کاانتظار کر رہے تھے وہ بھی اپنی چیئر کھینچ کے اس پے بیٹھ گئے اور ڈنر کرنے لگی اسے بیٹھادیکھ کے احسان شاہ نے سلمان شاہ کی طرف دیکھ جے اشارہ کیاکی وہ اس کو بتائو کی اب ایک ہفتے بعد وہ لوگ اسے لنڈن بھیج رہے ہیں

لہر بیٹا۔۔۔۔۔۔۔۔سلمان شاہ نے اسے پکارا جس پے لہر نے سر اوپر کیا۔۔۔جی تایا سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا سائی ہمیں آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔۔

جی تایا سائیں بولیں۔۔۔۔۔اجازت لینے کی کیا صرورت ہے۔۔۔۔۔لہر نے چہرے پے مسکان سجا کے کہا اس کی مسکان دیکھ کے سلمان شاہ کا دل ہی نا کیا کہ اسے کچھ بتائے کیوں کی جانتے تھے اس خبر سے وہ روٹھ جائیگی پر اس بار سوال اس کی پوری زندگی کی خوشیوں کا تھا اگر وہ ایسا نا کرتے تو 57 دن بعد ان کی لہر اس جہنم میں چلی جاتی اور اس گناہ کی سزا کاٹتی جو انہوں نے کیا ہے نہیں شاہ زمان شاہ نے اس جے کندھے پے ہاتھ رکھ کے اس کی ہمت باندھی

بیٹا دیکھیں آپ مانتی ہے نا ہم جو بھی فیصلہ کرینگے وہ آپ کے حق میں بھتر ہو گا۔۔۔۔۔۔سلمان شاہ نے اپنے سوال پے رک کے اس کی طرف دیکھا اور لہر نے ان کے دیکھنے پے ہاں میں گردن ہلائی اور اس کے ہاں کہنے پے انہوں نے اپنی بات شروع کی۔۔۔۔۔۔تو بیٹا سائیں اس بار بھی ہم نے جو فیصلہ کیا ہے وہ آپکے حق میں بھتر ہے ہم آپ کو یے تو بتا نہیں سکتے کی ہم نے کیا کس وجہ سے ہم یے فیصلہ لے رہے ہیں پر ہمیں یقین ہے کی آپ ہمیں سمجھیں گی اور ہمارا ساتھ دینگی اس فیصلے میں بھی ہمیشہ کی طرح۔۔۔۔۔

پرتایاسائیں کیا فیصلہ کیا ہے کچھ تو بتائیں۔۔۔۔ان کے اس طرح سے پہیلی بجھانے پر لہر گھبرا گئی تھی اس کے دل میں صرف ایک بات چل رہی تھی کی کہیں وہ ان کی شادی کی بات نا کریں کیونکی لہر چودھری صرف اپنے ساحل شاہ کی ہونا چاہتی تھی اگر وہ کسی کے ساتھ اپنا نام جوڑنا چاہتی تھی تو وہ ساحل شاہ تھا وہ اپنے نام کو لہر چودھری سے لہر ساحل شاہ بنانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا سائیں ہم آپ کو لنڈن بھیج رہے ہیں چھ دن بعد۔۔۔۔۔۔۔سلمان شاہ نے یے بات اس کی آنکھوں میں دیکھ کے نا کہی تھی

افف تایا سائیں اب کونسی ڈگری رہتی ہے لینے کیلئیے۔۔۔۔۔۔۔لہر کو لگا کی وہ انہیں پڑھائی کیلئیے بھیج رہے ہیں

ڈگری کیلئیے نہیں بیٹا سائیں۔۔۔۔۔۔

پھر کس لیے تایا سائیں اور کتنے دن رہنا ہے۔۔۔۔لہر ابھی بھی کھانے میں مگن تھی کیوں کی اسے اندازہ ہی نا تھا کی وہ کیا کہہ رہے ہیں

ہمیشہ کیلئیے۔۔۔۔۔۔۔۔ان کے لفظ لہر کے دل پے تیر کی طرح لگے تھے ہمیشہ کیلئیے

مطلب وہ اسے ہمیشہ کے لئے وہاں بھیجنا چاہتے تھے ہمیشہ کے لئے خود سے دور کرنا چاہتے تھے پر کیوں۔۔۔اب صحیح معنوں میں وہ بات کی گھرائی کو سمجھی تھی اسے ہمیشہ کیلئیے اپنے اپنوں سے دور بھیجا جارہا تھا

پر کیوں چاچا سائیں۔۔۔۔۔۔۔اس نے بے یقینی سے انہیں دیکھا جو فیملی آج اس کے پندرہ منٹ لیٹ ہونے پے اتنی پریشان ہو گئی تھی اسے ڈھونڈنے کیلئیے پورے گاؤں میں تلاشا تھا وہ ہمیشہ کے لئے اسے خود سے دور بھیج رہے تھے.....

دیکھو بیٹا سائیں آپ کے اس کیوں کا جواب تو ہمارے پاس نہیں ہے پر آپ کا جانا ضروری ہے۔۔۔۔۔۔عثمان چودھری نے لہر کی طرف دیکھ کے جواب دیا ان کے جواب پے لہر کی موٹی موٹی آنکھوں سے آنسوں جھلکنے کو بے تاب تھے وہ کھانا چھوڑ کے سیدھا اوپر اپنے روم کی طرف بھاگی۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھا اداس کر دیا نا ہماری بچی کو رلا دیا نا۔۔۔۔۔۔امامہ بیگم کا دل درد سے تڑپ اٹھا تھا اپنی بچی کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کے۔۔۔۔۔۔

بھابھی دور تو ہم بھی اسے نہیں بھیجنا چاہتے پر یے ضروری ہے۔۔۔آپ اس گھر سے آئے ہیں اس گھر کے اصولوں کو آپ سے بہتر کوئی نہیں سمجھ سکتا وہاں تو بیٹیوں پے

بھی ہزاروں اصول لاگو ہیں ہماری بچی تو خون بہا میں جائیگی اس کی کیا حالت ہو گی یے تکلیف کچھ بھی نہیں ہے اس تکلیف کے سامنے۔۔۔۔۔۔۔۔آمنہ بیگم نے امامہ بیگم کو سمجھانا چاہا وہ جانتی تھی تکلیف تو سب کو ہوئی ہے اس کے آنسو دیکھ کے وہ اس گھر کی۔جان تھی اس کے دور جانے سے سب کے دل کو تکلیف ہوئی تھی پر امامہ بیگم ماں تھی اس کی تکلیف زیادہ تھی بیس سال پہلے اس نے اپنا بارہ سالہ بیٹا کھویا تھا اور اب اپنی بیٹی کو وہ بلکل بھی کھونا نہیں چاہتی تھی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لہر وہ بات سن کے سیدھا اوپر آئی تھی اس کے آنسو جو کی رکے ہوئے تھے کمرے میں پہنچتے ہی بہنا شروع ہو گئے تھے وہ نیچے ان سب کے سامنے رو کے انہیں تکلیف نہیں دینا چاہتی تھی وپ جانتی تھی اس کے دور جانے کا فیصلہ انہوں نے آسانی سے نا لیا ہو گا وہ جب ہاسٹل میں ہوتی تھی تب بھی ہر روز کوئی نا کوئی اس سے ملنے آجاتا تھا اور ابھی تو وہ اسے ہمیشہ کے لئے لنڈن بھیج رہے تھے بہت تکلیف ہوئی ہو گی انہیں اور وہ ان کے سامنے رو کے یا سوال پوچھ کے انہیں اور تکلیف نہیں دینا چاہتی

تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے کچھ وقت فیملی پکچر لگا کے دیکھتی رہی پھر اس نے ساحل شاہ کی پکچر دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔ساحل سائیں باقی سب تو وقفن فوقتن مجھ سے ملنے آتے رہیں گے پر چھ دن بعد آپ تو ہمیشہ کے لئے مجھ سے دور ہو جائینگے میں آپ کا دیدار کیسے کرو نگی سائیں آپ کو اندازہ ہے جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے صرف آپ کو سوچا ہے آپ کی دیوانی ہے لہر چودھری آپ کے دیدار کیلئیے میں ہر ہفتے یونیورسٹی سے آجایا کرتی تھی سنڈے کے دن صرف آپ کے دیدار کیلئے۔۔۔۔۔اب کیسے کرو نگی آپ کا دیدار سائیں۔۔۔۔۔۔کاش ایسا ہو جائے کی مجھے جانا ہی نا پڑے ان چھ دن میں کچھ ایسا ہو جائے کی میں آپ کی ہو جاؤں ساحل سائیں کاش ایسا ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

السلام علیکم چاچا سائیں کیسے ہیں آپ۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے گھر کے اندر آ کے سر تاج شاہ کو سلام کیا

الحمد اللہ بیٹا سائیں آپ کب آئے۔۔۔۔۔۔۔۔سر تاج شاہ یوسف سے بغلغیز ہوا تھا

چاچا سائیں بس آج ہی آیا ہوں۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے مسکرا کے جواب دیا

یوسف آپ یہیں رہے ملیں سب سے میں چلتا ہوں اوپر اماں کے کمرے میں ۔۔۔۔۔۔ساحل اسے کہتا آگے بڑھا

رکو میں بھی چلتا ہوں میں نے چاچی سائیں سے ملنا ہے۔۔۔۔۔۔ چلیں بڑے چاچا سائیں میں یہیں ہوں کھانے پے ملاقات ہوتی ہے پھر۔۔۔۔۔۔۔یوسف ساحل کو جواب دے کے سرتاج شاہ سے متوجہ ہوا تھا اور پھر اس کے ساتھ ثمینہ بیگم کے کمرے کی طرف چل دیا وپ دونوں روم میں داخل ہوئے تو ثمینہ بیگم بیڈ سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

اماں سائیں دیکھیں آپ سے ملنے یوسف آیا ہے۔۔۔۔ساحل شاہ کی آواز پے ثمینہ بیگم نے آنکھیں کھولیں اور اسے دیکھا پر ان کا چہرا ابھی بھی بے تاثر تھا۔۔۔۔۔۔یوسف ان کے قریب بیڈ پے بیٹھا اور ان کا ہاتھ پکڑ کے اس پے بوسہ دیا ان کی یے حالت دیکھنا یوسف کیلئیے بھی آسان نا تھا اسد جب پیدا ہوا تھا تبھی اس کی ماں کا انتقال ہو گیا تھا جس وجہہ سے ثمینہ بیگم ہمیشہ سے اسے اپنے بچوں جیسی محبت کرتی تھی اور اب ان کی ایسی حالت دیکھنا یوسف کیلئیے آسان نا تھا۔۔۔۔۔چاچی سائیں کیسی ہیں آپ۔۔۔۔۔یوسف نے ان سے پوچھا۔۔۔۔۔۔پر ان کی طرف سے کوئی جواب نا

پاکر یوسف وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور باہر آگیا اس کے پیچھے پیچھے ساحل شاہ بھی باہر آگیا۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا باہر کیوں آگئے ہو۔۔۔۔۔۔ساحل نے یوسف کے کندھے پے ہاتھ رکھ کے پوچھا

کچھ نہیں مجھ سے چاچی سائیں کی یے حالت نہیں دیکھی جاتی اس لئیے باہر آگیا۔۔۔۔۔۔یوسف نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا

اس لئیے تو مجھے سخت نفرت ہے اسرار ارسلان چودھری سے اس نے میری زندگی ختم کر کے رکھ دی ہے اس کی وجہ سے میرے بابا میرے ساتھ نہیں ہے سحر نہیں ہے اور تو اور اماں کی بھی یے حالت ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ کی بات پے یوسف نے اذیت سے آنکھیں میچی آخر کو وہ اسے کیسے سمجھاتا کی اسرار بے گل ماہ ہے

اچھا چھوڑو چلو ڈنر کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔یوسف نے بات بدلنا چاہی۔۔۔۔

ہاں تو چل میں نہا کے آتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔

مریض عشق ہوں میں

کر دے دوا

مریض عشق ہوں میں

کر دے دوا

طلب ہے تو

تو ہے نشہ

غلام ہے دل یہ تیرا

آ کھل کے ذرا جی لوں تجھے

آ جا میری سانسوں میں آ۔۔۔۔۔احد گنگناتا ہوا کچن میں داخل ہوا جہاں اس کی نظر ہرے لباس میں ملبوس لمبے کالے بالوں کی چوٹی کیے جس سے کچھ آوارا لٹیں اس کے چہرے کو چھو رہی تھی اپنے ماتھے پے سلیقے سے دوپٹہ سجائے سائرہ احد کے دل کو دھڑکا رہی تھی اس کی گنگناہٹ سن کے سائرہ نے چہرہ اوپر کر کے اسے دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا اس کے دیکھنے پے وہ مسکرایا سائرہ نے اسے دیکھ کے آس پاس دیکھا جہاں

پروین بیگم کچھ پلیٹس نکال رہی تھی باقی لڑکیاں باہر کھانا لگا رہی تھی ڈائننگ ٹیبل پے۔۔۔۔۔۔

اڑے احد پتر تو یہاں کیا کر رہا ہے کچھ چاہیے تھا تو ملازم کو آواز لگا دیتا لڑکوں کو یوں باورچی خانے میں آنا شوبا نہیں س دیتا۔۔۔۔۔۔پروین بیگم نے اپنے اکلوتے بیٹے کو یوں کچن میں دیکھ کے خفا ہوئی جانتی تھی اگر اس کو سکینہ بیگم نے یہاں دیکھ لیا تو پروین بیگم کو ضرور ڈانٹیں گی

کچھ نہیں اماں سائیں بس پانی پینے آیا تھا اور کچھ نہیں اب پانی تو میں خود پی ہی سکتا ہوں اللہ نے مجھے ہاتھ دیے ہیں اب میں پانی بھی دوسرے لوگوں کے ہاتھوں پیوں یے تو ٹھیک نہیں نا۔۔۔۔۔۔۔احد نے ان کی ٹپیکل سوچ پے افسوس کیا یہاں دنیا چاند پے پہنچ گئی ہے اور ایک اس ے گھر والے ہیں جو اپنے ان گھسے پٹے پرانے اصولوں سے ہی باز نہیں آتے ان ہی میں بندھے ہوئے ہیں اپنی زندگی ان اصولوں کے ارد گرد گھما کے رکھ دی ہے۔۔۔۔۔۔اس سے پہلے کی پروین بیگم کوئی جواب دیتی ملازمہ نے آ کے انہیں اطلاح دی کی سکینہ بیگم انہیں بلا رہی ہے اور وہ سائرہ کو وہاں سے پلیٹس نکالنے کا کہتی باورچی خانے سے باہر چلی گئی

ہائے لگتا ہے آج قسمت بھی ہمارے ساتھ ہے زہ نصیب اس لئے تو پہلے آپ کا دیدار نصیب ہوا اور اب بات کرنے کا موقعہ بھی۔۔۔۔۔۔احد کی بات پے سائرہ کے کام کرت ءہاتھ ایک پل کو رکے

ویسے آج کچھ زیادہ ہی حسین لگ رہے ہو میرے محبوب اس بات کا راز کیا ہے۔۔۔۔۔۔احد کے کہنے پے سائرہ نے مڑ کے اس کی طرف دیکھا

آپ پلیز جائیں یہاں سے۔۔۔۔۔سائرہ نے گھبرا کے دروازے کی طرف دیکھا

اگر نا جائوں تو۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پلیز بھائی جائیں نا کوئے آ جائیگا۔۔۔۔۔۔

اب تو بلکل بھی نہیں جائو نگا بھلے کوئی بھی آ جائے۔۔۔۔۔۔۔۔احد وہیں رش پے بیٹھ گیا

کیا کر رہے ہے سائیں آپ زمین پے کیوں بیٹھ گئے سائیں پلیز اٹھیں اور جائیں احد سائیں کوئی آ جائے گا احد سائیں۔۔۔۔۔۔

سائرہ اسے زمین پے بیٹھا دیکھ کے اور زیادہ گھبرا گئ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے چلے جاتے ہیں پر ایک شرط پر۔۔۔۔۔۔۔احد ابھی بھی فرش پر بیٹھا تھا

کیا شرط جلدی بتائیں۔۔۔۔۔۔

آج کے بعد تم کبھی مجھے بھائی نہیں کہو گی واعدہ کرو۔۔۔۔۔۔۔

ہاں نہیں کہو نگی اب جائیں پلیز۔۔۔۔۔سائرہ بار بار گھبر کے دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی کہیں کوئی آنا جائے

ایسے نہیں واعدہ کرو مجھ سے۔۔۔۔۔۔احد نے اپنا ہاتھ آگے کیا

ہاں واعدہ نہیں کہو نگی۔۔۔۔۔۔سائرہ نے اس کی ہتھیلی پے اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔۔پلیز اب تو جائیں احد سائیں۔۔۔۔۔اس کے واعدہ کرتے ہی احد وہاں سے اٹھا اور باہر کی طرف چل دیا۔۔۔۔۔۔۔۔شکر ہے گئے تو صحیح۔۔۔۔اس کے جاتی ہی سائرہ نے سکون کا سانس لیا۔۔۔۔

احد کچن سے ڈائننگ ٹیبل پے آیا تھا جہاں گھر کے سب مرد براجمان تھے اور یوسف کو بھی وہاں بیٹھا دیکھ کے وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔۔اور یوسف بھائی آج کیسے راستہ بھٹک کے اس طرف آ گئے آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔احد خوشدلی سے یوسف سے متوجہ ہوا

تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اڑے بھئی آج ہی تو آیا ہوں شہر سے۔۔۔۔۔۔سیدھا یہیں آیا ہوں۔۔۔۔۔۔یوسف نے اس کے طنز پے مسکرا کے جواب دیا اور احسان شاہ کے آتے ہی سب نے کھانا شروع کیا۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف بار بار دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا شاید کسی کا انتظار کر رہا تھا جسے عمیر نے بہت غور سے نوٹ کیا تھا کھانے کے بعد یوسف گھر جانے کیلئیے نکلا تھا کی عمیر بھی اس کے پیچھے پیچھے نکل آیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رکیں یوسف بھائی ساتھ چلتے ہیں۔۔۔۔۔عمیر بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا

کیوں بھئی آپ اس وقت کیوں باہر کوئی کام ہے کیا۔۔۔۔۔۔عمیر کے یوں چلنے پے یوسف نے اس سے پوچھا کیونکی وہ رات کو زیادہ باہر نا جاتا تھا کام سے ہی کام رکھنے والا بندہ تھا ورنا باہر گھومنا رات کو آوارا گردی کرنے کا بلکل شوقین نہیں تھا بلکے شاہ سائیں کی طرف سے انہیں اجازت تھی پر عمیر کسی بھی چیز کو ہاتھ تک نا لگاتا تھا ہاں عمر کبھی کبھی ڈرنک کرتا تھا کلبس وغیرہ میں بھی جاتا تھا پر عمیر ایسا کچھ بھی نہیں ان سب سے دور تھا وہ تو سموکنگ بھی نا کرتا تھا باقی ساحل احد عمر تینوں لڑکے سموکنگ کرتے تھے

ہاں بس یوسف بھائی سوچا کچھ تفریح ہو جائے گی اس لئیے آ گیا ساتھ۔۔۔۔۔۔عمیر

نے یوسف کو اسے تفتیشی نظروں سے جانچتے دیکھا تو فورن جواب دیا۔۔۔۔

ہم۔۔۔۔۔۔۔

ویسے یوسف بھائی اتنی بے چینی سے کس کا انتظار کیا جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔ عمیر نے پینٹ کی دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈال کے اوپر چمکتے چاند کو دیکھتے مسکرا کے پوچھا

کیا مطلب۔۔۔اس کے اس طرح سے پوچھنے پے یوسف گھبرا گیا تھا۔۔۔۔۔

بھائی اب اس طرح سے انجان تو نا بنیں نا میں نے سب دیکھا تھا ڈائنگ ٹیبل پے جو آپ بار بار باورچی خانہ کے دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔۔ عمیر نے مشکوک نظروں سے دیکھا

نہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔ یوسف نے خجل ہوتے ہوئے جواب دیا

اوہو بھائی تو کیسا ہے اب چھوڑیں بھی اور بتائیں کس کا انتظار کر رہے تھے آپ کی چوری پکڑی جا چکی ہے اب بتائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بس شانزے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔ یوسف نے ہار مانی

اوہ ویسے محبت دو طرفہ ہے کی صرف یک طرفہ۔۔۔۔۔۔۔۔ عمیر نے ہونٹوں کو

گول گھما کے پوچھا

ابھی تو یک طرفہ ہی ہے۔۔۔۔یوسف نے لمبا سانس لیا

اچھا ویسے کتنے سالوں سے چل رہی ہے یے یک طرفہ محبت

پچھلے چودہ سالوں سے۔۔۔۔۔یوسف نے زمین پے پڑے پتھر کو ٹھوکر ماری۔۔۔

اوہو مطلب کی جب سے ہماری بہن چار سالوں کی تھی تب سے ویسے آپ اتنی اچھی محبت کرتے ہو تو کچھ اپنے دوست کو بھی سکھا دو یار۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل شاہ اور محبت مجھے تو نا ممکن لگتا ہے پر شاید وہ جب اس کی زندگی میں آئے 57 دن بعد تو اس کے دل کو دھڑکا سکے بس دعا کرو۔۔۔۔۔۔

کیا مطلب بھائی کون آئی گی 57 دن بعد۔۔۔۔۔عمیر کو اس کی بات بلکل سمجھ نا آئی تھی

کچھ نہیں تمہارے مطلب کی بات نہیں ہے۔۔۔۔۔۔یوسف اسے کہتا وہاں سے چلا گیا جب کی عمیر ابھی تک اسی کشمکش میں تھا اس نے خود سے وعدہ ضرور کیا تھا کی وہ اب اس بات کے بارے میں جان کے ہی دم لے گا اور اس کی بچپن سے عادت تھی جس

بات کے پیچھے لگ جاتا تھا اسے جان کے ہی رہتا تھا وہ خود سے وعدہ کرتا گھر کے راستے کی طرف نکل پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بھائی میں اندر آ جائوں۔۔۔۔۔۔ عمر نے دروازہ ناک کر کے ساحل سے اجازت مانگی وہ جو کچھ فائلس چیک کر رہا تھا اس کی آواز پے اس کو اجازت دے کے اس کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بھائی یے لیں کام ہو گیا ہے آپ کا۔۔۔۔ عمر نے کچھ کاغذات ساحل کو تھمائے

ہم ٹھیک ہے تم جائو۔۔۔۔۔۔۔ ساحل اسے کہہ کے فائلس پڑھنے لگا

بے مروت ہے ساحل بھائی تو بلکل ایک تو بندہ سارا دن ان کیلئیے کام کرے اوپر سے ٹھینکس بھی نہیں کہتے انہیں کیا پتا کتنا ذلیل ہوا ہوں دھوپ میں میں ہوں ں س۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمر نے روم سے جاتے ہی خود کلامی کی

ہائے کیا لڑکی تھی۔۔۔۔۔۔ عمر نے خیالوں میں لہر کو سوچتے ہوئے کہا وہ اس وقت

کھڑکی کے سامنے کھڑا سگریٹ کے کش لے رہا تھا اس نے ایک گلاس میں شراب نکال کی پی۔۔۔۔۔۔۔آج تو اس شراب کا نشا بھی نہیں چڑھ رہا اس کی نشیلی آنکھوں کے سامنے یے شراب تو پھیکی ہے۔۔۔۔۔۔فکر مت کرو محترمہ تم جو بھی ہو تمہارے بارے میں جلدی پتا کر کے تمہیں اپنا بنالو نگا آخر کو تم وہ پہلی لڑکی ہو جو کی عمر شاہ کے دل کو بھائی ہو اور عمر شاہ کو جو چیز پسند آجاتی ہے وہ اسے اپنا بنا ہی لیتا ہے اور تم سے تو محبت ہوئی ہے مس تمہیں تو اپنی زندگی میں لا کے ہی دم لونگا۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا امامہ آپ سوئی نہیں۔۔۔۔۔اور اتنی بیچین کیوں ہے آپ۔۔۔۔شاہ زمان چودھری جب عشاء پڑھ کے آئے تو امامہ بیگم کو بیچین دیکھا

جس ماں کے دونوں بچے اس سے دور ہوں بھلا وہ کیسے سکون سے بیٹھ سکتی ہے آپ نے دیکھا تھا میری بچی کتنی اداس ہو گئی تھی مجھ سے نہیں دیکھی جاتی اس کی اداسی میں نہیں سہہ سکتی اس کی جدائی اگر آپ اسے بھیج رہے ہیں تو مجھے بھی اس کے ساتھ بھیج دیں میں نہیں رہ سکتی اس کے بغیر۔۔۔۔۔۔۔امامہ بیگم نے اپنی آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کیے تھے

شاہ زمان چودھری نے انہیں دیکھ کے لمبا سانس لیا اور پانی کا گلاس بھر کے اسے دیا اور اس کے پاس بیٹھے۔۔۔۔۔۔۔دیکھیں امامہ بیگم آپ اس گھر سے آئیں ہے اس گھر کے اصول آپ سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے جہاں بیٹیوں کیلئیے اتنی سختی ہے وہاں ایک ونی کیلئیے کیا عزت ہو گی اس کا کیا حال ہو گا سوچا ہے آپ نے آج بھی کبھی اگر ہم ساحل شاہ سے اتفاق ملتے ہیں تو اس کی آنکھوں میں نفرت صاف ظاہر ہوتی ہے وہ اس نفرت میں میری بچی کا کیا حال کرے گا سوچا ہے آپ نے دیکھیں آپ اپنی جگہ پے صحیح ہیں پر ہم اپنی بچی کو اس دوزخ میں نہیں ڈال سکتے آپ کی ہر بات حکم سمجھ کر مانی ہے ہم نے پر اس دفعہ ہم آپ سے معذرت چاہتے ہیں پر آپ کے ان چند آنسوئوں کیلئیے میں اپنی بچی کی زندگی عذاب میں نہیں ڈال سکتا۔۔۔۔۔۔

لہر صبح فجر ادا کر کے باہر نکل آئی تھی گھر میں اسے گھٹن ہو رہی تھی بہت زیادہ اس لیے وہ باہر آ گئی تھی کھیتوں سے ہوتی کس وقت وہ سڑک کی طرف نکل آئی تھی اسے اندازہ بھی نا رہا تھا اس وقت وہ سڑک کے بیچوں بیچ چل رہی تھی جب اس کے سامنے ایک گاڑی اچانک سے رکی تھی اس اچانک حادثے کی وجہ سے وہ اپنا بیلنس نا سنبھال پائی

تھی اور گر گئی تھی ساحل شاہ غصے سے سامنے گرے وجود کو دیکھا تھا اگر وہ عین وقت پے بریک نا لگاتا تو نجانے کیا ہو جاتا۔۔۔۔۔وہ غصے سے گاڑی سے نیچے اتر کے اس کے قریب آیا تھا

او محترمہ اگر خود خوشی کرنی ہی تھی تو کسی اور کی گاڑی سے کرو ہماری گاڑی سے کیوں کر رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے اپنے سامنے نیچے سڑک پے گری اس لڑکی کو دیکھ کے کہا جس کا سر جھکا ہوا تھا ساحل شاہ نے اس کے آگے ہاتھ بڑھایا اسے اٹھانے کیلئیے۔۔۔۔۔۔لہر نے ساحل کی آواز پے سر اٹھا کے اسے دیکھا اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کی سامنے کھڑا لڑکا ساحل شاہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اس کو دیکھ کے خود کو چونٹی کاٹی اس کو لگا وہ اس کا سپنہ ہے۔۔۔۔آئوچ وہ چلائی تھی اس نے نظر اٹھا کے دیکھا وہ ابھی بھی سامنے کھڑا تھا مطلب وہ حقیقت تھی ساحل شاہ سچ میں اس کے سامنے تھا اپنے گھر سے جانے کے دکھ میں وہ تو یے بھول گئی تھی کی یے وقت ساحل سائیں کے کام پے جانے کا ہے اور کب وہ اس طرف نکل آئی تھی اور سڑک پر آ گئی اور تو اور وہ جو ساحل شاہ کی جیپ کا آواز بھی دور سے پہچان جاتی تھی آج اتنا قریب ہو کے بھی نا پہچان پائی اس کو تو تب ہوش آیا جب سائیں کی گاڑی بلکل اس کے سامنے آ کے رکی

تھی۔۔۔۔۔۔۔ویسے محترمہ آج سے پہلے لڑکا نہیں دیکھا کیا۔۔۔۔۔۔۔اس کے اس طرح دیکھنے پے ساحل شاہ نے طنز کیااور لہر نے اپنی نظریں اس پر سے پھیر کے اس کا ہاتھ تھاماااور اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔۔۔وہ سوری میں تو کھیت گھوم رہی تھی مجھے اندازہ ہی نارہامیں کب اس سڑک کی طرف آنکلی۔۔۔۔۔۔ویسے بھی اگر موت آپ کے ہاتھوں نصیب ہو تو مجھے خود کشی بھی قبول ہے۔۔۔۔۔۔۔۔آخری بات لہر نے اپنے دل میں کہی تھی

کہیں چوٹ تو نہیں لگی نا آپ کو۔۔۔۔۔۔۔ساحل کے اس طرح سے فکر یہ پوچھنے پے لہر کے تو قدم ہے زمین پر نا پڑ رہے تھے لہر کو تو محسوس ہے ہو رہا تھا وہ ہوائوں میں اڑ رہی ہے۔۔۔۔۔۔

نہیں بلکل نہیں کوئی چوٹ نہیں لگی مجھے میں بلکل ٹھیک ہوں آپ کو تو چوٹ نہیں لگی نا(اگر اتنی محبت سے پوچھو گے تو بندہ اپنا درد ہی بھول جائیگا)۔۔۔۔۔۔۔۔اسے اندازہ ہی نارہا اس نے ہڑ بڑاہٹ میں کیا کہا تھا

کیا مطلب محترمہ مجھے کیوں چوٹ لگے گی۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھا۔۔۔۔۔۔

وہ وہ میرا مطلب تھا کی یوں اچانک بریک لگائی نا تو کہیں اسٹیرنگ وغیرہ سے سر تو نہیں ٹکرایا نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے گھبرا کے بہانا بنایا

نہیں میں ٹھیک ہوں اب اگر آپ راستہ دینگی تو میں جائوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اس کی گاڑی کے راستے کے بلکل بیچ میں کھڑی تھی۔۔۔۔۔

جی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں دیکھا

جی جی جائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر اس کے راستے سے ہٹی اس کے ہٹنے پے ساحل جا کے اپنی جیپ میں بیٹھا تھا اور اسے اسٹارٹ کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔پاگل

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جاتے جاتے ساحل کی سرگوشی اس کے کانوں میں پڑی تھی آج تو لہر کی خوشی کا کوئی اندازہ ہی نا تھا کی آج اس کا ساحل سائیں نہ صرف اس کے قریب تھا بلکے آج ساحل سائیں نے اس سے بات بھی کی تھی اور تو اور اسے سہارا دے کے اٹھایا تھا اس کی فکر بھی کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر جتنا اداس ہو کے گھر سے نکلی تھی اب اتنی ہی خوش ہو کے واپس ہویلی کی طرف آئی تھی وہ جب حویلی میں آئی تو سلمان چودھری بھی کہیں باہر سے آرہے تھے

کہاں گئی تھی ہماری جان۔۔۔۔۔۔۔۔سلمان چودھری نے محبت سے لہر کو دیکھا جس کے چہرے سے مسکان جدا ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی رات اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کے پوری رات بیچین رہے تھے وہ ان کی اپنی اولاد تو نا تھی پر اپنی اولاد سے زیادہ محبت کرتے تھے اسے وہ بے انتہا زیادہ پیاری تھی اور اب اس کے چہرے کی مسکان دیکھ کے ان کے دل کو سکون ملا تھا

کہیں نہیں تایا سائیں صبح صبح زمینوں کے سیر پے نکل کے بڑا مزا آتا ہے ٹھنڈی ٹھنڈی پاک ہوا ہوتی ہے پنچھیوں کی آواز بڑا سکون ملتا ہے صبح کی سیر پے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے مسکرا کے جواب دیا تھا

اللہ آپ کو ایسے ہی خوش رکھے میرا بچہ۔۔۔۔۔۔۔سلمان چودھری نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔۔۔۔۔۔آج صبح صبح کچھ زیادہ پیار نہیں جتایا جا رہا تایا بھتیجی کا آخر کو ہم بھی اسی گھر کے بچے ہے۔۔۔۔۔۔۔اسد جب جوگنگ سے لوٹا تھا تو لہر کو اور سلمان چودھری کو ایسے لاڈ دلار کرتے دیکھا تو شرارت سے کہا کیونکی وہ اپنی آپی کے چہرے پے مسکان لانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

آئو چھوٹے برخردار آپ بھی آجائیں۔۔۔۔۔۔

سلمان چودھری نے اپنے بھتیجے کیلئیے بازو پھیلائے اس سے پہلے کی احدان کے پاس آتا لہر آگئی۔۔۔۔۔۔نا اسد ناتایا کی محبت صرف میرے لیے ہیں۔۔۔۔۔۔لہر نے شرارت سے کہا جس پے اسد نے موں بنایا تھا اور ان کو یوں مسکراتا دیکھ کے دور کھڑے شاہ زین چودھری کو بھی سکون ملا تھا وہ اپنے گھر کو ہمیشہ ایسے ہی دیکھنا چاہتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔پر افسوس بہت جلدی ان کے گھر کی یے خوشیاں چھیننے والی تھی ان کی خوشیوں کی روشنی پے غموں کا کالا بادل چھانے والا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا کر رہی ہیں میری پیاری سی دادی اماں شاہ بیبی۔۔۔۔عمیر نے آ کے پیچھے سے سکینہ بیگم کے گلے میں باہیں ڈالی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے اس طرح کے رویے پے ان کے چہرے پے ہمیشہ کی طرح مسکان آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔وہ اکثر ان کے پاس صبح صبح آ کے بیٹھ جایا کرتا تھا سا حل تو صرف اپنے کاموں سے کام رکھتا تھا اور عمر تو کسی سے بات ہی نہیں کرتا تھا احد کا بھی کبھی موڈ بنتا تھا تو آ جاتا تھا ورنہ نہیں ویسے تو اس سب میں غلطی ان ہی کی تھی ان کے ہی بنائے ہوئے اصولوں نے مردوں کو مغرور بنایا تھا پر عمیر اکثر سب سے ملتا جلتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا آج کم تے نہیں جارہا میرا پتر۔۔۔۔۔۔۔سکینہ بیگم نے محبت سے اپنی گود میں لیٹے عمیر کے بالوں میں انگلیاں پھیری۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں شاہ بیبی آج دل نہیں میرا۔۔۔۔۔۔عمیر نے بے دلی سے جواب دیا اصل اس کا مقصد کچھ اور تھا وہ جاننا چاہتا تھا ماضی کے بارے میں

شاہ بیبی ایک بات پوچھوں۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے ان سے پوچھا

اڑے پتر تجھے اجازت کی کیا ضرورت ہے تو حکم کر بیٹا سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ بیبی ماضی میں ایسا کیا ہوا جو ثمینہ پھپھو ایسے چپ چپ ہو گئی ساحل لالا ایسے کیوں رہتے ہیں شاہ بیبی ایسا کیا ہوا تھا ماضی میں جس کا ہمیں نہیں پتا اور 56 دن بعد کیا ہونے والا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے ان سے پوچھا اس کے سوال پے سکینہ بیبی کی اس کے بالوں میں چلتی انگلیاں رکی تھی۔

کیا ہوا شاہ بیبی بتائیں نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ان کی طرف سے کوئی جواب نا پا کر اس نے پھر سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ نہیں پتر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا تو ایسے ہی اپنے ذہن میں الٹے سدھے خیال نا

پال۔۔۔۔۔۔چل اٹھ مجھے دیر ہو رہی ہیں گائوں کی عورتیں میرا انتظار کر رہی ہو نگی۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ بیبی نے گھبرا کر جواب دیا اور جلدی جلدی سے وہاں سے نکل گئی کہیں وہ اور سوال نا کر لے

کچھ تو ہے شاہ بیبی ورنا آپ یوں نا جاتی اور جو بھی ہے اس کا جلدی پتا کر لو نگا میں۔۔۔۔۔۔عمیر نے ان کی پشت کو دیکھ کے کہا اور وہاں سے نکل گیا

اماں سائیں کیا ہوا آپ کی آنکھیں اتنی لال کیوں ہیں آپ ٹھیک تو ہے نا۔۔۔۔۔امامہ بیگم جب ناشتے کیلئیے ائی تو اس کی لال اور سوجی آنکھیں دیکھ کے لہر نے پوچھا

کچھ نہیں بیٹا سائیں ٹھیک ہوں میں بس صبح آں کھوں میں صابن چلا گیا تھا بس اسی وجہہ سے میری آنکھیں لال ہے آپ فکر نا کریں میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔امامہ بیگم نے جھوٹ بولا کیوں کی رات پوری رات رونے کی وجہہ سے ان کی آنکھیں لال تھی۔۔۔۔۔۔۔

اچھا اماں سائیں پکا نا۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے فکر مندی سے پوچھا

ہاں میری جان پکا آپ ادھر آئو میرے پاس میں آج اپنی بیٹی کو خود اپنے ہاتھوں سے

کھانا کھلائو نگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔امامہ بیگم نے اسے محبت سے کہا اور ان کے کہنے پے لہر ان کے پاس آ کے بیٹھ گئی اور امامہ بیگم اسے کھانا کھلانے لگی

اگر اتنی ہی فکر ہے آپ لوگوں کو اور اتنے ہی اداس ہیں تو کیوں بھیج رہے ہیں مجھے نا بھیجیں ہم نہیں جانا چاہتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ان سب کے چہرے پے چھائی اداسی کو دیکھا تو کہا

بیٹا سائیں آپ کے اس کیوں کا جواب تو ہم نہیں دے سکتے پر ہاں اتنا جان لو کی اپنے جگر کے ٹکڑے کو دور بھیجنا آسان نہیں ہے اور ہم اپنی جان کو دور بھیج رہے ہیں تو ضرور کوئی وجہہ ہو گی اور بہت بڑی وجہہ ہو گی ہم سے بہتر آپ جانتی ہیں کی آپ ہمارے لیے کیا ہیں۔۔۔۔۔۔۔عثمان چودھری نے اس کی طرف دیکھ کے جواب دیا۔۔۔۔۔۔

وہیں تو پوچھ رہی ہوں چاچا سائیں کی کونسی ایسی وجہہ ہے جو آپ ہمیں اتنا دور بھیج رہے ہیں ہمیشہ کیلئیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھیں لہر بیٹا ہم آپ کو اگر بتا سکتے تو کبھی بھی چھپا کے نا رکھتے اگر ہم نے کچھ چھپایا ہوا ہے تو اس کا مطلب ہے وہ جاننا آپ کیلئیے ٹھیک نہیں ہے آپ نے آج تک ہماری بات

کا مان رکھا ہے اور ہمیں یقین ہے اس بار بھی ہماری بیٹی ہماری بات کا مان ضرور رکھے گی۔۔۔۔۔۔اس بار شاہ زین چودھری اس کے قریب آئے تھے اور اس کے ماتھے پے ہاتھ رکھ کے کہا اور ان کی اس بات پے لہر سر جھکا گئی آخر کو اب وہ کیا کہتی جب اس کے دادا سائیں نے اتنے مان سے کہا تھا

بولو بیٹا سائیں رکھو گی نا اپنے دادا سائیں کی بات کا مان۔۔۔۔۔انہوں نے ایک امید سے لہر کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔۔

جی دادا سائیں۔۔۔لہر نے اپنی آنکھوں کے آنسو صاف کیے

ہمیں فخر ہے آپ پے لہر چودھری۔۔۔۔۔۔شاہ زین چودھری نے لہر کو اپنے سینے سے لگایا

آج کام پے نہیں گئے آپ۔۔۔۔اریزے اس وقت عمیر کے روم کی صفائی کرنے آئے تھی تو اسے بیٹھا دیکھ کے پوچھا

جی نہیں۔۔۔۔۔۔عمیر کا دھیان ابھی بھی اسی طرف تھا کی وہ کیسے ان سب کا پتا

لگائے

اچھامیں صفائی کروالوں آپ کے روم کی یا ابھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اس کی پشت کو دیکھ کے کہا

جی آپ کروالیں۔۔۔۔۔۔

اچھالالاسائیں آپ کے روم کی صفائی ہو گئی ہے۔۔۔۔۔۔۔اریزے کی آواز پے عمیر نے سر اوپر کر کے اس کو دیکھا جس کی نظریں جھکی ہوئی تھی چہرے پے بلا کی معصومیت تھی سفید چنری سے جھلکتا اس کا پاک اور معصوم چہرہ عمیر کی نظروں کو بھٹکا رہا تھا اس نے جلدی سے نظریں جھکالی

ٹھیک ہے آپ جائیں۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے اپنی نظریں جھکا کے اسے کہا

چلو آپ لوگ شاہ جی کے روم میں جاؤ ہم آتے ہیں۔۔۔۔۔۔اریزے نے ملازمائوں کو حکم دیا

ایک منٹ کیا شاہ جی کا روم اس وقت کھلا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے اریزے سے پوچھا اس کے سوال پے اریزے کا دل کیا کی پوچھے کی کیوں اسے کیا کام ہے کیوں ایسے

چوروں کی طرح شاہ جی کے کمرے کا پوچھ رہا ہے پر اس کی کیا مجال کی گھر کے مرد کے آگے کوئی سوال کرے اگر اس کی بھلک بھی شاہ بیبی کو پڑی تو بہت برا انجام ہو گا اس لیے اس نے اس کو جی کہنے میں ہی اپنی بھلائی سمجھی۔۔۔۔۔جی لالا سائیں۔۔۔۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے آپ میرے ساتھ چلیں اور آپ لوگ تب تک عمر کے روم کی صفائی کر لو۔۔۔۔۔۔وہ اریزے سے متوجہ ہونے کے بعد ملازمائوں کو حکم دیتا شاہ جی کے روم کی طرف نکل آیا اور اریزے بھی اس کے پیچھے پیچھے آنے لگی۔۔۔۔۔۔آپ یہیں کھڑی رہیں اور نظر رکھیے گا کوئی آئے نا اس طرف۔۔۔۔۔۔اس کی اس بات پے اریزے نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو کی اپنے گھر کی ہی لوگوں سے کیوں چھپ رہے کوئی چوری کر رہے ہو کیا۔۔۔۔۔۔۔۔ایسے مت دیکھو کوئی چوری نہیں کر رہا ہوں واپس آ کے تمہیں سب بتا دونگا ابھی تم بس اس بات کا خیال رکھو کی کوئی اس طرف نا آئے۔۔۔۔۔۔وہ اسے کہتا اندر چلا گیا اسے گئے ہوئے دس منٹ ہو گئے تھے پر اس کا ابھی تک کوئی آنے کا امکان نا تھا وہ ابھی تک دروازے پے کھڑی تھی کی اسے اس طرف شاہ بیبی آتی دکھائی دی۔۔۔۔۔

ہائے اب کیا کرونگی۔۔۔۔۔۔یا اللہ شاہ بیبی کو کیا کہوں گی۔۔۔۔۔۔۔لالا سائیں جلدی

کریں شاہ بیبی اسی طرف آ رہی ہے لالا سائیں۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے دروازہ بجاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو جائو جا کے نیچے کام۔کرو۔۔۔۔۔۔۔شاہ بیبی نے اسے اپنے کمرے کے باہر کھڑا پایا تو کہا

جی شاہ بیبی میں وہ وہ۔۔۔۔۔۔۔اسے تو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کی وہ کیا کیا کہے۔۔۔۔۔۔۔

کیا میں میں وہ وہ لگا رکھی ہے ہٹ میں نے اندر جانا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ بیبی نے اسے پکڑ کے دروازے سے سائیڈ پے کیا

نہیں شاہ بیبی آپ اندر نہیں جا سکتی۔۔۔۔۔۔۔وہ ان کے آگے آ گئی

ہیں کیوں میں کیوں نہیں اندر جا سکتی میرا کمرا ہے تو کون ہوتی ہے مجھے منع کرنے والی اور یے کوئی تمیز میں رہی کیا کی بڑوں سے کیسے بات کرتے ہیں باولی ہو گئی ہو کیا۔۔۔۔۔۔۔ہٹ دور میں نے اندر جانا ہے۔۔۔۔۔۔۔شاہ بیبی نے اس کی اس حرکت پے غصے سے کہا۔۔۔۔۔

نہیں نہیں شاہ بیبی میرا مطلب تھا کی اندر صفائی کروا کے میں نے مچھر مارنے والا اسپرے کر دیا ہے تو اس کیلئیے روم کو دس پندرہ منٹ بند کر کے رکھنا پڑتا ہے تبھی مچھر ختم ہوتے ہیں اس لیے آپ ابھی اندر جائینگی تو گھٹن ہو گی آپ کو اور مچھر بھی نہیں مرینگے اس لیے آپ کچھ دیر اور نیچے بیٹھ جائیں جب تک میں اس کو کھول کو صحیح کر کے آپ کو بلاتی ہوں شاہ بیبی۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اس وقت کو کو ساجب وہ اس کے ساتھ آئی تھی۔۔۔۔۔۔آپ کی وجہہ سے لالا سائیں مجھے جھوٹ بولنا پڑا

اچھا تو ایسا کہہ نا چل کوئی نہیں ٹھیک ہے تو اپنا کام کر میں بھی کچھ دیر انیسہ سے باتیں کر کے آئی اور ہاں یہاں سے فری ہو کے مجھے ادرک والی چائے پلا دینا۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ بیبی اسے کہتی انیسہ بیگم کے روم کی طرف چل دی اور اریزے نے شکر ادا کیا وہ دروازہ بجانے کیلئیے مڑی ہی تھی کی عمیر باہر نکلا گھبرا کے وپ گرنے ہی لگی تھی کی عمیر نے اسے پکڑ لیا ان دونوں کی آنکھیں ایک دوسرے سے ٹکرائی تھی عمیر کے دل کی بیٹ مس ہوئی تھی اس نے جلدی سے اپنی آنکھیں پھیری اور اس کو آزاد کر کے کلائی سے پکڑ کے اپنے کمرے میں لایا اور اپنے روم کا دروازہ لاک کر کے اپنے ہاتھ میں پکڑا ایلبم بیڈ پے رکھا اس نے۔۔۔۔۔۔

لالا آپ مجھے بتائینگے آپ کر کیا رہے ہیں۔۔۔۔۔اب اریزے کی ہمت جواب دے گئی تھی اس لئیے اس نے سوال پوچھ ہی لیا

ادھر آئو بیٹھو۔۔۔۔۔۔اس نے بیڈ پے بیٹھنے کا ارادہ کیا وہ عمیر سے کچھ دوری پے بیٹھ گئی اور عمیر نے اسے بتانا شروع کیا جو بات اس نے یوسف سے کی تھی اور یوسف کا جواب اور کل جب اس نے شاہ بیبی سے پوچھا تو اس نے بھی کوئی جواب نا دیا اور اٹھ کے چلی گئی تھی

تو لالا اس سب کا اس فوٹو ایلبم سے کیا تعلق جو آپ اسے لائے ہیں۔۔۔۔اریزے نے بیڈ پے پڑے اس ایلبم کی طرف اشارہ کیا

دیکھو کچھ تو ہے جو ماضی میں اس گھر سے جڑا ہے اس کے رشتوں سے جڑا ہے تو ضرور کچھ تصاویر کچھ تو ہو گا نا جس سے ہمیں پتا لگ جائے یے بہت پرانا ایلبم ہے اس میں اماں سائیں کی شادی کی تصویریں بھی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے اسے کہہ کے ایلبم کھولا جس میں پکس تھی سکینہ شاہ اور احسان شاہ کے ساتھ وجدان شاہ امان شاہ سرتاج شاہ معراج شاہ اور ایک لڑکی کھڑی تھی اس نے کچھ پکس اور دیکھی ہر تصویر میں وہ لڑکی تھی وجدان شاہ اور ثمینہ شاہ کی شادی پے بھی اس لڑکی کی شادی کی پکس تھی اور

اس لڑکے کو دیکھ کے عمیر یے تو پہچان گیا تھا کی وہ شاہ زمان چودھری ہے پر وہ لڑکی کون تھی اور اس شادی کی پکس میں چودھری خاندان بھی تھا یہاں تک کی ساحل شاہ بھی اس کی گود میں بیٹھا تھا اور ایک اور چھوٹے لڑکے کی تصویر تھی وہ شاید ساحل کا ہی ہم عمر تھا پر وہ لڑکا کون تھا ایک پک میں ایک اور چھوٹی سی بچی بھی تھی اس کے بعد ہر تصویر میں تھی۔۔۔۔۔۔امان شاہ اور پروین بیگم کی شادی پے ساحل کی پک سات آٹھ سال کی تھی اور ساتھ ہی وہ لڑکا بھی تھا جو اس پک میں ساحل کے ساتھ اس عورت کی گود میں بیٹھا تھا اور اس بچی کی چھ سال کی اور اس میں بھی وہ لڑکی تھی اور اس چھوٹی بچی کی سالگراہ کی بھی پکس تھی اور پر معراج شاہ اور نساء بیگم کی شادی میں ان کی پکس نا تھی اور اس کے بعد کہیں بھی نا تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کون ہے یے عورت اور یے لڑکا اور یے چھوٹی لڑکی۔۔۔۔۔۔آخر کون ہے یے تینوں یے عورت شاہ زمان چودھری کی بیوی امامہ چودھری ہے پر اس کا ہماری فیملی سے کیا تعلق اور یے لڑکا کون ہے اور یے لڑکی کون ہے جس کی ہر جگہ پکس ہیں پہلے تو ہر فنکشن میں چودھری موجود تھے اور ایسا کیا ہو گیا جواب یے سب الگ ہو گئے اس کے لئے مجھے سب سے پہلے امامہ آنٹی کے بارے میں پتا کرنا ہو گا کی اس کا ہمارے گھر سے کیا تعلق ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور اس میں تمہیں میری مدد کرنی ہو گی اریزے۔۔۔۔۔۔۔۔

میں آپ کی کیا مدد کر سکتی ہوں لالا سائیں۔۔۔۔۔۔

اریزے آپ کا کام صبح سب کے کمروں کی صفائی کروانا ہے تو آپ پورے گھر میں کہیں سے بھی ڈھونڈنے کی کوشش کرنا شاید کچھ مل جائے۔۔۔۔۔۔

پر اس سے کیا ہو گا لالا سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھو ابھی اگر میں کسی سے بھی کچھ پوچھتا ہوں تو وہ میرے ذہن کا وحم کہہ کے اس بات کو ٹال دیتے ہیں اور جب میرے پاس کوئی ٹھوس ثبوت ہو گا تو ان کو مجھے بتانا ہی پڑے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹھیک ہے لالا سائیں ابھی میں جاؤں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہاں۔۔۔۔۔۔۔

وہ مجھے شاہ بیبی کیلئیے الائچی والی چائے بنانی ہے۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے جاؤ میرے لیے بھی بنا دینا۔۔۔۔۔

سنو۔۔۔۔۔۔۔اریزے جانے کیلئیے مڑی تھی کی عمیر نے اسے بلایا

جی لالا سائیں۔۔۔۔۔۔۔

میرے راز کو راز ہی رکھنا کسی کو پتا نہیں چلنا چاہیے سمجھ گئی نا۔۔۔۔۔عمیر نے اسے انگلی دکھا کے وارن کیا

جی۔۔۔۔جی لالا سائیں کسی کو بھی پتا نہیں چلے گا۔۔۔۔۔۔اریزے نے گھبرا کے کہا اسکا یے گھبرایا گھبرایا روپ عمیر کو بہت پیارا لگا تھا

اچھا تو میں جائوں۔۔۔۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے جائو۔۔۔۔۔اس کے کہتے ہی وہ جلدی سے چلی گئی۔۔۔۔

اور وہ پھر سے اس ایلبم کو دیکھنے لگ گیا شاید کچھ پتا لگ جائے اس کے بارے میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شام کا اندھیرہ پھیل رہا تھا آج اسے لوٹنے میں دیر ہو گئی تھی کام کی وجہہ سے اس کا دھیان سڑک پر تھا جب اس کی نظر سامنے پیڑ کے ساتھ ٹیک لگائے اس لڑکی پر پڑی اس نے بے ساختہ اپنی جیپ روکی یے تو وہیں لڑکی تھی جو کل اس کی گاڑی سے ٹکراتے ٹکراتے بچی تھی کل تو وہ خوش تھی اور آج یوں اداس اس کو ایسے اداس دیکھ

کے ساحل کے دل کو کچھ ہوا تھا وہ اپنی گاڑی روک کے نیچے اترا اور اس کے قریب آ کے بیٹھ گیا شاید وہ کچھ زیادہ ہی گھری سوچ میں تھی جو اسے اس کے آنے کا اندازہ ہی نا ہوا۔۔۔۔۔کیا ہوا۔۔۔۔۔ساحل نے اس سے پوچھا اور اپنے قریب ساحل شاہ کی آواز سن کے لہر نے اپنی نظریں اوپر کیا اور وہ اس کے قریب بیٹھا تھا

کچھ نہیں۔۔۔۔۔لہر نے اداس لہجے میں جواب دیا

تو اداس کیوں ہو۔۔۔۔ساحل نے اس کے اداس چہرے کی طرف دیکھا

میرے گھر والے مجھے America بھیجنا چاہتے ہیں اور میں نہیں جانا چاہتی اپنی فیملی سے دور بھیجنا تو وہ بھی نہیں چاہتے پر کسی مجبوری کی وجہ سے بھیج رہے ہیں میرا دل نہیں جانے کا تو انکا بھی دل نہیں مجھے بھیجنے کا۔۔۔۔۔۔۔۔اتنی فکر مندے سے پوچھنے پے لہر اسے منع نا کر پائی اور سب بتا دیا

تم کیوں نہیں جانا چاہتی۔۔۔۔۔۔

میں اپنی فیملی سے دور نہیں رہ سکتی اور بھی کسی سے بہت زیادہ محبت کرتی ہوں اس کا دیدار بھی نہیں کر پاؤں گا اسے تو پتا تک نہیں ہے کی میں اس کی دیوانی ہوں اور نا ہی

اس سے کانٹیکٹ کر پائو نگا باقی تو ٹھیک ہے مجھ سے ملنے آجائینگے پر وہ اسے کیسے دیکھو نگی کیسے اپنا بنائو نگی۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اس کے سوال پے سچائی کا مظاہرہ کیا

دیکھو پہلی بات تمہاری فیملی تمہیں کبھی اپنی مرضی سے خود سے جدا نہیں کرے گی اگر کر رہی ہے تو ضرور کوئی وجہ رہی ہو گی اور تمہین چاہیے کی تم ان کے سامنے خوش رہہ کے ان کی ہمت بڑھائو کیونکی وہ اپنے دل پے پتھر رکھ کے تمہیں باہر بھیج رہے ہیں اور دوسری بات اگر تم کسی سے محبت کرتی ہو اور اگر تمہاری محبت سچی ہے تو تمہیں اس سے کوئی بھی جدا نہیں کر سکتا یے ہزاروں میلوں کا سفر بھی نہیں۔اور میری دعا ہے کی تمہاری محبت تمہیں مل جائے وہ تمہارا محرم بن جائے اور جس طرح سے تم اس سے محبت کرتی ہو وہ بھی کرے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نجانے ساحل کو اس کی زبان سے کسی اور کا ذکر سن کے تکلیف ہوئی تھی اس لئیے وہ اپنی بات کہہ کے وہاں سے اٹھ کے چلا گیا اس بات سے انجان کی اس نے خود دعا مانگی تھی کی اسے محبت ہو اور وہ بھی اس کی بہن کی قاتل کی بہن سے اسے اندازہ نا تھا کی اس نے خود ہی اپنے لیے گڈھا کھودا تھا۔۔۔۔۔اور اس کی باتیں سن کے لہر کے دل کو واقعی سکون ملا تھا۔۔۔۔۔۔ساحل سائیں میری محبت سچی ہے اس لئیے تو آپ کو میری طرف کھینچ لائی اور آپ نے خود ہی

دعا مانگی کی آپ کو مجھ سے محبت ہو جائے آپ نے کہہ دیا ساحل سائیں اب لہر مر کے بھی خوش ہی ہو گی۔۔۔۔۔۔۔لہر نے گاڑی کی طرف بڑھتے ساحل کو دیکھ کے کہا

سنو گھر چلی جائو کافی دیر ہو گئی ہے سورج غروب ہونے والا ہے اندھیرا ہونے سے پہلے چلی جائو۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے گاڑی اسٹارٹ کر کے اسے کہا اور آگے نکل گیا اور لہر بھی مسکراتی گھر کی طرف نکل گئی۔۔۔۔

احد سائیں میں اندر آجائوں۔۔۔۔۔۔سائرہ نے اس کے دروازے کے باہر روک کے کہا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آجائیں آجائیں زہ نصیب یے تو ہماری خوش قسمتی ہے کی آپ ہماری طرف آئے ہیں ویسے جان سکتے ہیں کی کس کام کی وجہ سے آپ کے ان نازک پائوں نے یہاں آنے کی زحمت کی ہے۔۔۔۔۔۔

لالا یے آپ کی چائے۔۔۔۔۔۔سائرہ نے اس کی باتوں کو خاطر میں نالاتے پوئے چائے ٹیبل پر رکھی اور جانے کیلئیے مڑی

رکو کہاں جارہی پو پینے تو دوا گرا چھی نا بنی ہو تو دوبارہ بنا کے لانا۔۔۔۔احد نے چائے ٹیبل سے اٹھائی اور اس کے کہنے پے سائرہ رک کے اسے دیکھنے لگی

شٹ یار چائے پھیکی یے چینی نہیں ڈالی کیا تم نے۔مجھے شگر کا مریض سمجھ لیا کیا یار میں ٹھیک ٹھاک ہوں اور ڈاکٹر نے میٹھے سے بلکل منع نہیں کیا۔۔۔۔۔۔احد نے چائے کا کپ نیچے رکھ کے شرارت سے کہا

اڑے کیسے لالا میں نے تو چینی ڈالی تھی خود ڈالی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی بات پے سائرہ نے حیرانگی سے کہا شاید وہ اس کی شرارت کو نہیں سمجھی تھی

اچھا لو خود پی کے دیکھ لو۔۔۔۔۔۔احد نے کپ اس کی طرف بڑھایا اور اس نے پکڑ کے لبوں سے لگایا۔۔۔۔ہائے رے میری بھولی سی جان اتنی سے شرارت کو نا سمجھی میٹھی تو ہے۔۔۔۔اس نے چائے کا سپ لے کے چائے دوبارہ احد کو تھمائی

ہاں اب میٹھی ہے۔۔۔احد نے بھی اسی جگہ سے کپ کو لبوں سے لگایا اور اس کا مذاک سمجھ آنے پے سائرہ نے اسے گھورا۔۔۔۔اب اس میں میرا کیا قصور کی تم ٹی وی نہیں دیکھتی۔۔۔۔۔۔۔احد نے اس کی گھوری کو خاطر میں لاتے ہوئے شرارت سے کہا

اوراس کے جواب پے سائرہ وہاں سے نکل گئ

اس کے روم سے سونگس کی آواز سن کے زینت بیگم اس کے روم میں آئی تھی اسے دیکھنے کی صبح وہ اتنی اداس تھی نجانے اب کیسی ہو گی پر اس کے روم میں آ کے انہیں حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا وہ اپنی پیکنگ کر رہی تھی اور ڈھیروں سوٹ اس نے بیڈ پے پھیلائے ہوئے تھے اور اس کے چہرے پے بھی مسکان تھی۔۔۔۔۔۔اڑی چاچی سائیں اندر آئیں اور سلیکٹ کرنے میں میری مدد کریں مجھے تو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا کی کیا لے کے جاؤں اور کیا نہیں۔۔۔۔۔۔لہر نے جب زینت بیگم کو دروازے پے کھڑا پایا تو مسکرا کے ان کو بازو سے پکڑ کے اندر لائی اور بیڈ کے سامنے کھڑا کر کے کہا

لہر پتر تو ٹھیک تو ہے نا کہیں تجھے بخار تو نہیں ہوا ڈاکٹر کو بلائوں کیا میں۔۔۔۔۔زینت بیگم نے فکر مندی سے کہا

اڑے اڑے چاچی سائیں مجھے کچھ نہیں ہوا میں بلکل ٹھیک ہوں آپ یہاں بیٹھے اور یے لیں پانی پیں۔۔۔لہر نے ان کو پانی کا گلاس تھمایا

چاچی سائیں مجھے کچھ نہیں ہوا میں بس یے بات سمجھ گئی ہوں کی اگر آپ لوگ مجھے اتنا دور بھیج رہے ہیں تو کوئی وجہ تو ہو گی نا اور اگر آپ لوگ مجھ سے وہ وجہ چھپا رہے ہیں

تو وہیں میرے لیے بہتر ہو گا اس لیے میں اسی میں خوش ہوں اب اور مجھے اس وجہہ کو بھی نہیں جاننا جو ہے میرے پاس وہ ہی بہت ہے میرے لیے اور میں اس کیلئیے خوش ہوں بس اب آپ لوگوں سے پوچھ کے آپ کو اور پریشان نہیں کرنا چاہتی میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر ان کے پاس زمین پے بیٹھ کے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کے کہا

ماشاءاللہ ماشاءاللہ ماں صدقے میری بچی تو آپ کب اتنی بڑی ہو گئی ہمیں پتا ہی نا چلا کی ہماری بچی اب اتنی بڑی ہو گئی ہے اتنی سمجھدار ہو گئی ہے کی اب اپنے بڑوں کی تکلیفیں سمجھنے لگی ہے مجھے فخر ہے آپ پے میرا بچا۔۔۔۔۔۔زینت بیگم نے اپنی آنکھوں میں آئے آنسو صاف کیے اور اس کے ماتھے پے محبت سے بوسہ دیا

اچھا چاچی سائیں اب اموشنل ناہوں آپ مجھے بتائیں میں کیا پہنوں اور کیا رکھوں مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا۔۔۔۔۔۔لہر نے ان کی آنکھ سے بہتے آنسو صاف کیے اور اٹھ کھڑی ہوئی کہیں ان کو دیکھ کے وہ کمزور نا پڑ جائے اور رونے لگ جائے وہ خود کو کمزور نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اماں سائیں دودھ ملے گا مجھے پھر سونا بھی ہے۔۔۔۔۔۔احد زینت بیگم کو ڈھونڈتے

ڈھونڈتے لہر کے روم میں آ پہنچا تھا

اڑے ہمارے چھوٹے سائیں کو دودھ پینا ہے ویسے اب بڑے ہو گئے ہو اب ناپیا کرو دودھ۔۔۔۔۔۔لہر نے اس کے بال بگاڑے جو کہ اسے سخت ناپسند تھے احد نے بال بگاڑنے پے برا ساموں بنایا

آپی سائیں مجھے نا کہیں آپ بھی تو پیتی ہیں دودھ اور آپ کو پتا ہے دودھ پینے سے اسٹرونگ ہوتے ہیں اور مجھے اسٹرونگ بننا ہے آپ کی طرح سوکھا ہوا نہیں رہنا کی ہوا کا ایک جھوکا مجھے اڑا کے لے جائے مجھے اسٹرونگ بننا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احد نے اسے چڑایا

اچھا چھوٹے سردار جی میں سوکھی ہوئی ہوں آپ کو پتا ہے یونی میں اچھے اچھوں کو سبق سکھا چکی ہے لہر چودھری۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے فخریہ کالر جھاڑے

اوہ بس بس آپی سائیں بس جھوٹ اتنا بولیں جس کا وزن آپ سہہ سکیں ایسی بات تو نا کہیں جو مانی ہی نا جائے۔۔۔۔۔۔۔۔احد نے اس کی بات ناک سے مکھی کی طرح اڑائی

واٹ کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔۔۔۔

میرا مطلب ہے کی میری آپی سائیں ایک چوہیا ہیں جو کسی سے بھی نہیں لڑ سکتی انہیں بس رونا آتا ہے اور دوسروں پے چلانا بس اور کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔احد اپنی بات کہہ کے روم سے بھاگ چکا تھا اور لہر بھی اس کے پیچھے بھاگی اس کو خوش اور مستی کرتا دیکھ گھر میں سب نے سکون کا سانس لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اماں سائیں مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔۔۔۔عمر انیسہ بیگم کے روم کے باہر کھڑا انہیں اجازت طلب نظروں سے دیکھ رہا تھا

ہاں بیٹا سائیں اجازت کی کیا ضرورت ہے آجائیں آپ۔۔۔۔۔۔انیسہ بیگم نے اپنے بیٹے کا چہرہ دیکھا جو خوشی سے دمک رہا تھا اور ایسا کم ہی ہوتا تھا کی عمر خوش ہو ورنہ تو ہر بات پے ناراض ہی رہتا تھا وہ عمر اور عمیر دونوں بھائی تھے پر ان دو نفس کی نیچر میں زمین اُسمان کا فرق تھا عمیر خوش مزاج ہر کسی سے گھلنے ملنے والا شریف اور شکر گذار بندہ تھا پر عمر بہت اکڑو تھا کسی سے زیادہ بات نا کرتا تھا سوائے مطلب کے اور جیلس بندہ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اماں سائیں مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔۔۔۔عمران کے قریب بیڈ

پر بیٹھا

ہاں بیٹا سائیں بولیں۔۔۔۔۔

اماں سائیں مجھے شادی کرنی ہے۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا سائیں یے تو اچھی بات ہے پھر میں کروں شاہ جی سے بات اور پھر جلد ہی اریزے کو بہو بنادوں ویسے بیٹا سائیں آج آپ نے میرے دل کی مراد پوری کرلی نجانے کب سے میری خواہش۔ تھی کی میں اریزے کو اپنی بہو بنائوں ویسے بڑی توزینی ہے پر زینی مجھے اتنی پسند نہیں۔۔۔۔۔انیسہ بیگم تو اس کی بات پے بہت خوش ہوئی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اماں سائیں اتنی خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں اپنی پسند کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔عمر نے انکی نان اسٹاپ چلتی باتوں کو کاٹ کے اپنی بات کہی ورنہ وہ تو اس کے اور اریزے کے بچوں کا بھی پلین بنادیتی

ہاں تو اریزے سے اچھی لڑکی تجھے کہاں ملے گے

اماں سائیں میں اپنے یے لڑکی پسند کر چکا ہوں اور اسی سے شادی کرنا چاہتا ہوں مجھے نہیں کرنی ان جاہلوں سے شادی۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا سائیں آپ کو اندازہ بھی ہے کی آپ کیا کہہ رہے ہیں کیا پتا لڑکی کون ہے کہاں کی ہے کیا ذات ہے کس خاندان سے تعلق رکھتی ہے کچھ پتا ہے تجھے اور یے جو توان بچیوں کو جاہل کہہ رہے تو خود بھی تو دسویں جماعت پاس ہو کونسا ڈاکٹر ہو تم۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی بات پے انیسہ بیگم کا تو دماغ ہی گھوم گیا تھا اگر یے بات سر تاج شاہ یا شاہ جی کو پتا چلتی تو کیا کہتے وہ

اماں سائیں جو بھی ہے آپ بابا سائیں سے بات کریں اگلے ہفتے آپ لوگ اس کے گھر رشتہ لے کے جا رہے ہیں بات ختم۔۔۔۔۔۔۔۔عمر اپنی بات کہہ کے وہاں سے جا چکا تھا

یا اللہ یے لڑکا مجھے کہیں کا نہیں چھوڑے گا شاہ جی سے تو بعد کی بات ہے پر ابھی سر تاج سائیں سے کیسے بات کرو نگی۔۔۔۔۔۔۔انیسہ بیگم کو فکر لاحق ہوئی تھی چاہے جو بھی ہو دونوں طرف سے باتیں توان کو ہی سننی تھی

چھوٹے شاہ سائیں۔۔۔۔۔۔۔ساحل حویلی میں آیا تھا کی زینی جو کب سے اس کے

انتظار میں ٹہل رہی تھی اسے دیکھ کے اس کی طرف گئی اور پکارے بغیر نارہ سکی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی پکار پے ساحل شاہ رکا تھا اور مڑ کر اسے دیکھا تھا اس کی سوالیہ نظروں کو خود کو مرکز بنتے دیکھ زینی گھبرا گئی تھی اس نے بلا تو لیا تھا پر اب اسے کیا کہتی کی کیوں پکارا ہے۔۔۔۔۔

وہ چھوٹے شاہ سائیں اگر صبح آپ کی اجازت ہو تو آپ کے کمرے کی صفائی کروادوں الماڑی وغیرہ کی۔۔۔۔۔۔۔وہ تو شکر اسے باوقتن اریزے کی بات یاد آگئی تھی جب وہ کہہ رہی تھی کی آج وہ ساحل شاہ سے بولے گی کیونکہ وہ اپنی اجازت کے بغیر اپنے روم میں کسی کو بھی آنے نہیں دیتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ہم ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ بس اتنا کہہ کے وہاں سے چلا گیا اور پیچھے زینی کی خوشی کی تو کوئی انتہا نا تھی کی اس نے اس سے بات تو کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اے لڑکی۔۔۔۔۔۔۔وہ ابھی اپنی سوچوں کے بھنور میں گم تھی کی شاہ بیبی کی آواز نے اسے ہوش کی دنیا میں لا پٹکا

جی۔۔۔۔۔جی۔۔۔جی شاہ بیبی۔۔۔۔۔۔زینی نے شاہ بیبی کی آواز پے ہڑ بڑا کے جواب دیا۔۔۔۔۔۔

ادھر کیا کر رہی ہے تو تجھے پتا نہیں ہے کیا کی یے مردوں کے واپس آنے کا وقت ہے اور تو یہاں کھڑی نجانے کس جہاں میں گم ہے کچھ تو خیال کر شرم لحاظ نام کی تو کوئی چیز آج کل کی لڑکیوں میں رہی نہیں ہے جا جا کے باورچی خانے میں رات کا کھانا دیکھ۔۔۔۔۔شاہ بیبی نے اسے ڈپٹا اور وہ ان کو جی کہہ کے باورچی خانہ میں آ گئی جہاں سب لڑکیاں ہی رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی

کیا ہوا تیرا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے۔۔۔۔شانزے نے اس کے چہرے کی اداسی نوٹ کی تو پوچھا

کچھ نہیں۔۔۔زینی نے کڑھ کے جواب دیا

سنا دیا ہو گا پھر سے بیبی جی نے کچھ اس کو بہت شوق ہے نا اس وقت یوں باہر کھڑے رہنے کا۔۔۔سائرہ کے کہنے پے زینی نے اسے کڑی نظروں سے دیکھا

سائرہ بیبی احد سائیں کہہ رہے ہیں کی انہیں چائے پینی ہے اور آپ بنا کے لے کے آئیں ان کیلئیے۔۔۔۔اس کی ملازم نے آ کے اسے اطلاع دی

ٹھیک ہے آپ جائیں ہم آتے ہیں۔۔۔۔۔۔سائرہ نے ملازمہ کو باہر بھیجا

ویسے آجکل احد سائیں کچھ زیادہ نہیں بلانے لگے آپ کو اپنے ہر چھوٹے چھوٹے کام کیلئیے۔۔۔۔۔۔اریزے نے اسے چھیڑا

ہر گز نہیں ایسا کچھ نہیں ہے اور تم اپنا موں بند ہی رکھو۔۔۔۔۔۔سائرہ اسے ڈپٹے چائے لے کے احد کے کمرے کی طرف چل دی۔۔۔۔۔۔

احد سائیں میں اندر آجائوں۔۔۔۔۔سائرہ نے اس کا ڈورناک کیا

اڑے آپ آیئے نا آپ کا ہی تو روم ہے مسز احد آپ کو کیا ضرورت اجازت طلب کرنے کی۔۔۔۔۔احد جو کی کچھ فائلس میں کھویا ہوا تھا اس کی آواز پے سر اٹھا کے اسے کہا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یے لیں آپ کی چائے۔۔۔۔۔سائرہ نے چائے رکھی اور جانے کیلئیے مڑی کی احد نے اسے پکارا۔۔۔۔۔دیکھیں احد سائیں کل والا مذاک مجھے بلکل نہیں سننا آج میں چائے چیک کر کے لائی ہوں چینی برابر ہے اس میں۔۔۔۔۔اس کے پکارنے پے سائرہ نے اسے کڑی نظروں سے دیکھ کے کہا۔۔اور اس کی بات پے احد کی مسکان گھری ہوئی تھی۔۔

آپ کی اطلاح کیلئیے عرض ہے محترمہ کی یے غلام آپ کیلئیے تحفہ لایا ہے۔۔۔۔۔احد نے ایک گفٹ پیک اس کو تھمایا

یے میرے لیے ہے۔۔۔۔سائرہ نے حیرت سے پوچھا

نہیں پڑوس کی امبرین کیلئیے ہے۔۔۔یار تمہیں دے رہا ہوں تو تمہارے لیے ہی ہے نا۔۔۔۔۔۔

ویسے کتنے چھچھورے انسان ہے آپ پڑوس کی لڑکیوں کے نام بھی آتے ہیں آپ کو۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچھا خیر چھوڑو کھولو اسے اور دیکھو مجھ سے لڑ بعد میں لینا۔۔۔۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔سائرہ نے گفٹ پیک کھولا تو اس میں ڈائمنڈ کے دو کنگن جگمگا رہے تھے۔۔۔۔۔اور احد نے ان کو ڈبیا سے نکال کے اس کی کلائی کی زینت بنایا تھا۔۔۔۔۔اب اور بھی پیارے لگ رہے ہیں اس کے اس طرح سے معنی خیزی سے کہنے پے سائرہ جلدی سے اس کے ہاتھ سے اپنی کلائی چھوڑوا کے باہر کی طرف بھاگی

ہائے میری شرمیلی سی جان۔۔۔۔۔احد یے کہہ کے اپنے بیڈ پے گرا تھا

عمیر سائیں۔۔۔۔۔۔اریزے کی آواز پے اس کا انتظار کرتے عمیر نے اپنی نظریں اوپر کی اور اسے جلدی سے کلائی سے پکڑ کے روم کے اندر کیا اور دروازہ بند کر دیا۔۔۔۔کہاں تھی تم کیوں اتنا وقت لگا دیا کتنی دیر سے انتظار کر رہا تھا میں ۔۔۔۔۔عمیر نے ٹھنڈے لھجے میں کہا پہلے تو اسے غصہ آیا تھا پر اریزے کا معصوم سا چہرہ دیکھ کے اس کا سارا غصہ ھوا ہوا

سائیں نکلنے کا وقت ہی نہیں ملا اور مجے مھے تائی سائیں (ثمینہ بیگم) کے روم سے یے تصویریں ملی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے کچھ پکس اس کے سامنے کی جو کی اس چھوٹی بچی کی تھی۔۔۔۔۔۔

تائی سائیں اکثر ان سب کو اپنے سینے سے لگا کے رکھتی ہیں۔۔۔۔۔۔

تو اس کا مطلب ہے کی تائی سائیں کا ہی کچھ خاص تعلق ہے اس بچی سے۔۔۔۔۔۔

اور آپ کو کچھ پتا چلہ سائیں کی امامہ آنٹی کا کیا تعلق ہے اس گھر سے

۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اسے دیکھ کے سوال کیا

نہیں فلوقت تو نہیں خیر کل دیکھو نگا اور ہاں تم اسی طرح ہیلپ کرتی رہو

میری۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے لالا سائیں اب ہم جائیں۔۔۔۔

ہاں جائو پر ہاں سنو ٹھینکس میری اتنی مدد کرنے کیلئیے۔۔۔۔۔۔

ساحل شاہ آنکھیں موندے لیٹا ہوا تھا کی اس لڑکی کا چہرہ آنکھوں کے سامنے آتے اس نے فٹ سے آنکھیں کھولی تھی۔۔۔۔۔۔یے کیا ہو رہا ہے مجھے بار بار اس کا خیال کیوں آرہا ہے مجھے نہیں ساحل شاہ تم کسی کے بارے میں نہیں سوچ سکتے تم پہلے سے کسی کے نام ہو اور وہ وہ لڑکی بھی کس ءاور سے محبت کرتی ہے دیکھا نہیں تھا کہہ رہی تھی کی وہ دیوانی ہے اس کی اور تم بھی کسی کے بارے میں نہیں سوچ سکتے ساحل شاہ تمہیں صرف نفرت کرنی ہے اس سے بس نفرت اور شاہ زین چودھری کے خاندان کو برباد کرنا ہے بس ساحل شاہ کی زندگی کا یہیں مقصد ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سر تاج سائیں یے آپ کی چائے۔۔۔۔۔انیسہ بیگم نے ان کے ٹیبل پے چائے کا کپ

رکھاان کی بہت پرانی عادت تھی رات کو چائے پینے کی ابھی بھی وہ فائلس چیک کر رہے تھے کی انیسہ بیگم نے ان کے سامنے چائے رکھی انہوں نے فائلس سے نظریں ہٹا کے انیسہ کے چہرے کی طرف دیکھا وہ ان کو پریشان نظر آرہی تھی

کیا ہوا آپ پریشان کیوں ہیں سب ٹھیک تو ہے ناطبعیت تو ٹھیک ہے نا آپ کی۔۔۔۔۔سر تاج شاہ نے فکر مندی سے پوچھا

جی ہاں وہ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔۔۔۔۔۔انیسہ بیگم نے اٹک اٹک کے اپنی بات مکمل کی

جی جی بولیں آپ گھبرا کیوں رہی ہیں کیا بات ہے بے جھجک کے کہیں۔۔۔۔۔سر تاج شاہ نے انہیں اپنے پاس بٹھایا

جی وہ عمر کو شادی کرنی ہے۔۔۔۔۔۔

اڑے اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے آپ مجھے یے بات ایسے بھی تو کہہ سکتی ہیں یے تو خوشی کی بات ہے میں شاہ جی سے بات کرتا ہوں ماشاءاللہ سے اتنی پیاری پیاری بچیاں ہیں ہمارے گھر میں ویسے بھی ساحل کے بعد عمر ہی بڑا ہے تو میں بھی سوچ رہا تھا کی

کروالوں شادی اب اگر یے خود ہی کہہ رہا ہے تو میں صبح ہی شاہ جی سے بات کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ سر تاج شاہ کے چہرے کی خوشی دیکھ کے انیسہ بیگم کا دل ہی نہیں کیا کی وہ انہیں کچھ بتائے پر مجبور تھی دوسری طرف بھی ان کا بیٹا ہی تھا جانتی تھی اگر اس نے نا بتایا تو عمر خود ہی سر تاج شاہ سے بات کرے گا جو کی بلکل ٹھیک نہیں تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں جی وہ کسی سے محبت کرتا ہے اور اسی سے شادی کرنا چاہتا ہے وہ۔۔۔۔۔۔ انیسہ بیگم نے جھکے سر سے کہا یے بات کہتے ان کا سر از خود ہی جھک گیا تھا

کیا کہہ رہی ہیں آپ آپ کو اندازہ بھی ہے سمجھا دیں اپنے اس لاڈلے بیٹے کو کی اس کی شادی اسی سے ہو گی جس سے ہم چاہیں گے۔۔۔۔۔۔ سر تاج شاہ اپنی بات کہہ کے روم سے باہر چلے گئے تھے کیونکہ وہ اپنا غصہ اپنی بیوی پر نہیں نکالنا چاہتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نجانے کہاں کہاں ذلیل کروائے گا مجھے یے لڑکا پہلے جب پڑھنے کا کہا تب نہیں پڑھا اگر آج عمیر کی طرح پڑھ کر ڈاکٹر بن جاتا تو کیا چلا جاتا اس کا اب اس کی ایک اور ضد اب میں کیا کروں بس اللہ ہی خیر کرے ں نا جانے اس گھر کی اتنی پیاری بچیاں چھوڑ کر

اس کو اس منحوس میں کیا نظر آیا جو اس کو اچھی لگتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا پاگل ہو گئی ہو کیا جو رات کو یوں ان کنگن کو گھور رہی ہو۔۔۔۔۔سائرہ احد کے دیے ہوئے ان کنگنوں کو دیکھ رہی تھی جب مائرہ کی آواز سے وہ ہوش میں آئی وہ کنگن تو بہت پیارے تھے پر دینے والے کی محبت مان اسے اور پیارا بنا رہا تھا

ہاں پاگل ہو گئی ہوں س۔۔۔۔۔۔سائرہ نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا

اے جھلی ہوش میں آیا۔۔۔مائرہ نے اسے ہلایا

اوہو کیا ہے کم از کم سکون سے کچھ سوچنے تو دیا کرو۔۔۔سائرہ نے جھنجھلا کے کہا

اوہو تو بتائیں گی کی کس نے دیے ہے یے کنگن جنہیں اتنی محبت سے دیکھا جا رہا ہے اور سوچا جا رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

احد سائیں نے۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہو و تو اب انجینئر صاحب نے تحفے دینا بھی شروع کر دیے ہیں۔۔۔۔مائرہ نے ہونٹوں کو گول کر کے اوہو کہا۔۔۔۔۔۔ویسے انجینئر صاحب ہمارے جیجو کب بن رہے

ہے۔۔۔۔۔

تو بھی کیا باتیں کر رہی ہے چپ ہو کے سو جا رات ہو گئی ہے۔۔۔۔۔۔سائرہ اسے ڈپٹ کے دوسری طرف کروٹ لے کے لیٹ گئی۔۔۔۔۔۔۔

اوہو تو اب شرمایا جا رہا ہے۔۔۔۔۔۔

—

لالا سائیں ہم اندر آ جائیں۔۔۔۔۔۔اریزے نے اندر ڈریسنگ مرر کے سامنے تیار ہوتے ساحل شاہ سے اجازت طلب کی ساحل نے ڈریسنگ مرر سے نظر ہٹا کے اریزے کو دیکھا اس کی شکل وصورت سحر سے بہت ملتی جلتی تھی اور اس کی معصومیت بھی اسے دیکھ کے ساحل شاہ کو سحر کی یاد آتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی آ جائیں اندر۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے اپنی آنکھوں میں آئی نمی صاف کی جو کی اسے دیکھ کے سحر کی یاد آنے کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں آئی تھی

وہ لالا میں آج آپ کے کمرے کی صفائی کروا دوں بہت دن ہو گئے ہیں ساحل لالا میں

اپنی نگرانی میں کرائو نگی اور کوئی بھی چھیڑ چھانی نہیں ہو گی کوئی بھی چیز اپنی جگہ سے نہیں ہلے گی۔۔۔۔۔اپنی جگہ پے ہی رہے گی لالا سائیں۔۔۔۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے تم کروالو صفائی۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ کی بات ابھی پوری نا ہوئی تھی کی ثمینہ بیگم کے کمرے سے کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی تھی ساحل اس آواز پے ان کے روم میں دوڑ کے گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔اس کے پیچھے اریزے بھی وہاں گئی تھی جب وہ کمرے میں پہنچی تو ہر چیز ادھر سے ادھر پھیلی ہوئی تھی کانچ کی چیزیں بے دردی سے فرش پر ٹوٹی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

اماں سائیں کیا ہوا اماں سائیں۔۔۔۔۔۔۔ساحل جلدی سے ان کے پاس گیا اور ان کو اپنے سینے سے لگاے ریلیکس کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل ساحل سحر کی تصویریں پتا نہیں کہاں گئی یہاں نہیں ہے ساحل مجھے میری بچی لا دو۔۔۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم نے سسکتے ہوئے کہا ان کی بات پے اریزے کے دماغ میں یے بات گھومی تھی کی جو اس چھوٹی بچی کی پکس اس نے لی تھی وہ کسی سحر کی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اماں سائیں اماں سائیں آرام سے مل جائے گی یہیں کہیں ہو گی آپ

بیٹھیں۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے انہیں آرام سے وہاں بٹھایااور انہیں نیند کی دوائی دے کے سلادیا۔۔۔۔۔۔۔۔

سنو یہاں جو بھی ہوااس کا کسی کو مت بتانااور ہاں یے سب صاف کروادو ۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہاریزے کو کہتا باہر چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

اریزے ساحل کی الماڑی کی صفائی کر رہی تھی جب کوئی موٹی سی ڈائری نیچے گری۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے وہ ڈائری اٹھائی اس میں سب کچھ لکھا تھاوہ انگلش میں لکھاہوا تھااریزے اس پے لکھاتو نا سمجھ پائی تھی پر اتنا جان گئی تھی کی وہ لکھاوٹ ساحل کی تھی وہ ملازمائوں کو صحیح سے کام کرنے کا کہتی عمیر کے روم کی طرف چل دی جب وہ اس کے روم میں آئی تو وہ وائٹ کوٹ پہنے ریڈی کھڑا تھاہو سپٹل جانے کیلئیے

اڑے تم صبح صبح یہاں۔۔۔۔۔۔۔

وہ لالا سائیں کے کمرے کی صفائی کر رہی تھی تو مجھے یے کتاب ملی۔۔۔۔۔۔اریزے نے ہاتھ میں پکڑی ڈائری اس کی طرف بڑھائی۔۔۔۔۔۔۔۔جس پے عمیر نے

سرسری نظر ڈال کے اسے تھام لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عمر نے ڈائری کا ٹائٹل دیکھا تو وہاں پے مائے لائف لکھا ہوا تھا وہ جیسے جیسے پڑھتا گیا اس کے تو ہوش ہی اڑتے گئے اور اریزے اس کے بدلتے زاویے دیکھ رہی تھی

کیا ہوا۔۔۔۔۔۔

چلو مجھے شاہ جی سے بات کرنی ہے۔۔۔۔۔۔ عمیر اسے کہتا وہاں سے اٹھ جے باہر کی طرف نکل گیا تھا اور اریزے بھی اس کے پیچھے پیچھے چلتی گئی۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لہر پچھلے آدھے گھنٹے سے اس جگہ پے انتظار کر رہی تھی یا تو آج وہ جلدی آگئی تھی یا ساحل شاہ کو آنے میں دیر ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔ اوہو کہاں رہ گئے ساحل سائیں آج تو دیدار کروادیں شام کی فلائٹ سے امریکا چلے جانا ہے آج تو دیدار یار کروادیں۔۔۔۔۔۔ لہر بے جا وہاں موجود پتھروں کو ٹھوکر مار رہی تھی اور اس کا ایک پتھر وہاں سے گذرتے ساحل شاہ کی بازو پے لگا تھا اور اس نے گاڑی روکی تھی

۔۔۔۔۔۔جیپ رکنے کی آواز پے لہر نے سامنے دیکھا جہاں ساحل شاہ اپنی بازو کو سہلا رہا تھا

محترمہ کوئی خاص دشمنی نے ہے کیا آپ کی مجھ سے۔۔۔۔۔۔ساحل نے اپنے گوگلس اتار کے اسے دیکھا

سوری سوری۔۔۔۔۔۔۔وہ غلطی سے لگ گیا سوری۔۔۔۔۔۔لہر جلدی سے رستے کے اس پار اس کی جیپ کے قریب آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہم ٹھیک ہے پر دھیان رکھیں ایسے کسی کا ایکسیڈینٹ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

جی جی ویسے آپ کو زیادہ چوٹ تو نہیں لگی نا۔۔۔۔۔لہر نے مسکرا کے اسے دیکھا اور جب وہ مسکرائی تھی تو اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں بھی ایک الگ ہی چمک آئی تھی اس کی کالی گھری آنکھیں بہت سحر انگیز تھی کسی کو بھی اپنے حصار میں قید کر دینے والی۔۔۔۔۔۔اور ساحل شاہ کو بھی اپنا آپ قید ہوتا محسوس ہوا اس لیے اس نے جلدی سے اس سے نظریں چرائی

ہاں میں ٹھیک ہوں نہیں زیادہ چوٹ نہیں لگی میں ٹھیک ہوں آپ پریشان نا ہوں

۔۔۔۔۔ساحل نے اسے کہہ کے گاڑی اسٹارٹ کی

رکیں سنیں۔۔۔۔لہر نے اسے پکارا

جی بولیں۔۔۔۔۔۔۔لہر کے کہنے پے ساحل اس کی طرف مڑا تھا۔۔۔۔۔۔اس کے مڑنے پے لہر نے ایک چھوٹہ ساڈبا اس کی طرف بڑھایا

یے کیا ہے۔۔۔۔۔ساحل نے اس چھوٹی سی ڈبی کی طرف اشارہ کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

گفٹ۔۔۔۔۔آج میں شام کو امریکا چلی جائونگی ہمیشہ کیلئیے اس لیے سوچا جاتے جاتے آپ کو ایک تحفہ ہی دیتی جائوں جسے دیکھ کے آپ کو میری یاد آئے گی
بائے۔۔۔۔۔۔۔۔لہر وہ تحفہ اس کے ہتھیلی پے رکھ کے جانے کیلئیے مڑی تھی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کے آگے بڑھ رہی تھی ناچاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھ سے ایک آنسو جھلکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے اپنی ہتھیلی پے پڑے اس گفٹ کو دیکھا اور پھر اس کی پشت کو اس کے دور جانے کی بات اسے بلکل اچھی نا لگی تھی اسے دکھ ہوا تھا یے بات جان کے اس کا دل چاہا وہ اسے روک لے پر ساحل شاہ دل سے نہیں دماغ سے کام کرتا تھا اور آج بھی اس نے دماغ سے کام لیا تھا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے نکل گیا تھا

شاہ جی مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر آج پہلی بار ان کے کمرے میں بغیر اجازت کے اندر آیا اور اس کے پیچھے اریزے بھی روم میں آئی تھی

آپ نیچے جائیں۔۔۔اور آپ عمیر بیٹا کچھ تمیز ہی کر لیں بغیر اجازت کیسے آ سکتے ہیں پہلے تو کبھی ایسا نا کیا آپ نے تو آج کیوں آخر وجہ اس بد تمیزی کی وجہ جان سکتے ہیں۔۔۔۔احسان شاہ نے اس کی اس حرکت پے اسے کڑی نظروں سے دیکھا اور پہلے تو وہ اریزے سے متوجہ ہوے پھر عمیر سے۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں اریزے کہیں نہیں جائیگی۔۔۔۔۔۔شاہ جی کے حکم پے اریزے جانے کیلئیے مڑی تھی کی عمیر نے اس کی کلائی پکڑی اور شاہ جی سے کہا۔۔۔۔شاہ جی کے سامنے اس طرح سے ہاتھ پکڑنے پے اریزے گھبرا گئی تھی۔۔۔۔۔۔شاہ جی مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے اور اس کیلئیے مجھے کسی گواہ کی ضرورت ہے اور اریزے میری گواہ ہے کسی گواہ کے علاوہ آپ میری بات نہیں مانیں گے اور اسے ٹال دیں

گے۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے اریزے کو اپنے ساتھ کھڑا کیا جب کی اس کی کلائی ابھی تک

پکڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

کیا مطلب ہم آپ کی بات نہیں سمجھے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں عمیر کیا مطلب ہے آپ کا ایسی کیا بات کرنی ہے جس کیلئیے آپ کو گواہ کی ضرورت ہے کیا ہم جان سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے اس طرح سے کہنے پے شاہ جی نے گھبرا کے کہا اور عمیر نے وہ فوٹو ایلبم اس چھوٹی بچی کی تصویریں اور ساحل جی ڈائری وہاں بیڈ پے رکھی تھی وہ سب دیکھ کے احسان شاہ کا رنگ زرد پڑا تھا جس راز کو وہ اتنے دنوں سے چھپا کے بیٹھے تھے اب وقت آگیا تھا اس کو سامنے لانے کا۔۔۔

شاہ جی مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر آج پہلی بار ان کے کمرے میں بغیر اجازت کے اندر آیا اور اس کے پیچھے اریزے بھی روم میں آئی تھی

آپ نیچے جائیں۔۔۔اور آپ عمیر بیٹا کچھ تمیز ہی کر لیں بغیر اجازت کیسے آسکتے ہیں پہلے تو کبھی ایسا نا کیا آپ نے تو آج کیوں آخر وجہ اس بد تمیزی کی وجہ جان سکتے ہیں۔۔۔۔۔احسان شاہ نے اس کی اس حرکت پے اسے کڑی نظروں سے دیکھا اور پہلے تو وہ اریزے سے متوجہ ہوے پھر عمیر سے۔۔۔۔۔۔۔

نہیں اریزے کہیں نہیں جائیگی۔۔۔۔۔۔شاہ جی کے حکم پے اریزے جانے کیلئیے

مڑی تھی کی عمیر نے اس کی کلائی پکڑی اور شاہ جی سے کہا۔۔۔۔شاہ جی کے سامنے اس طرح سے ہاتھ پکڑنے پے اریزے گھبرا گئی تھی۔۔۔۔۔۔شاہ جی مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے اور اس کیلئیے مجھے کسی گواہ کی ضرورت ہے اور اریزے میری گواہ ہے کسی گواہ کے علاوہ آپ میری بات نہیں مانیں گے اور اسے ٹال دیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے اریزے کو اپنے ساتھ کھڑا کیا جب کی اس کی کلائی ابھی تک پکڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

کیا مطلب ہم آپ کی بات نہیں سمجھے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں عمیر کیا مطلب ہے آپ کا ایسی کیا بات کرنی ہے جس کیلئیے آپ کو گواہ کی ضرورت ہے کیا ہم جان سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے اس طرح سے کہنے پے شاہ جی نے گھبرا کے کہا اور عمیر نے وہ فوٹو ایلبم اس چھوٹی بچی کی تصویریں اور ساحل جی ڈائری وہاں بیڈ پے رکھی تھی وہ سب دیکھ کے احسان شاہ کا رنگ زرد پڑا تھا جس راز کو وہ اتنے دنوں سے چھپا کے بیٹھے تھے اب وقت آگیا تھا اس کو سامنے لانے کا

دادا سائیں کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں یے سب کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے بیڈ پے پڑی ان ڈائری اور تصویروں کی طرف اشارہ کر کے کہا

ہمیں کیا پتا یے سب کیا ہے۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے اس بات کو ٹالنے کی کوشش کی

شاہ جی آپ بتا سکتے ہیں کی کون ہے یے سحر اور کون ہے ہے اسرار ارسلان چودھری لہر چودھری کون ہے اور امامہ آنٹی کا کیا تعلق ہے اس گھر سے اور ایسا کیا ہوا تھا جو شاہ اور چودھریوں کے بیچ ایسا کیا ہوا جواب آپ لوگ اب ایک دوسرے کی شکل نہیں دیکھ سکتے دیکھیں دادا سائیں مجھ سے کچھ مت چھپایئے گا کیونکی میں لالا سائیں کی ڈائری پڑھ چکا ہوں اس میں اتنا سب تو نہیں لکھا تھا پر اتنا پتا چل گیا کی سحر لالا سائیں کی بہن تھی اب آپ ہی بتائیں کی اس کے ساتھ ہی کچھ ہوا تھا اب آپ ہی بتائیں کی کیا ہوا تھا ان کے ساتھ دیکھیں۔۔۔۔۔۔۔۔دادا سائیں مجھے صرف سچ سننا ہے اور کچھ نہیں اس لیے آپ ہمیں میں سچ ہی سنائیں۔۔۔۔۔۔۔احسان شاہ نے اپنا موں کھولا ہی تھا کچھ بولنے کیلیئے کی عمیر نے ٹوک دیا کیونکہ وہ جانتا تھا شاہ جی ضرور پھر سے کوئی بہانا بنائیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

امامہ ہماری اور سکینہ کی بیٹی ہے اور سحر ثمینہ اور وجدان کی بیٹی تھی اور اسرار ارسلان اور لہر امامہ اور شاہ زمان چودھری کے بچے ہیں اور ہمارے ڈوھیتر ہیں۔۔۔۔۔۔۔اور کچھ جاننا ہے آپ نے یا نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ سائیں کی آواز

نم ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

تو شاہ جی سحر کہاں ہے اور ایسا کیا ہوا تھا کی اب امامہ پھپھو ہمارے گھر تک نہیں آتی آخر ایسا کیا ہوا تھا جو آپ اور چودھریوں کے بیچ ایک دراڑ آ گئے گاؤں کے حدود ہی الگ ہو گئے آخر ایسا کیا ہوا تھا دادا سائیں میں سب جاننا چاہتا ہوں کی آخر وجہ کیا ہے جس نے دو خاندانوں میں دراڑ ڈال دی ایک ہی گاؤں کو دو میں تقسیم کر دیا ان کے بارڈر بنا دیے آخر ایسا کیا ہوا تھا دادا سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔ عمیر ان کے پاس آ کے بیٹھا تھا اور ان کا ہاتھ تھام کے یے سب کہا تھا

بیٹا سائیں یے بیس سال پہلے کی بات ہے جب آپ مشکل سے چھ سالوں کے ہو گے تب ہم اور چودھریوں میں بہت اچھا رشتہ تھا شاہ زین چودھری اور ہم ایک دوسرے کے جگری یار ہوا کرتے تھے اس لیے ہم نے اپنی جان سے پیاری اور اکلوتی بیٹی امامہ کی شادی شاہ زین چودھری کے بیٹے شاہ زمان چودھری سے کر دی اس کی شادی اور ثمینہ اور وجدان کی شادی ایک ساتھ ہی ہوئی تھی اور اللہ کے کرم سے دونوں کو شادی کے بعد اللہ نے ایک بیٹے سے نوازا ثمینہ اور وجدان کا بیٹا ساحل شاہ اور شاہ زمان چودھری امامہ کا بیٹا اسرار ارسلان چودھری۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ دونوں ہم عمر تھے اور بچپن کے

ساتھی بھی ایک سال بعد اللہ نے وجدان شاہ اور ثمینہ بیگم کو ایک بیٹی سے نوازا وہ بہت زیادہ پیاری تھی اور اس کی نیلی آنکھیں اسے اور خوبصورت بناتی تھی سحر پوری گھر کی جان تھی اسے تھوڑی سی بھی تکلیف ہوتی تو تڑپ اٹھتے تھے سب ساحل کی تو اس میں جان بستی تھی اس کو دیکھے بغیر تو ساحل اپنی صبح کا آغاز بھی نہیں کرتا تھا وہ اس سے ایک سال ہی چھوٹی تھی پر ساحل اکثر اسے کھانا بھی اپنے ہاتھوں سے کھلاتا تھا اس کی چوٹیا بھی خود کرتا تھا اگر کوئی اسے ڈانٹ لے تو ساحل اس پے بہت غصہ ہوتا تھا کی اس کی گڑیا کو کیوں ڈانٹا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار جب سات سال کا تھا تو امامہ کو بھی ایک بیٹی کی پیدائش ہوئی لہر۔۔۔۔۔۔۔۔سحر کی مستیوں سے ہر وقت گھر گھونجتا رہتا تھا جب لہر گیارہ سال کی تھی اور ساحل اور اسرار بارہ سال کے ان دنوں ہم بہت پریشان تھے کیونکہ دوسرے گائوں کے سرپنچ سے لڑائی چل رہی تھی کسی معاملے کو لے کر

سحر سائیں چھوڑیں میں نے ہزار بار کہا ہے آپ سے کی میری چیزوں کو ہاتھ نا لگایا کریں آپ کیوں نہیں سمجھتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار سحر پے چلایا تھا کیونکہ اس کے ہاتھ میں اس کی وہ فیورٹ ڈائری تھی جو اسے اس کے دادا سائیں نے دی تھی اور وہ اسے ہر وقت سنبھال کے رکھتا تھا

کیا کر لینگے آپ بتائیں مجھے۔۔۔۔۔۔۔ سحر نے جان بوجھ کے اسے چڑایا۔۔۔۔۔۔۔

دیکھیں لہر سائیں رکھ دیں ہماری ڈائری کو اگر ہم اوپر آ گئے تو اچھا نہیں ہو گا آپ کیلئیے۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے سیڑھیوں پے کھڑے ہو کے اوپر چھت پے موجود سحر کو کہا جس نے اس وقت سبز رنگ کا پنجابی سوٹ پہنا ہوا تھا اور بالوں کی بھی چٹیا کی ہوئی تھی سنہری دھوپ میں اس کا گلابی گلابی رنگ اور اس کی نیلی آنکھیں چمک رہی تھی

اچھا اسرار اب بتانا تم۔۔۔۔۔۔۔ سحر تو اس کی دھمکی سے آگ بگولا ہوئی تھی کوئی سحر شاہ کو دھمکی سے یے سحر شاہ سے ہر گز برداشت نا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سحر نے اس کی ڈائری زمین پے رکھی اور پاس ٹیبل پے پڑی ماچس جو صرف اسرار کو چڑانے کیلئیے لائی تھی اسے جلا کے اس ڈائری کو آگ لگا دی۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار چودھری کا تو یے دیکھ کے دماغ ہی گھوم گیا تھا وہ غصے میں اوپر آیا اور اس کے ہاتھ نے سحر کی گال پے نشان چھوڑا تھا سحر تو آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی اسے بلکل بھی اندازہ نا تھا کی اس کو اتنا غصہ آ جائیگا ایسے چھوٹے چھوٹے مذاک تو وہ اس کے ساتھ اکثر کرتی رہتی تھی اور وہ صرف اس کو تھوڑا سا ڈانٹ کے پھر صحیح ہو جاتا تھا وہ اس پے ہاتھ اٹھائے گا اس بات کی توقع اسے بلکل نا تھی۔۔۔

۔۔ساحل شاہ جوان دونوں کو کھانے کیلئیے بلانے آنے والا تھا اسرار کی یے حرکت دیکھ کے اس کی تو آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔۔وہ تیزی اور غصے سے اوپر کی طرف بڑھا

تمہیں سمجھ نہیں آتی کیا کب سے۔۔اسرار کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ساحل شاہ نے اسے زمین پے گرا کے مارنا شروع کر دیا تھا

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بہن کو تھپڑ مارنے کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ لگاتار اسے مکے اور لاتیں رسید کر رہا تھا اب تو اس کا خون بہنے لگا تھا

لالا سائیں چھوڑے ان کی کوئی غلطی نہیں ہے چھوڑیں لالا سائیں خون نکل رہا ہے لالا سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔سحر نے اسے روکنے کی کوشش کی تھی شاہ زمان چودھری شور کی آواز پے اوپر آئے تھے انہیں لگا اسرار اور سحر پھر سے لڑ پڑے ہونگے اس لیے وہ ان کو دیکھنے مسکراتے ہوئے اوپر آئے تھے پر یہاں کا نظارہ دیکھ کے ان کے چہرے سے مسکان غائب ہوئی تھی وہ ایک پل کی دیر کیے بغیر ساحل کے قریب گئے اسے دور کیا اور اسرار کو سہارہ دے کے کھڑا کیا اسرار کے ہونٹ پھٹ گئے تھے اس کے ناک سے خون آرہا تھا اور سر پر بھی گہری چوٹ لگی تھی شاہ زمان چودھری نے اپنی جیب سے

رمال نکال کے اس کے سر کی چوٹ پر رکھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یے کیا تھا ساحل بھائی کو ایسے مارتے ہیں کیا۔۔۔۔۔

اسے سمجھا دیں پھپھا سائیں میری بہن کو تھپڑ کیوں مارا اس نے۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل پھر سے اس کی طرف بڑھنے لگا تھا کی سحر نے اس کی کلائی تھام کے اسے روک لیا

کیا کہہ رہا ہے بھائی یے سچ ہے کیا۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان نے اس کی بات پے نیم بے ہوش حالت میں پڑے اسرار سے پوچھا جس پے اس نے ہاں میں سر ہلایا اور شاہ زمان چودھری نے اس کی حالت کو خاطر میں نالاتے ہوئے اس کے موں پے ایک زوردار تھپڑ رسید کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان کے تھپڑ پے اس کی رہی سہی حالت بھی خراب ہوئی تھی اور وہ بیہوش ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھپھا سائیں اس کی حالت خراب ہے آپ اسے ہو سپٹل کے جائیں پلیز

۔۔۔۔۔۔۔۔سحر ساحل کی کلائی چھوڑ کر شاہ زمان چودھری کے قریب آئی تھی اس کی بات پے شاہ زمان چودھری ان دونوں پے ایک نگاہ ڈالتا اپنے گیارہ سالہ بیٹے کو بانہوں میں اٹھا کے نیچے جیپ کی طرف چل دیے

لالا سائیں آپ بھی نیچے چلیں میرے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔سحر نے اس کی کلائی پکڑی اور

آگے بڑھی

سحر یے تمہاری گال پے نشان کیسا ہے۔۔۔۔۔۔ ثمینہ بیگم نے اس کی گال پر نشان دیکھا تو پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اسرار نے تھپڑ ماری ہے اسے۔۔۔۔۔۔۔اس سے پہلے کی سحر کوئی جواب دیتی ساحل شاہ نے جواب دے دیا

کیوں وجہ۔۔۔۔۔۔۔ ثمینہ بیگم نے پریشانی سے پوچھا

بھائی آپ اندر جائیں اور اماں سائیں آپ میرے ساتھ آئیں سحر ثمینہ بیگم کو اپنے روم میں لے آئی تھی

اماں سائیں میں ٹھیک ہوں بلکل دیکھیں مجھے کچھ نہیں ہوا اسرار نے بس ہلکی سی تھپڑ ماری تھی وہ بھی غلطی میری ہی تھی مجھے ان کی پرسنل ڈائری جو اس کے دادا سائیں نے اسے دی تھی اسے جلانا نہیں چاہیے تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ سحر نے جھکے سر سے اپنی بات کہی کیونکہ شرمندگی سے اس کا سر اوپر نہیں ہو رہا تھا آج اس کی وجہ سے اسرار کی یے حالت تھی

بیٹا سائیں ہم نے آپ کو کتنی بار منع کیا ہے کی لالا کی چیزیں نا اٹھایا کریں آپ کو پتا ہے نا اسرار لالا کو اپنے سے جڑی چیزوں سے کتنی محبت ہے پھر بھی آپ ان کی چیزیں اٹھاتی ہیں۔۔۔۔۔۔

سوری اماں سائیں۔۔۔۔۔۔

سوری ہمیں نہیں اسرار لالا سے کہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ کہاں ہے لالا

امی وہ اسرار ہو سپٹل گیا ہے۔۔۔۔ سحر کی آنکھیں بھر آئی تھی اس نے بھیگے بھیگے لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ویسے تو سحر شاہ اپنے بھائی ساحل شاہ کی طرح بہت مضبوط تھی کم ہی روتی تھی

یا اللہ خیر کیوں سب ٹھیک تو ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔ ثمینہ بیگم نے پریشانی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

اماں سائیں وہ لالا سائیں نے مارا تھا اسرار کو اور پھر پھپھا جی نے بھی زوردار تھپڑ مارا تھا انہیں ان کے چہرے سے جا بجا خون بہہ رہا تھا وہ بیہوش ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔ بہت کوشش کے باوجود بھی سحر کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔

تو بیٹا سائیں آپ نے کسی کو بتایا ہی کیوں۔۔۔۔۔انہوں نے سحر کو گلے سے لگایا جانتی تھی وہ گلٹی فیل کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اماں سائیں میں نے نہیں بتایا کسی کو بھی لالا سائیں نے دیکھ لیا تھا اور پھپھا سائیں شور سن کے اوپر آئے لالا سائیں اسرار کو مار رہے تھے تو پھپھا سائیں نے دور کیا اور پھر وجہ پوچھی مارنے کی تو لالا سائیں نے بتائی۔۔۔۔۔۔۔۔سحر اب سسکیوں کے ساتھ رونے لگی تھی

اچھا بس میری جان کچھ نہیں ہوتا یے سب تو ہوتا رہتا ہے ٹھیک ہو نگے وہ آپ فکر نا کرو۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم نے شفقت سے اس کے ماتھے پے ہاتھ پھیرے۔۔۔۔۔۔

اس کی آنکھ کھلی تو وہ اپنے روم میں بستر پر لیٹا ہوا تھا سامنے شاہ زمان شاہ بیٹھا تھا ان کے چہرے پے غصہ صاف ظاہر تھا وہ جانتا تھا اب تک گھر میں سب کو پتا چل گیا ہو گا آخر کو اس کی غلطی بھی تھی اور اسے سب سے معافی مانگنی تھی وہ واقعی میں شرمندہ تھا اپنے کیے پر اس وقت وہ غصے میں تو یے کر گیا تھا پر ابھی وہ بہت زیادہ شرمندہ محسوس کر رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسنے اپنی لیفٹ سائیڈ پے دیکھا جہاں اس کی پانچ سالہ بہن لہر

اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے مسکرا کے اسے دیکھا اور اس کے سر پر بوسہ دیا چاہے اسرار شاہ کتنا بھی اداس کیوں نا ہو پر اپنی اس چھوٹی سی بہن کو دیکھ کے وہ اپنی سب پریشانی بھول جاتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر اپنی بہن سے اتنی محبت ہے تو دوسروں کی بہنوں کی بھی عزت کرو یاد رکھو جو تم دوسروں کی بہنوں کو دو گے وہیں تمہاری بہن کو ملے گا اگر عزت دو گے تو عزت ملے گی اگر تھپڑ دو گے تو وہیں تمہاری بہن کے نصیب میں اسے واپس ملے گی۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے اسے اپنی بہن سے دلار کرتے دیکھا تو کہا۔۔۔۔ان کی بات پے اسرار چودھری کی آنکھیں نم ہوئی تھی

بابا سائیں سوری۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار چودھری ساحل کی طرح گرم مزاج اور سخت بندہ بلکل نا تھا پر آج اس سے یے غلطی کیسے ہو گئی وہ سمجھ نا پا رہا تھا

کیا ہم نے آپ کو یے سکھایا ہے کی عورتوں پر ہاتھ اٹھائیں آپ انہیں نیچہ رکھیں انہیں خود سے کمتر سمجھیں۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔

نن۔۔۔۔۔ن۔۔۔ نہیں بابا سائیں۔۔۔۔۔۔

دیکھو بیٹا سائیں بیٹیاں بہت پیاری ہوتی ہے باپ کیلئیے رحمت ہوتی ہے بچیاں ماں کا مان ہوتی ہے اڑے بیٹا بچیاں تو اپنے باپ کے مان کیلئیے اپنا سب کچھ قربان کر دیتی ہیں وہ ایک پھول کی طرح ہوتی ہیں نازک اور کھلی کھلی اور جب ہم ان کی چھوٹی چھوٹی شرارتوں پے انہیں مارنا ڈپٹنا شروع کرتے ہیں تو ان کی شرارتیں دب جاتی ہیں انہیں ہم سے ڈر لگنے لگتا ہیں وہ پر قدم ڈر ڈر کے اٹھاتی ہیں اور ایسی لڑکیاں دب جاتی ہیں وہ یے سمجھنے لگتی ہیں کی ان کے گھر کے سب لڑکے ان کے دشمن ہے اور وہ باہر اپنا محافظ تلاش کرنے لگتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔اور میں نہیں چاہتا کی میرے بیٹے سے کوئی خوف کھائے میری جان نرم رویہ رکھو ورنہ وہ مرجھا جائیں گی بہنیں بہنیں ہوتی ہیں چاہی وہ اپنی ہوں یا پرائی۔۔۔۔۔۔مجھے ساحل پے بلکل غصہ نہیں آیا کی اس نے آپ کو مارا اسے تو اور زیادہ مارنا چاہیے تھا اگر مجھے پتا ہوتا کی وہ آپ کو اس وجہ سے مار رہا ہے تو ہم اسے روکتے ہی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بابا سائیں سوری۔۔۔۔۔۔۔

کوئی بات نہیں میرا بچہ مجھے یقین ہے میرا بیٹا آگے سے ایسا کچھ نہیں کرے گا

۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر بڑے مان سے کہا اور وہ

جانتا تھا چاہے کچھ بھی ہو جائے ان کا بچہ ان کا مان ہر گز نہیں توڑے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اس کے بعد اسرار نے گھر ے ہر فرد کو منایا کیونکہ سب اس کی اس حرکت سے اس سے ناراض تھے اور ان سب کو منانے کے بعد اس نے سوچ لیا تھا کی وہ صبح جب اسکول کیلئیے جائے گا تو وہاں بھی سب کو سوری کر دے گا

لالا سائیں آپ کو بخار ہے۔۔۔۔۔۔۔لہر جو کی اسکول ڈریس میں ریڈی کھڑی تھی ساحل کو بستر میں سو یا دیکھا تو کہا صبح کا وقت تھا سحر ساحل اسد اور اسرار ایک ساتھ ہی اسکول جاتے تھے اس لیے سحر آج بھی تیار ہو کے اپنے لالا سائیں کے کمرے میں آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں سحر آپ کے لالا سائیں کو بخار ہے اس لیے آج وہ اسکول نہیں چل رہے آپ اسرار لالا کے ساتھ چلے جایئے آج۔۔۔۔۔۔۔ ثمینہ بیگم نے اپنی اس نیلی آنکھوں والی بچی کو دیکھ کے محبت سے کہا

اماں سائیں آج میں بھی نہیں جاتی نالالا سائیں بھی تو نہیں جا رہے ہیں

۔۔۔۔۔۔۔۔ سحر نے معصومیت سے کہا۔۔۔۔۔۔اس کے اس طرح سے کہنے پے

ساحل مسکرایا تھا وہ اکثر اس طرح ہی کرتی تھی ہر دوسرے دن کوئی نا کوئی بہانا

ڈھونڈتی تھی جس سے اسے اسکول نا جانا پڑے۔۔۔۔۔۔

بری بات گڑیا آپ اسکول نہیں جائینگی تو پڑھینگی کیسے آپ جائیں میری گڑیا تو بہت

اچھی ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔ ساحل نے اسے پچکارا وہ یے تو جانتا تھا کی اس کے دوست کا

غصہ اب تک ٹھنڈا ہو گیا ہو گا اور اس کے چہرے پر بھی شرمندگی عیاں تھی

اچھا لالا سائیں صرف آپ کہہ رہے ہیں اس لیے جا رہی ہوں ورنہ تو میں کبھی بھی اس

باندر کے ساتھ نا جاتی۔۔۔۔۔۔۔۔ سحر ساحل کو کہتی روم سے باہر چلی گئی۔۔۔۔اس

کے پیچھے پیچھے اسرار بھی آ گیا وہ دونوں یوسف کے گھر کے باہر کھڑے

تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ آنٹی یوسف لالا کو بلائیں ہمیں اسکول کیلئیے دیر ہو رہی

ہے۔۔۔۔۔۔ سحر نے دروازے سے ہی ہانک لگائی

پتر جی اسد تو بابا کے ساتھ شہر گیا ہوا ہے آپ لوگ جائو آج۔۔۔۔۔۔۔اسد کی دادی

نے سحر کو مسکرا کے جواب دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سحر آئی ایم سوری۔۔۔۔۔۔اسرار نے اپنے کان پکڑ کے کہا

کس چیز کیلئے سوری۔۔۔۔۔

کندھے تو ایسے اچکا رہی ہو جیسے تمہیں پتا ہی نا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں وہ تو سوری مجھے کرنا چاہیے کیونکہ غلطی میری تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔آئی ایم سوری سحر نے اپنے کان پکڑی اس سے پہلے کی اسرار کوئی جواب دیتا اس کے سر پر کسی نے ڈنڈا مارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یے بچوں کے تو آنے کا وقت ہو گیا ہے ابھی تک آئے کیوں نہیں۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم پریشانی سے ادھر ادھر ٹہل رہی تھی کیونکہ بچوں کی چھٹی ہوئے ایک گھنٹہ ہو گیا تھا پر وہ ابھی تک نا آئے تھے

کیا ہوا اماں سائیں کس لیے پریشان ہیں آپ۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اپنی ماں کو پریشان دیکھا تو پوچھا

وہ ساحل بچے ابھی تک نہیں آئے ہیں مجھے ان کی ٹینشن ہو رہی ہے پتا نہیں کہاں رہ گئے ہیں۔۔۔۔۔۔

اچھا اماں سائیں آپ فکر نا کریں میں جاتا ہوں دیکھتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ انہیں کہتا باہر نکل گیا ان کو ڈھونڈنے اور دوپہر سے شام شام سے رات ہو گئی تھی چودھری اور شاہ کے سب مردان کو ڈھونڈنے میں لگے ہوئے تھا پر ابھی تک انکا کوئی پتا نا چلا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس وقت ساحل شاہ امان شاہ وجدان شاہ اور شاہ زمان چودھری گائوں کی پچھلی طرف اس کنڈر میں آئے تھے کی شاید وہاں سے کچھ پتا چل جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ چاروں الگ الگ طرفوں میں تقسیم ہو چکے تھے ساحل شاہ بھی اس کنڈر کے دائیں طرف آیا تھا اور یہاں اس کو جو دیکھنے کو ملا تھا وہ اس کی سوچ سے کئی گنا زیادہ تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے تو ہوش ہوا اس ہی خطا ہو گئے تھے اپنی بہن کی یے حالت دیکھ کے۔۔۔۔۔۔۔اسے سحر کے قریب ہی اسرار کی چین پڑی ملی تھی پر وہ کہیں نا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔بابا سائیں تایا سائیں پھپھا سائیں یہاں آئیں۔۔۔۔۔۔ساحل نے پورے جنوں سے انہیں پکارا تھا اور ساحل کی پکار پے وہ سب وہاں آئے تھے پر سحر

کی یے حالت دیکھ کے وجدان شاہ وہیں دل کو پکڑ کے رہ گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لالا سائیں کیا ہوا لالا سائیں۔۔۔۔۔۔امان شاہ نے وجدان شاہ کی بگڑتی حالت دیکھی تو کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ زمان بھائی اور ساحل سحر کو چادر اوڑھا اور گاڑی میں لے آئو شاید اس کی سانسیں چل رہی ہو لالا سائیں کی طبعیت بہت زیادہ خراب ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔امان شاہ انہیں کہتا گاڑی کی طرف بڑھ گیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس وقت سارا شاہ خاندان اور چودھری خاندان ہاسپٹل میں تھے یہاں پہنچتے ہی ڈاکٹر نے انہیں بتادیا تھا کی سحر زندہ نہیں ہے اور باقی سب آپریشن تھیٹر کے باہر کھڑے تھے اندر وجدان شاہ تھا اور گھرے صدمے کی وجہہ سے ان کی کنڈیشن کافی سیریس تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر ڈاکٹر میرے بابا سائیں کیسے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر آپریشن تھیٹر سے باہر نکلا تو ساحل نے جلدی سے ان سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سوری ہم انہیں بچا نہیں پائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہیں رک جایئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس وقت سب وجدان شاہ اور سحر کے جنازے پر تھے جب چودھری اس طرف آئے تو ساحل نے انہیں وہیں رکنے کا کہا اور انکی طرف گیا اسکے ساتھ امان شاہ سرتاج شاہ معراج شاہ اور احسان شاہ بھی اس طرف گئے

آپ لوگوں کو کوئی حق نہیں ہے میرے بابا یا میری بہن کے جنازے میں آنے کا آپ کا بیٹا اسرار چودھری قاتل ہے میری بہن کا۔اور میرے بابا کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یے کیا کہہ رہے ہو ساحل بیٹا۔۔۔۔۔۔۔۔ایسا نہیں ہے اسرار کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔۔اپنے بچے کے نام ایسا الظام سن کے شاہ زمان چودھری تو تڑپ ہی اٹھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے بھی یہیں لگا تھا شاہ زمان چودھری پر اس نے بس اس چھوٹی سی غلطی کیلیئے میری

معصوم بہن کا قتل کر دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایسا نہیں ہے ساحل بیٹا۔۔۔۔۔شاہ زین چودھری اس بار آگے بڑھے تھے

فلوقت چلے جایئے آپ سب یہاں سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔باقی رہی بات اسرار ارسلان چودھری کی تو وہ تو میرے ہاتھوں ہی مرے گا

اور ان سب کے بعد پنچائت کے مطابق خون بہا تو کرنا تھا کیونکہ ساحل شاہ تو کسی صورت بھی معاف نہ کرنے والا تھا اور ان کے گھر میں لہر کے علاوہ کوئی لڑکی نا تھی اور اس دن لہر اور ساحل شاہ کا نکاح ہو گیا تھا اور پنچائت کے مطابق آج سے ٹھیک بیس سال بعد وہ ان کے گھر جائیگے اور یے فیصلہ احسان شاہ کا تھا

باباسائیں۔۔۔۔۔باباسائیں۔۔۔۔دن کے ایک بجے کا وقت ہو رہا تھا جب شاہ زمان چودھری ڈیرے پے تھے کی اسرار شاہ دوڑتا ہوا ان کے پاس آیا شاہ زمان چودھری نے سب سے پہلے اسرار کو اپنے سینے سے لگایا تھا

کہاں تھے میرے بچے کہاں رہ گئے تھے جانتے ہیں آپ ہم سب کتنا پریشان ہو گئے

تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

باباسائیں سحر کیسی ہے باباسائیں۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے سوال پے شاہ زمان چودھری کی نظریں جھکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

باباسائیں بتائیں سحر کیسی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ان کی طرف سے کوئی جواب نا ملنے پر اسرار نے دوبارہ پوچھا اور پھر شاہ زمان چودھری نے اسے سب بتایا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

باباسائیں ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ تو جب ہم اسکول جا رہے تھے تو نجانے کس نے میرے سر پر کچھ مارا تھا اور میں بیہوش ہو گیا پھر جب میری آنکھ کھلی تو میں کسی جگہ بند تھا باباسائیں میں جیسے تیسے وہاں سے بھاگ کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے یقین تھا اسرار چودھری تم اپنے گھر والوں سے ملنے ضرور آئو گے اس لیے تو میں نے سب پے نظر رکھی ہوئی تھی تم نے میری بہن کو قتل کیا نا تمہاری وجہ سے میرے بابا کا قتل ہو گیا تمہاری وجہ سے میری ماما بستر کی ہو کے رہ گئے زندگی برباد کر کے رکھ دی تم نے میری پر فکر مت کرو آج تم میرے ہاتھوں ہی

مرو گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ کی آنکھیں اس وقت بہت زیادہ لال تھی ساحل

نے اسرار کا غریبان پکڑ کے کہا

چھوڑو ساحل شاہ میرے بیٹے نے کچھ نہیں کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان شاہ نے اسرار کو اس کے شکنجے سے آزاد کرانا چاہا پر اسرار کی بات پے وہ وہیں رکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل شاہ تمہیں کیا لگتا ہے میں نے قتل کیا ہے اڑے جتنی وہ تمہیں پیاری تھی اتنی ہی وہ مجھے بھی پیاری تھی ساحل بچپن کے ساتھی ہے ہم پر افسوس تم مجھے اتنا بھی سمجھ نا پائے۔۔۔۔مارنا چاہتے ہو نا مجھے اگر مجھے مارنے سے تمہیں سکون ملے گا تو مارو مجھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار شاہ سیناتان کے اس کے سامنے کھڑا تھا اس کی باتوں نے ساحل کے غصہ کو اور ہوا دی تھی اس نے اپنی گن نکالی اور اسکی طرف کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل کچھ بھی کرنے سے پہلے ایک بار سوچ لے ایسا نا ہو سچ سامنے آنے پے پچھتانا پڑے تمہیں یار اسرار ایسا نہیں کر سکتا وہ نہیں مار سکتا سحر کو ایک بار اور سوچ لے ایسا نا ہو کی تو ایک بے گناہ کو مار دے۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اس کے کندھے پے ہاتھ رکھ کے اسے ایک بار اور سمجھانا چاہا پر ساحل شاہ نے اس کی باتوں کو خاطر میں نا لاتے ہوئے گن میں موجود ساری گولیاں اسرار کے سینے پے چلا دی

۔۔۔۔۔۔اس بات کی توقع ناتو اسرار کو تھی ناہی شاہ زمان چودھری کو۔۔۔۔۔۔۔تم اس سے بھی بری موت ڈزرو کرتے تھے پر کیا کروں نہیں دے پایا۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ اسرار سے کہتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بس بیٹا سائیں اس کے بعد یے ایک گائوں دو میں تبدیل ہو گیا اور یہاں کے لوگوں کے دلوں میں ایک دوسرے کیلئیے نفرت پیدا ہو گئی اور ساحل شاہ ہمیشہ کیلئیے ایک بے رحم انسان بن کے رہ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ماضی بتاتے ہوئے احسان شاہ کی آنکھوں سے آنسو گرے تھے خیر یہاں موجود اریزے اور عمیر کی آنکھیں بھی نم ہو گئی تھی اب اریزے سے وہاں رہنا محال ہو گیا تھا اس لیے وہ وہاں سے چلی گئی کیونکہ اب وہ اپنے آنسو اور نہیں روک سکتی تھی

لہر سائیں آپ کی پیکنگ ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار اس کے روم میں آیا تھا وہ جو ابھی تک سب کی پکس دیکھ رہی تھی شہریار کی آواز پے آنکھوں میں آئی نمی صاف کی اور اس پک کو اپنے بریف کیس میں رکھ کے شہریار کی طرف آئی

جی لالا سائیں ہو گئی میری پیکنگ اب چلیں ہم۔۔۔۔۔۔۔لہر اسے کہتی اپنا بیگ اٹھانے لگی

رہنے دو میں اٹھالو نگا آپ جائیں نیچے سب سے مل لیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار اس کا ہاتھ بیگ سے ہٹاتا خود اٹھانے لگا

لالا سائیں۔۔۔۔۔۔لہر اس کے گلے لگ کے رونے لگ گئی بہت کوشش کے بعد بھی وہ برداشت نا کر پائی تھی اگر کچھ دن کی بات ہوتی تو بھی ٹھیک تھا لیکن یے لوگ تو اسے ہمیشہ کیلئیے بھیج رہے تھے اپنے گھر اپنے شہر اپنے وطن سے دور۔۔۔۔۔۔۔۔

بس لہر سائیں اب اور نا روئیں طبعیت خراب ہو جائے گی آپ کی۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے اپنی آنکھوں میں آئی نمی صاف کی اور اس کو آگے کر کے اس کے بھی آنسو پونچھیں اور اسے اپنے سامنے بیڈ پے بٹھایا اور اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے۔۔۔۔۔۔۔۔بس میری گڑیا بی بریو آپ کمزور نہیں ہو میری جان زندگی میں ایسے بہت سے مواقعہ آتے ہیں جہاں ہمیں ناچاہتے ہوئے بھی وہ کرنا پڑتا ہے جو ہم نہیں کرنا چاہتے زندگی ہر وقت ایک جیسی نہیں ہوتی میری ڈول کچھ حالات اور مشکلات ایسے ہوتے ہیں جہاں ہمیں آگے بڑھنا پڑتا ہے لڑنا پڑتا ہے پر کچھ حالات ایسے ہوتے ہیں جہاں ہمارا خاموش رہنا ہی بہتر ہوتا ہے میری جان تم اپنا خیال رکھو بس سب اس اللہ پے چھوڑ دو وہ رحیم کریم ہے وہ ہمیں ستر مائوں سے زیادہ محبت کرتا ہے

کبھی ہمارے ساتھ برا نہیں ہونے دے گا اس لیے اس نے جو بھی تمہاری تقدیر میں لکھا ہے نا وہ ضرور بہتر ہو گا اس لیے تم بھی اس کے فیصلے پے خوش خوش رہو اور یقین رکھو اگر یقین کامل ہو تو کچھ بھی ناممکن نہیں۔۔۔۔۔۔چلو اب اٹھو اور جا کے موں دوھو پھر ہمیں جانا بھی ہے دیر ہو رہی ہے فلائٹ لیٹ ہا جائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار کے کہنے پے وہ اٹھی اور واشروم چلی گئی موں دھونے۔۔

چلیں لالا سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے آ کے شہریار سے کہا لہر نے اپنے چہرے پے زبردستی مسکان سجائی ہوئی تھی تا کی کوئی پریشان نا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمم ویری گڈ میری جان۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے اس کے ماتھے پے بوسہ دیا اور وہ دونوں نیچے آ گئے جہاں سب ان کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔۔۔لہر سب سے پہلے شاہ زین کے قریب آئی تھی۔۔۔۔دادا سائیں آپ اپنا خیال رکھیے گا میں آپ کو بہت مس کرو نگی اور میرے لیے زیادہ پریشان مت ہویئے گا آپ دادا سائیں اینڈ سوری کی میں آپ کا ڈریم پورا نہیں کر پائی سوری دادا سائیں ریئلی سوری پر ان شاءاللہ اللہ نے چاہا تو بہت جلد آپ کا یے خواب بھی میں پورا کرو نگی دادا سائیں بہت جلد۔۔۔۔۔۔۔۔لہر زشاہ زین چودھری کے گلے لگ کے کہتے پھر ان سے دور ہٹی کیونکہ اگر کچھ وقت اور

وہ اپنے دادا سائیں کے پاس رہتی تو جو اتنے وقت کی ہمت تھی وہیں ڈھیر ہو جاتی اور رونے لگ جاتی۔۔۔۔۔۔۔

دادی سائیں آپ بھی اپنا خیال رکھنا اور ہاں آج ایک سیکرٹ بتائوں آپ کو آپ مجے دادا سائیں سے زیادہ اچھی لگتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔لہر نے مسکرا کے ثریا بیگم کو کہا جس پے انہوں نے اس کے ماتھے پے پیار سے چپیت ماری اور پھر اس کی پیشانی کو چوما

تایا سائیں اور تائی سائیں آپ دونوں نے تو ہمیشہ مجھے اماں سائیں اور ابا سائیں سے زیادہ محبت دی ہے آپ لوگ مجھ سے ملنے مہینے میں ایک بار ضرور آئینگے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر ان دونوں کے گلے لگتے زبیر اور رقیہ کی طرف بڑھ گئی۔۔۔۔۔

لالا سائیں اور بھابھی سائیں آپ لوگوں نے کبھی بھی مجھے سرد ہوا تک نا لگنے دی آئے لو بوتھ آف یو سوچ۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہیر بھائی آئی آلسو لو یو سوچ میرے سائے کی طرح ساتھ رہے ہیں آپ اور شہریار بھائی نے ہر وقت میرا ساتھ دیا اسد اور احد جب بھی میں اداس ہوئی آپ دونوں نے مجھے خوش کیا آپ دونوں کے ساتھ رہ کے مجھے میرا بچپن دوبارہ جینے کو ملا ہے میں بہت زیادہ لکی ہوں کی مجھے آپ سب جیسے بھائی ملے ہیں آئے لو آل آف یو اینڈ مجھے یقین ہے جیسے یہاں آپ لوگ ہر وقت میرے ساتھ

رہے ہیں وہاں بھی رہیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا سائیں سب سے لیا اپنے بابا سائیں سے نہیں ملیں گی کیا۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے اس کے سامنے بازو پھیلائے اور لہر جلدی سے ان کے گلے لگ گئی اتنی دیر سے روکے آنسو اس کی آنکھوں سے بہنا شروع ہو گئے تھے باپ اس دنیا کا سب سے مضبوط سہارا ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بس میرا بچہ ہمارا وعدہ ہے آپ سے کی بس کچھ وقت آپ وہاں رہ لو پھر آپ کے پاس ہم بھی آجائینگے بہت جلد بس کچھ وقت رہ لیں آپ۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے اس کے ماتھے پے اپنے لب رکھے اور اس کی آنکھوں میں آئے آنسو صاف کیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بابا سائیں اماں سائیں کہاں ہیں۔۔۔۔۔۔لہر نے ان سب میں امامہ بیگم کو نا پا کر اس نے پوچھا

وہ اپنے روم میں ہے آپ کو ایسے نہیں دیکھ سکتی اس لیے نہیں آئی۔۔۔۔۔۔۔

بابا سائیں میں مل آئوں ان سے۔۔۔۔

نہیں میری جاں آپ جائیں ابھی نہیں ملیں آپ کو دیر ہو رہی ہے اور ہم نہیں چاہتے اسے دیکھ کے آپ کمزور پڑیں ہم ان کو بہت جلد ملانے لے آئیں گے آپ سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جائو شہریار بہن کو دیر ہو رہی ہے لے جائو اسے۔۔۔۔۔۔اور جائو میرا بچہ خوش رہنا خیال رکھنا اپنا اور ہاں یے بات ہمیشہ یاد رکھنا کی آپ کے ماما بابا کی جان بستی ہے آپ میں وہ آپ کے بغیر نہیں رہ سکتے آپ ان کیلئیے سب کچھ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان شاہ کے کہنے پے لہرنے ہاں میں گردن ہلائی اور شہریار کے پیچھے چل کے آ کے اپنی جیپ میں بیٹھ گئی اور بچپن سے لے کر اب تک کا گذارا سارا وقت اس کو یاد آنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اماں سائیں۔۔۔۔۔۔عمر کچن میں آیا تھا انیسہ بیگم سے بات کرنے پر یہاں سب کو دیکھ کے وہ انیسہ بیگم کو اپنے روم میں آنے کا کہہ کے اپنے روم میں آ گیا اور کچھ وقت بعد انیسہ بیگم اس کے روم میں اس کیلئے کافی لے کے آ گئی اسے لگا شاید اسے کافی پینی ہو گی اس لیے بلایا۔۔۔۔۔۔

اماں سائیں آپ نے بابا سائیں سے بات کی۔۔۔۔۔۔عمر نے بے تابی سے پوچھا۔۔

کس بارے میں بیٹا سائیں۔۔۔۔۔۔۔انیسہ بیگم جان بوجھ کر انجان بنی وہ چاہتی تھی کہ عمر یے سب بھول جائے اور اریزے سے شادی کر لے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہو اماں سائیں اس لڑکی کے باری میں۔۔۔۔

ہاں کی تھی۔۔۔۔۔

تو کیا کہا بابا سائیں نے کب رشتہ لے کے جا رہے ہیں آپ لوگ ان کے گھر۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا سائیں سر تاج سائیں نے انکار کر دیا۔۔۔۔۔۔۔۔

پر کیوں اماں سائیں۔۔۔۔۔۔۔انیسہ بیگم کی بات پے عمر کا رنگ غصے سے سرخ پڑا تھا۔۔۔۔

دیکھیں بیٹا سائیں ہم نے آپ سے پہلے ہی بتایا تھا کی وہ نہیں مانیں گے نجانے لڑکی کہاں سے ہے کس ذات کی ہے کچھ پتا نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ان کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی عمر باہر کی طرف نکل گیا تھا

عمر۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمر۔۔۔۔۔۔۔۔عمر کہاں جا رہے ہو سن تو لو

عمر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔انیسہ بیگم اس کے پیچھے چلائی تھی

نجانے اور کتنا ذلیل کرائے گا یے لڑکا۔۔۔۔۔۔۔۔انیسہ بیگم اس کے پیچھے بڑبڑائی تھی

کیا ہوا اماں سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر جو کی ابھی شاہ سائیں کو رلیکس کر کے میڈیسن دے کے اپنے روم کی طرف جا رہا تھا انیسہ بیگم کو چلاتے دیکھا تو اس طرف آگیا

کیا ہونا ہے بیٹا نا جانے اور کتنا ذلیل کرائے گا تمہارا یے بھائی۔۔۔۔۔۔۔۔چلانے کی وجہ سے ان کی سانس پھول رہی تھی کیونکہ ان کو پہلے ہی استھما کی پرابلم تھی

اچھا اماں سائیں پہلے یہاں آئیں بیٹھیں اور لیں پانی پییں۔۔۔۔۔۔عمیر نے انہیں پاس پڑے صوفے پے بٹھایا اور پانی کا گلاس تھمایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور خود ان کے قریب نیچے بیٹھ گیا۔۔۔۔اچھا اماں سائیں اب بولیں کیا کر دیا ہے پھر سے عمر نے۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے چہرے پے مسکراہٹ سجا کر ان سے پوچھا

بیٹا سائیں ہونا کیا ہے تمہارا بھائی شادی کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہو اماں سائیں تو اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے کر دیں نا بھائی کی

شادی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا سائیں شادی سے مسئلہ نہیں پر پتا نہیں کس سے کرنا چاہتا ہے بیٹا سائیں نجانے کس خاندان سے تعلق رکھتی ہے وہ میں تو کہتی ہوں کی اریزے سے کرلے کتنی سلجھی لڑکی ہے پر میری سنتا کون ہے بیٹا سائیں۔۔۔۔۔انیسہ بیگم تو اپنی بات کہہ کے وہاں سے جا چکی تھی پر اریزے کی شادی کا سن کے عمیر تو شاک ہی ہو گیا تھا اسے تو اپنے کانوں پے یقین نہیں آرہا تھا کی اس نے جو سنا ہے وہ سچ ہے وہ جلدی سے وہاں سے اٹھا اور باہر کی طرف گیا اریزے۔۔۔۔۔۔۔اریزے۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اوپر سے ہی اریزے کو بلا رہا تھا اسکی آواز پوری حویلی میں گونج رہی تھی

اریزے جو کی ابھی نہا کے آئی تھی اپنے بال سکھا رہی تھی عمیر کے اس طرح بلانے پے جلدی سے سر پر دوپٹہ اوڑھ کے باہر کی طرف چل دی۔۔۔۔۔۔

جی جی بولیں۔۔۔۔۔۔اریزے جلدی سے اس کے پاس آ کے بولے

میرے روم میں آئو پانچ منٹ کے اندر مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔۔ عمیر اریزے سے کہتا اپنے روم کی طرف چل دیا اور اریزے بھی اس کے پیچھے پیچھے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا کے چلنے لگی اور اس کے روم میں آ کے اس کے سامنے کھڑی

ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شادی کرو گی مجھ سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمیر نے بغیر کوئی تمہید باندھے اپنی بات کہہ دی۔۔۔۔۔۔۔اس کی بات پے اریزے اُنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی وہ تو اس کی اس طرح سے بے باکی سے کہنے پے حیران سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

بتائو۔۔۔۔۔۔اس کی طرف سے کوئی جواب نا پا کر عمیر نے اس کے قریب آ کر اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہیں کی شادی کرو گی مجھ سے تم یا نہیں۔۔۔۔۔۔۔ عمیر نے اس کی بڑی بڑی آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈال کے پوچھا

جیسا اماں ابا چاہیں۔۔۔۔۔۔اسے تو سمجھ ہی نا آ رہا تھا کی وہ کیا جواب دے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نے تمہاری مرضی پوچھی ہے اریزے مجھے ہاں یا نا میں جواب دو بولو کرو گی مجھ سے شادی یا نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی جی۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے بس اتنا کہتی جلدی سے وہاں سے نکلی پر اس کے جواب پے عمیر نے سکون کا سانس لیا آج جب انیسہ بیگم نے اریزے کی کسی اور سے شادی کی بات کی تھی اسے ایسا لگا تھا جیسے کسی نے اس کی روح کو ٹھیس پہنچائے ہو پر ابھی اس نے سکون کی سانس لی تھی اور سوچ لیا تھا کی آج ہی وہ سر تاج شاہ سے بات کرے گا کی وہ اریزے سے شادی کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔

بابا سائیں مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔عمر سر تاج شاہ کے ڈیرے پر آیا تھا وہ وہاں کچھ لوگوں کے ساتھ بات کر رہے تھے پر وہ ہمیشہ کی طرح پرواہ کیے بغیر انکی طرف آیا تھا

عمر گھر جائو ہم شام میں بات کر لینگے۔۔۔ سر تاج شاہ کو اس کی اس حرکت پے غصہ آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں بابا سائیں مجھے ابھی اسی وقت آپ سے بات کرنی ہے اور آپ کو مجھ سے بات کرنی ہو گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی بات پے سر تاج شاہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر انتظار کریں میں آتا ہوں۔۔۔۔۔ سر تاج شاہ ان کو کہتا عمر کے ساتھ سائیڈ پے آ گیا

عمر اب بولو کیا بات کرنی ہے جو تھوڑا سا بھی انتظار نہیں کر سکتے

تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سر تاج شاہ ہلکی آواز میں اس پے غرایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بابا سائیں میں نے شادی کرنی ہے۔۔۔۔۔۔

دیکھو عمر ہم اس بات کا جواب آپ کی ماں کو دے چکے ہے انہوں نے آپ کو بتایا ہی ہو گا اور اب اس معاملے میں اور بے حس نہیں چاہتے۔۔۔۔۔۔۔ سر تاج شاہ اسے کہہ کے جانے کیلئیے مڑا

بابا سائیں وہ لڑکی خاندانی ہے لہر چودھری نام ہے اس کا اور یے رہی اس کی تصویر۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سر تاج شاہ جانے کیلئیے مڑے تھے کی لہر کا نام سن کے مڑے اور جب انہوں نے تصویر اٹھا کے دیکھی تو ششدر ہی رہ گئے۔۔۔۔۔۔۔۔

بابا سائیں پیاری ہے نا۔۔۔۔۔ مجھے اسی سے شادی کرنی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمر نے ان کو تصویر میں کھو یا دیکھا تو کہا اور عمر کی بات پے سر تاج شاہ کا ہاتھ اس کی گال پے نشان

چھوڑ چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔عمر نے ان کی اس حرکت پے حیرت سے انہیں دیکھا

خبر دار جو اس کا نام دوبارہ اپنی زبان پر لائے تم تو اور ہاں اس کی طرف دوبارہ کبھی دیکھنا بھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔سر تاج شاہ اسے کہتا وہاں سے چلا گیا اور وہ ابھی تک حیران تھا کی اس نے ایسا کیا کہہ دیا تھا کی انہوں نے اس پر ہاتھ اٹھا دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل شاہ ابھی کام سے فری ہو کے آ کے چارپائی پے بیٹھا تھا جب اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو لہر کا دیا گیا وہ تحفہ نکالا اس نے اسے اوپن کیا تو اس میں ایک چین ٹائپ بریسلیٹ تھا جس سے ایک چھوٹی سی چابی لٹک رہی تھی۔۔۔۔۔وہ ابھی اس گفٹ کو دیکھ رہا تھا کی کوئی بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا

چھوٹے شاہ سائیں۔۔۔۔۔۔چھوٹے شاہ سائیں۔۔۔۔وہ بندہ لمبے لمبے سانس لیتا اسے پکار رہا تھا شاید وہ یہاں بھاگ کے آیا تھا اور اس لیے اس کی سانس پھول گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

کیاہوا کریم سب خیریت تو ہے تم ایسے بھاگتے بھاگتے کیوں آئے ہو۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے جلدی سے وہ بریسلیٹ اپنی کلائی میں پہنااور اس بندے کو پانی تھمایا

نہیں سائیں نہیں کچھ ٹھیک نہیں ہے وہ چودھری لہر کو ہمیشہ کیلئیے امریکا بھیج رہے ہیں سائیں آپ سے چھپانے کیلئیے۔۔۔۔۔۔۔۔اور یے رہی اس لڑکی کی تصویر۔۔۔۔۔۔۔۔کریم نے اپنی بات کہہ کے اس کی طرف تصویر بڑھائے ۔۔۔۔۔۔۔۔اور خود پانی پینے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل نے اس کے ہاتھوں سے تصویر لی اور اس تصویر کو دیکھتے ہی ساحل شاہ کے تو سات طبق روشن ہوگئے تھے مطلب وہ لڑکی جس کے ساتھ اس نے بات کی جس کے ساتھ اس کا مسکرانے کو دل کرتا تھا وہیں لہر تھی۔۔۔۔۔۔۔۔کریم یہی لڑکی لہر ہے یقین ہے تمہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی جی سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی بات ساحل نے ایک نظر اور اس تصویر کو دیکھا اور پھر اپنی جیپ کی طرف بڑھ گیا چاہے جو بھی ہو پر اسے روکنا تھا جانے سے۔۔۔۔۔۔۔۔

لہر پکانا میں چلا جائوں۔۔۔۔۔۔۔شہر یار نے اس سے پھر سے کنفرم کیا کیونکہ وہ اسے بار بار کہہ رہی تھی کی وہ چلا جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی ہاں بھائی آپ چلے جائیں۔۔۔۔۔۔۔آپ کو یہاں دیکھ کے میں کمزور نہیں پڑنا چاہتی پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا میری جان ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں آپ اپنا خیال رکھنا اور بی بریو میری جان ۔۔۔۔۔۔۔شہر یار اس کے سر پر ہاتھ رکھ کے وہاں سے چلا گیا کیونکہ وہ اسے کمزور نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اڑے یوسف بیٹا تم یہاں۔۔۔۔۔۔۔ادھر آ بیٹھ میرے پاس۔۔۔۔۔۔۔۔سکینہ بیگم نے جب یوسف کو حویلی کے اندر داخل ہوتے دیکھا تو اسے اپنے پاس بلایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی شاہ بیبی بس دل کیا تو آ گیا میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف ان کے پاس آ کے بیٹھ گیا

ہائے ماں صدقے میرے بچے تو۔۔۔۔۔۔۔شانزے چائے ناشتہ لے آ لالا

کیلئیے۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے یوسف کو محبت سے دیکھنے کے بعد شانزے کو آواز دی۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی لالا ہی بنانا تھا کچھ اور بنا لیتی تو ٹھیک تھا۔۔۔۔۔شاہ جی کے لالا کہنے پے یوسف نے موں بنایا اور اپنے دل میں اس وقت کو کوساجب یہاں آیا تھا۔۔۔۔۔۔

شاہ بیبی ساحل کہاں ہے مجھے اس سے ملنا ہے۔۔۔۔۔۔یوسف نے ادھر ادھر نظریں دوڑائی کی شاید اپنے محبوب کا چہرہ نظر آجائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا سائیں آجائے گا وہ بھی بس ابھی تو پنچائت میں ہو گا کچھ پل ہمارے ساتھ بھی بیٹھ جایا کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ بیبی کے کہنے کی کچھ دیر بعد ہی شانزہ اس کیلئیے چائے ناشتہ لے آئی اس نے نظر اٹھا کے شانزے کو دیکھا جس نے ریڈ اور گولڈن پنجابی سوٹ پہنا ہوا تھا سر پر دوپٹہ تھا اس کی بھوری آنکھوں میں سرما تھا وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔یوسف نے بمشکل اس پر سے نظریں ہٹائیں۔۔۔۔۔۔اور اس کے بعد وہ شاہ بیبی سے باتوں میں مصروف ہو گیا

لہر۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر جو کی اپنے ہاتھ میں موجود اس بریسلیٹ کو دیکھ رہی تھی جس کے

اندر ایک لوک تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اپنے پاس ساحل کی آواز سن کے اس نے چہرہ اوپر کیا ساحل اس کے سامنے کھڑا تھا اسے اپنی آنکھوں پے یقین نہیں تھا ہو رہا کی ساحل شاہ نہ صرف اس کے سامنے کھڑا تھا بلکے اسے پکار بھی رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے دیکھنے پے ساحل شاہ نے اس کی کلائی پکڑی اور اسے اپنے ساتھ لے جانے لگا لہر کو تو کچھ سمجھ نا آرہا تھا کی یے کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ کہاں لے جا رہے ہیں کچھ بتائیں گے مجھے۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ساحل سے کہا لہر کی کلائی اس کی گرفت میں تھی جو کی وہ چاہا کے بھی نہیں چھڑا پا رہی تھی اسے تو سمجھ نا آرہا تھا کی وہ اسے بغیر کچھ بتائے ایسے ہی کہاں لے کے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

کچھ بتائیں گے آپ ہمیں کہاں لے کے جا رہے ہیں میری فلائٹ کو دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ایک بار پھر اپنی کلائی کو اس کی گرفت سے آزاد کروانا چاہا تھا اس کی بات پے ساحل شاہ نے اسے دیکھا تھا ساحل کی آنکھیں اس وقت غصے سے لال تھی جنہیں دیکھ کے لہر کو خوف محسوس ہونے لگا

کیا لگتا ہے تمہارے ان گھر والوں کی امریکا بھیج کے وہ تمہیں مجھ سے بچا لینگے ہر گز نہیں ساحل شاہ کی بیوی ہو تم تم پے پورے حقوق رکھتا ہے ساحل شاہ ایسے کیسے بھیج سکتے

ہیں تمہیں کہیں ہر گز نہیں کچھ درد تو انہیں بھی سہنا ہو گا جو اذیت میں پچھلے بیس سالوں سے سہہ رہا ہوں اب انہیں بھی سہنی پڑیگیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ کہاں لے جا رہے ہیں کچھ بتائیں گے مجھے۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ساحل سے کہا لہر کی کلائی اس کی گرفت میں تھی جو کی وہ چاہا کے بھی نہیں چھڑا پا رہی تھی اسے تو سمجھ نا آ رہا تھا کی وہ اسے بغیر کچھ بتائے ایسے ہی کہاں لے کے جا رہا تھا۔۔۔۔۔

کچھ بتائیں گے آپ ہمیں کہاں لے کے جا رہے ہیں میری فلائٹ کو دیر ہو رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ایک بار پھر اپنی کلائی کو اس کی گرفت سے آزاد کروانا چاہا تھا اس کی بات پے ساحل شاہ نے اسے دیکھا تھا ساحل کی آنکھیں اس وقت غصے سے لال تھی جنہیں دیکھ کے لہر کو خوف محسوس ہونے لگا

کیا لگتا ہے تمہارے ان گھر والوں کی امریکا بھیج کے وہ تمہیں مجھ سے بچا لینگے ہر گز نہیں ساحل شاہ کی بیوی ہو تم تم پے پورے حقوق رکھتا ہے ساحل شاہ ایسے کیسے بھیج سکتے ہیں تمہیں کہیں ہر گز نہیں کچھ درد تو انہیں بھی سہنا ہو گا جو اذیت میں پچھلے بیس سالوں سے سہہ رہا ہوں اب انہیں بھی سہنی پڑیگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ لہر کو لے کے جیپ کی طرف آیا اور ایک ہاتھ ڈے اس کی کلائی پکڑی ہوئی تھی اور

دوسرے سے ڈرائیو کر رہا تھا اس کی گرفت اتنی سخت تھی کی لہر کو اپنی کلائی کی ہڈی ٹوٹتی محسوس ہوئی اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔۔۔آج ساحل شاہ کیا کہہ رہا تھا کیا کر رہا تھا اسے تو کچھ سمجھ نا آرہا تھا اس دن جب لہر تھوڑا سا اداس تھی تو وہ اس سے پوچھنے آیا تھا کی کیوں اداس ہے جب کی تب تو وہ انجان تھا پھر بھی اتنی پرواہ اور آج جب وہ کوئی رشتہ بھی بتا رہا تھا تب بھی اسے اس کی کوئی پرواہ نا تھی اس کی آنکھوں سے بہتے آنسوئوں کو نظر انداز کر رہا تھا

چھوڑو میرا ہاتھ مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔لہر نے ایک بار پھر سے اس کے ہاتھ سے اپنی کلائی چھڑوانے کی کوشش کی تھی کیونکہ اسے لگ رہا تھا کی اگر اب ایک منٹ اور اس کی کلائی اس کی گرفت میں رہی تو اس کی ہڈی ضرور ٹوٹ جانی تھی

نہیں مسز لہر شاہ اب تو تمہیں یے درد پوری زندگی برداشت کرنا ہے تم بس اتنے میں تھک گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اپنی غصے سے لال آنکھیں اس کی کالی آنکھوں میں دیکھ کے کہا۔۔۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں وحشت دیکھ کے ایک پل کیلئیے تو لہر کا دل تک کانپ کے رہ گیا پر پھر خود کو کومپر ومائز کر کے اس نے پھر سے اس سے بات کی۔۔۔۔۔۔دیکھو میں

نہیں جانتی آپ کو آپ ایسے کیسے زبردستی مجھے کہیں بھی لے جا سکتے ہیں چھوڑیں مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لگتا ہے آپ کو شاہ زمان چودھری نے کچھ نہیں بتایا پر کوئی بات نہیں لہر چودھری ساحل شاہ تمہیں سب بتا دے گا تمہارے ان گھر والوں کو کیا لگتا ہے کی تم سے سچ چھپا کے اور تمہیں کہیں دور بھیج کے مجھ سے بچا لیں گے تو یے ان کی بھول ہے تم ساحل شاہ کا انتقام ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھیں مسٹر اتنی دیر سے میں آپ کی باتیں سن رہی ہوں پر اب نہیں چھوڑو مجھے آپ کو کوئی حق نہیں ایسے مجھے کہیں لے جانے کا۔۔۔۔۔۔۔لہر اب تک تو برداشت کر رہی تھی پر اب جب بات اس کے گھر تک آ گئی تھی تو اس سے برداشت نا ہوا اور اس نے بھی غصے سے کہہ دیا

اب چپ رہو اب کوئی بھی آواز نا آئے مجھے یقین نہیں آ رہا نا تمہیں تو ٹھیک ہے چل کے اپنے باپ دادا سے پوچھ لو شاید یقین آ جائے تمہیں کی تم خون بہا میں آئی ہو اور ایک ونی ہو تمہارے بھائی اسرار ارسلان چودھری نے میری بہن کی عزت پے ہاتھ ڈال کے پھر قتل کر دیا یقین نہیں ہے نا تمہیں تو چل کے پوچھ لینا اپنے گھر والوں سے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ کی بات پے لہر کے تو سر پے ساتوں آسمان آ گرے تھے یے کس بھائی کی بات کر رہا تھا

دیکھیں میرا کوئی بھائی نہیں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے سو پلیز لیو مائے ہینڈ۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہ تو اس کا مطلب کے ان چودھریوں نے تمہیں تمہارے بھائی کا بھی نہیں بتایا ۔۔۔ چچچچچچچ افسوس ہوا خیر بتاتے بھی کیا اس بے غیرت کے بارے میں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

او مسٹر اب ایک لفظ نہیں کتنی دیر سے تمہاری بکواس سن رہی ہوں بی ہیوان یور لمٹس مسٹر ساحل شاہ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہاہاہاہا۔۔۔۔سچ کڑوا ہی ہوتا ہے لہر چودھری۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے اپنی جیپ چودھریوں کے حدود میں داخل کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کسی بھی ایرے غیرے کے کہنے سے کوئی بات سچ نہیں ہو جاتی اور اگر ایسا کچھ ہوتا تو میرے بابا سائیں اور دادا سائیں سب سے پہلے بتاتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی باتیں لہر کے دل کو زخمی کر رہی تھی انسان جس سے اتنی محبت کرتا ہو اس کے موں سے ایسے

الفاظ سننا آسان نہیں ہوتا

اچھا تو بتائو لہر چودھری کیوں بھیج رہے ہیں تمہیں امریکا وجہ کیا ہے تم اپنی پڑھائی تو مکمل کر چکی ہو نا تو کیوں کس لیے کیوں تمہیں خود سے دور کر رہے ہیں کیا تمہیں اپنے ساتھ نہیں رکھنا چاہتے آخر وجہ کیا ہے پتا ہے تمہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل کے اس سوال پے لہر خاموش ہو گئی تھی کیونکہ اس کے پاس جواب نہیں تھا اس کو وجہ معلوم نا تھی وہ جب بھی کسی سے پوچھتی تھی تو سب یہیں کہہ کے ٹال دیتے تھے کی وجہ نہیں بتا سکتے تو کیا واقعی وہیں وجہ تھی کیا سب اسے ساحل شاہ سے ہی چھپانا چاہتے تھے کیا واقعی وہ خون بہا میں گئی تھی کیا اس کا نکاح ساحل شاہ سے ہو گیا تھا وہ ایک ونی تھی

کیا ہوا جواب نہیں ہے نا تمہارے پاس لہر چودھری۔۔۔۔۔۔اس کی خاموشی پے ساحل شاہ نے اس کیطرف دیکھ کے پوچھا جس پے لہر نے اسے مایوس نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاہاہاہا لہر چودھری میں بتاتا ہوں تمہیں وجہ وہ تمہیں مجھ سے چھپانا چاہتے ہیں بچانا چاہتے ہیں تمہیں میرے ظلم سے۔۔۔میری بہن کو میرے بابا کو مجھ سے چھین کے ان کو لگتا ہے کی تمہیں اپنے آنچل میں چھپا لینگے تو یے ان کی غلط فہمی ہے ساحل شاہ ایسا ہر گز نہیں ہونے دیگا۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے یے بات کہہ

کے اپنی جیپ چودھریوں کی حویلی میں روکی ساحل شاہ کو دیکھ جے تمام گارڈس اس طرف آئے تھے پر اس کے ساتھ لہر کو دیکھ کے وہ کچھ نا کر سکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آئو تمہارے گھر والوں سے پوچھ لیتے ہیں میری بات کا تو تمہیں یقین نہیں ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ لہر کو کہتا جیپ سے نیچے اترا

شاہ زین چودھری۔۔۔۔۔۔باہر آئو سواغت نہیں کروگے دیکھو آج خود ساحل شاہ تمہارے گھر آیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل شاہ یہاں۔۔۔۔۔۔شہریار تم لہر کو تو چھوڑ کے آئے تھے نا۔۔۔۔۔۔۔۔سلمان شاہ نے پریشانی سے شہریار سے پوچھا

جی بابا سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے انہیں جواب دیا اور پھر وہ سب باہر آگئے پر اس کے ساتھ لہر کو دیکھ کے سب کے ہوش ٹھکانے لگے تھے جس سے بچانے کیلئیے وہ یے سب کر رہے تھے لہر اسی کے ساتھ تھی

یا اللہ خیر اب کیا ہو گا بھابھی سائیں۔۔۔۔۔۔امامہ بیگم جو کی اپنے روم میں موجود تھی ساحل شاہ کی آواز پے کھڑکی سے باہر دیکھا اور اس کے ساتھ لہر کو دیکھ کے اس کی تو جان مٹھی میں آگئی تھی وہ گر جاتی اگر اسے آمنہ بیگم کا سہارا نا ہوتا امامہ بیگم نے پریشانی

سے آمنہ بیگم سے پوچھا

فکر مت کرو کچھ نہیں ہو گا باقی سب بھی تو ہیں وہاں ہماری لہر کو کچھ نہیں ہو گا فکر نا کرو امامہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آمنہ بیگم نے امامہ بیگم کو تسلی دی وہ الگ بات تھی کی اسے خود بہت زیادہ فکر ہو رہی تھی

کیوں تم لوگو کو کیا لگتا ہے کی ایسے ہی لہر کو کہیں بھیج دو گے اور ساحل شاہ کو پتا بھی نہیں لگے گا تو یے تمہاری بھول ہے دشمنوں کے ہر قدم پے نظر رکھتا ہے ساحل شاہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ان سب کی اڑی رنگت دیکھ کے ساحل شاہ نے اطمینان سے کہا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی ہماری بہن کو چھونے کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہیر اور شہریار اس کی طرف بڑھے

آں آں۔۔۔یے غلطی بھی مت کرنا یاد رکھو تمہاری بہن میرے قبضے میں ہے تمہاری ایک غلطی اور لہر سیدھا اوپر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے گن اس کے ماتھے پے رکھی لہر نے اس کی بات پے بے یقینی سے اسے دیکھا تو کیا لہر ایک خود غرض اور مطلبی انسان سے پیار کرتی تھی جسے کسی کی پرواہ تک نا تھی۔۔۔۔۔۔لہر نے اپنی

آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور اس کی رکھی ہوئی گن اپنے ماتھے سے ہٹائی اور شاہ زین چودھری کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے پھر سے کلائی سے پکڑ لیا۔۔۔ چھوڑو مجھے ان سے کچھ سوال کرنے ہے۔۔۔۔۔۔لہر کے کہنے پے ساحل شاہ نے اس کی کلائی چھوڑ دی کیونکہ وہ اس کی آنکھوں میں کافی سوال دیکھ چکا تھا

داداسائیں آج تک میں نے کبھی آپ سے کوئی سوال نہیں کیا کسی بھی معاملے میں پر آج میں جو بھی سوال کرونگی اس کا جواب آپ لوگوں کو مجھے دینا ہوگا آپ کو میری قسم۔۔۔۔۔۔۔لہر نے شاہ زین چودھری کا ہاتھ اپنے سر پر رکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔جس پے شاہ زین چودھری نے اسے حیرت سے دیکھا پر آج اس کی آنکھوں میں اس پے بیتی اذیت صاف ظاہر ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

داداسائیں کیا آپ لوگ مجھے امریکا اس لیے بھیج رہے تھے تاکی میں ساحل شاہ سے بچ سکوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

داداسائیں جواب دیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ان کی طرف سے خاموشی پا کر پھر سے پوچھا

ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زین چودھری نے جھکی نظروں سے یک لفظی جواب دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ان کے جواب پے لہر نے بے یقینی سے دیکھا

داداسائیں کیامیرا کوئی بھائی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں۔۔۔۔۔۔۔ان کے جوابوں کے ساتھ ساتھ لہر کا یقین بھروسہ دل بھی کرچی کرچی ہورہا تھا

داداسائیں کیامیرا ساحل شاہ سے نکاح ہوگیا ہے میں خون بہامیں گئی ہوں اور کیا میرے بھائی کی وجہ سے ہی اس کی بہن اور باباسائیں کی موت ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے خود کو سنبھال کے اور ہمت کر کے ایک اور سوال کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پر بیٹاسائیں آپ۔۔۔۔۔۔۔

بس داداسائیں مجھے بس ہاں یاناں میں جواب دیں آج میں اور کچھ نہیں سننا۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زین چودھری کچھ کہنے ہی لگے تھے کی لہر نے انہیں بیچ میں ٹوک دیا

بتایئے دادا سائیں ہاں یا نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ان کی خاموشی پے ایک بار اور پوچھا

ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زین چودھری کے جواب پے تو لہر پے قیامت ٹوٹ پڑی تھی

اس گھر میں اتنا سب کچھ ہو گیا تھا اور اسے کچھ پتا ہی نا تھا اسے تو یے تک نا پتا تھا کی اس کا

کوئی بھائی بھی ہے اگر اس کا بھائی تھا اس کی غلطی تھی تو سزا تو اسے بھگتنی

تھی۔۔۔۔۔۔۔

دادا سائیں اگر گاؤں میں کوئی بھی ایسی غلطی کرے تو اس کے ساتھ بھی یہیں ہوتا ہے

نا۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اپنے آنسو صاف کر کے ایک بار ہمت کر کے پھر سے سوال

پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں۔۔۔۔پر بیٹا سائی۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری اسے بتانا چاہتا تھا کی اس کا بھائی

گناہ گار نہیں ہے اس نے کچھ نہیں کیا پر شاید آج لہر کچھ سننا نہیں چاہتی تھی ظاہر ہے

جب اچانک اتنے سارے سچ انسان کے سامنے آجائیں اور وہ بھی آدھے ادھورے تو

اس کا دماغ گھوم ہی جاتا ہے اس کا کچھ سمجھنے کو دل نہیں چاہتا بس جو سنتا ہے اسے سچ مان

لیتا ہے اس وقت ہمیں سب غلط لگتے ہیں اور یہیں حال لہر کا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

بس بابا سائیں اب کچھ نہیں رہا سننے کو اگر سب کو یہیں سزا ملتی ہے تو لہر چودھری کو

قبول ہے یے سزا جب غلطی کی ہے تو سزا تو بھگتنی پڑے گی نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر اپنے آنسو صاف کرتی جا کے ساحل شاہ کی جیپ میں بیٹھ گئی اور پیچھے ساحل شاہ بھی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ جیپ حویلی کے حدود کراس کر گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور وہ سب ابھی وہیں ساکت کھڑے تھے کی شاہ زین چودھری کو اچانک سینے میں درد اٹھا۔۔۔۔۔۔

بابا سائیں بابا سائیں کیا ہوا آپ کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سلمان شاہ جو کی ان کے قریب کھڑے تھے جلدی سے انہیں تھام لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہریار گاڑی نکالو جلدی کرو۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے شہریار کو گاڑی نکالنے کا کہا اور شاہ زین چودھری کو اٹھا کر ہو سپٹل کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔۔۔۔۔۔عمیر شاہ جی کے روم کے ڈور کے باہر کھڑا ان سے اجازت طلب کر رہا تھا

جی جی بیٹا سائیں آ جائیں۔۔۔۔

شاہ جی اب کیسی طبعیت ہے آپ کی آپ ٹھیک ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے ان سے فکر یہ پوچھا کیونکہ صبح ماضی کو یاد کر کے ان کا بی پی کافی ہائے ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ہاں بیٹا سائیں اب ٹھیک ہے ہم آپ فکر نا کریں ہم ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔احسان شاہ نے اسے دیکھ کے کہا

شاہ جی ایک بات پوچھوں۔۔۔۔۔۔

ہاں بیٹا سائیں۔۔۔۔۔

شاہ جی کیا آپ کو اس بات کا یقین ہے کی یے سب اسرار نے کیا ہے۔۔۔۔۔۔عمیر کے دماغ میں ابھی تک یہیں بات گھوم رہی تھی اس لیے اس نے آ کے پوچھنے میں ہی بہتری سمجھی وہ اس بات کی تہہ تک جانا چاہتا تھا وہ اپنے بھائی کو اس اذیت میں نہیں دیکھ سکتا تھا اور نا ہی وہ چاہتا تھا کی اب اس نفرت کی وجہ سے ایک اور لڑکی کی زندگی خراب ہو اور اس کے ہاتھ سے ایک اور گناہ ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھیں بیٹا سائیں ہمیں کچھ نہیں پتا ہمارا دل نہیں مانتا کی ہمارا اسرار کبھی ایسا کرے گا وہ تو ہمیشہ دوسروں کا اچھا سوچتا تھا اور نا ہی تب اس کی اتنی عمر تھی کی ایک تھپڑ کے بدلے

میں وہ اتنا بڑا گناہ کر لے اور وہ بھی سحر کے ساتھ بلکل نہیں پر کیا کر سکتے ہیں سارے ثبوت گواہ اس کے خلاف تھے۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے اپنی بات کہہ کے ٹھنڈی سانس لی

تو شاہ جی آپ ساحل لالا کو سمجھاتے کیوں نہیں۔۔۔۔۔

کیا سمجھائوں بیٹا سائیں آج کل دنیا ثبوتوں پر یقین کرتی ہے اور میرے پاس کوئی ثبوت نہیں سب ثبوت اس کے خلاف ہیں اور غلطی ساحل کی بھی نہیں جب انسان اپنے پیاروں کو کھو دیتا ہے تو اسے ہوش نہیں رہتا کی وہ کیا کر رہا ہے اس نے اپنی جان سے زیادہ پیار کر دیا اسی کھو دیا اپنے بابا کو بھی کھو دیا دو دو جنازے ایک ساتھ پڑھنا آسان نہیں ہوتا بیٹا سائیں وہ بھی اپنے پیاروں کے ہمت چاہیے ہوتی ہے ایسے حادثے انسان کو بکھیر کے رکھ دیتے ہیں بھٹکا دیتے ہیں راہ سے اس کی آنکھوں پے بھی انتقام کی پٹی بندھی ہے بیٹا سائیں اور جب انسان کی آنکھوں پے پٹی ہوتی ہے تو اسے صرف اندھیرا نظر آتا ہے اور کچھ نہیں تب تک جب تک اس کی آنکھوں سے یے پٹی ہٹا نا دی جائے اور بیٹا سائیں اب یے پٹی تو وقت ہی ہٹا سکتا ہے ہم تو سب کو سمجھا سمجھا کے تھک گئے ہیں بیٹا سائیں گھر میں سب اسی کو گناہ گار مان کے ساحل کی نفرت کو اور بڑھاوا دیتے

ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی تو کیا کچھ ایسا نہیں جس سے حقیقت کا پتا لگ جائے کی سچ کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر ہمیں ایسا راستہ پتا ہوتا بیٹا سائیں تو آج تک ہم سچ کو سامنے لا چکے ہوتے اپنی پوتی کو تو کھو چکے تھے پر ارسلان کو نا کھوتے ساحل کو بھی اس نفرت سے نکالتے کاش ہمیں ایسا کچھ پتا ہوتا کسی کیلئیے دل میں نفرت رکھ کے جینا آسان نہیں ہوتا پل پل مرنا پڑتا ہے اور میرا بچہ ہر پل اس آگ میں جلتا ہے وہ جتنا مضبوط خود کو دکھاتا ہے اتنا ہے نہیں بیٹا سائیں اس نے خود کو پتھر بنایا ہوا ہے میں تو بس اللہ سے یہیں دعا کرتا ہوں کی میرا بچہ اس نفرت سے آزاد ہو جائے ورنہ جوش میں آ کے ایک غلطی تو وہ کر چکا ہے ارسلان کو مار کر اب دوسری لہر کو تکلیف دے کر نا کر دے پھر سچ پتا لگنے پے کہیں اسے پچھتانا نا پڑے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احسان شاہ نے اذیت بھری آواز میں کہا

دادا سائیں آپ فکر نا کریں ان شاءاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔ عمیر نے انہیں دلاسہ دینا چاہا جانتا تھا دلاسے سے کچھ ہو گا تو نہیں پر پھر بھی

بیٹا اللہ کرم کرنے والا ہے۔۔۔۔۔ خیر یے سب چھوڑو تم بتاؤ آخر کس بات کی وجہ سے اس قدر خوش ہے ہمارا پوتہ کی اس کے چہرے سے مسکان جدا ہونے کا نام نہیں

لے رہی۔۔۔۔۔۔احسان شاہ نے اس کی مسکراہٹ کو دیکھتے ہوئے میٹھا طنز کیا

نہیں شاہ جی ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔میں تو ہمشہ مسکراتا ہی رہتا ہوں شاہ

جی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر ان کے سوال پے خجل ہوا

نانا بیٹا سائیں آپ کے دادا سائیں ہے ہم آپ کی روز کی مسکان اور اس مسکان میں فرق

سمجھتے ہیں چلو بتائو بیٹا سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ان کے سوال پے وہ مسکرایا تھا ویسے بھی

وہ انہیں بتانے ہی والا تھا آج کی وہ اریزے سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اب تو وہ خود ہی

پوچھ رہے تھے تو دیر کیسی عمیر نے جیسے ہی بات بتانے کیلئیے موں کھولا تو نیچے سے شور

کی آواز سن کے وہ جلدی سے روم سے نکل کے باہر آئے وہ ابھی سیڑھیوں پر ہی پہنچا تھا

کی پر نیچے کی حالت دیکھ کے اس کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔۔۔۔۔۔

جب عمیر نیچے آیا تو ساحل کے ساتھ کوئی لڑکی کھڑی تھی اس نے وائٹ سلوار قمیض

پہنی ہوئی تھی ساتھ ہم رنگ دوپٹہ سر پر تھا اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے ایک

ویرانی تھی اس کی آنکھوں میں۔۔۔۔۔۔

لہر۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی جو کی عمیر کے ساتھ ہی کھڑے تھے ان کی آواز پے عمیر

نے حیرانگی سے انہیں دیکھا پھر اس لڑکی کو مطلب وہ لڑکی جو ساحل کے ساتھ کھڑی

تھی وہ لہر تھی پر ابھی سے وہ یہاں ابھی تو اس کے آنے میں دو مہینے رہتے تھے پھر کیوں ابھی سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل بیٹا سائیں یے کوں ہے اور اسے یہاں کیوں لائے ہیں آپ۔۔۔۔۔امان شاہ نے ساحل سے پوچھا کیونکہ آج تک انہوں نے ساحل کے ساتھ کسی لڑکی کو نا دیکھا تھا اور شاید انہوں نے لہر کو نا پہچانا تھا کیونکہ جب آخری دفعہ انہوں نے اسے دیکھا تھا تب وہ پانچ سال کی تھی اور اب بیس سال بعد انہیں دیکھ رہے تھے وہ پچیس سالوں کی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

لہر نے ایک نظر سب پر ڈالی سب اسے انجانی نظروں سے دیکھ رہے تھے سوائے اس بوڑھے آدمی کے جو سامنے کھڑا تھا اس بوڑھے آدمی کی آنکھوں میں لہر کو اپنے لیے شناسائی اور اپنائیت دکھی تھی لہر نے ایک نظر سب پر ڈال کر پھر اپنے سامنے کھڑے اپنے اس محبوب کو دیکھا تھا جس کی آنکھیں غصے سے لال تھی اس کی آنکھوں میں لہر کیلئیے نفرت صاف ظاہر تھی لہر نے ایک نظر اس پے ڈال کے اپنی نظریں جھکالی کیونکہ اس میں اتنی ہمت نا تھی کی وہ اس کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھ سکے

۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل پتر کچھ بتائے گا کی یے کون ہے۔۔۔۔۔۔۔سکینہ بیگم نے اسے خاموش پایا تو ایک بار اور پوچھا۔۔۔۔۔۔۔

میری بیوی ہے۔۔۔۔۔۔۔اسرار شاہ کی بہن ہے۔۔۔۔۔۔۔لہر چودھری ہے یے۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل کے جواب پے لہر نے ایک نظر اٹھا کر پھر سے سب کو دیکھا جہاں پہلے سب بڑوں کی آنکھوں میں انجانا پن تھا اب اسے اپنے لیے نفرت دکھائی دے رہی تھی البتہ اس بوڑھے شخص کی آنکھوں میں اس کو ابھی بھی اپنے لیے محبت نظر آئی۔۔۔۔۔۔۔۔جہاں ساحل کے جواب نے سب کو حیران کیا تھا وہیں زینی کے سر پر تو سات آسمان ٹوٹ پڑے تھے جس شخص سے وہ بچپن سے محبت کرتی تھی جس کے ساتھ وہ رہنا چاہتی تھی جس کے ساتھ وہ زندگی کا ہر پل جینا چاہتی تھی جس کی دلہن بننا چاہتی تھی آج اس کے ساتھ کسی اور کو دیکھ کے اس کے سارے خواب کرچی کرچی ہوئی تھے اس نے ایک نفرت بھری نگاہ اپنے سامنے کھڑی اس لڑکی پر ڈالی۔۔۔۔اور وہاں سے چلی گئی کیونکہ اب وہاں رہنا اس کیلئیے مشکل تھا۔۔۔۔۔سائرہ بھی اس کے پیچھے جانا چاہتی تھی اسے دیکھنے کیلئے پر جب وہ جانے کیلئیے مڑی تو شانزے نے اسے جانے سے منع کر دیا اور مجبورن اسے وہاں رکنا

پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لالا سائیں آپ نے کب شادی کر لی اور کچھ بتایا تک نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔احد نے اس سے پوچھا کیونکہ اسے اپنے لالا سے اس بیوقوفی کی تو ہرگز امید نا تھی کی اس کا لالا سائیں ایسی حرکت کرے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

احد سائیں بیس سال پہلے شادی ہوئی ہے ہماری یے اس گھر میں خون بہا میں آئی ہے ونی ہے یے ونی اور اس سے زیادہ ہم کسی کو کچھ بتانا ضروری نہیں سمجھتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ اپنی بات کہہ کے وہاں سے جا چکا تھا اور وہ سب بچے ابھی تک حیران تھے کی کون سی ونی بیس سال پہلے ایسا کیا ہوا تھا جو یے سب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر انہیں بتاتا کون ساحل شاہ تو اپنی بات کہہ کے جا چکا تھا۔۔۔۔۔۔احد شانزے سائرہ مائرہ ان چاروں نے امان شاہ کی طرف دیکھا کی شاید وہ انہیں کچھ بتا دیتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپ چاروں ہمارے کمرے میں آیئے۔۔۔۔۔۔۔امان شاہ ان چاروں کو کہتا اپنے کمرے میں چلا گیا اور پیچھے وہ چاروں بھی

پتا تو لہر کو بھی کچھ نا تھا اسے بس اتنا پتا تھا کی اس کا کوئی بھائی تھا یا ہے جس نے ساحل شاہ کی بہن کی عزت کے ساتھ کھیل کے اس کا قتل کیا تھا جس کی سزا۔اسے مل رہی

تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

زرینہ (ملازم)۔۔۔۔۔اسے اسٹور روم کی طرف لے جائو وہیں رہے گی

یے۔۔۔۔۔۔پروین بیگم نے ملازم سے کہا

نہیں اسے ساحل کے روم میں لے جائو چاہے جو بھی ہو نکاح ہوا ہے ان کا ساتھ رہیں

گے۔۔۔۔۔۔۔ان کی بات پے احسان شاہ کے ماتھے پے بل پڑے تھے اور وہ ملازم کو

کہتے اپنے کمرے میں چلے گئے۔۔۔۔۔۔۔اور اس کے بعد دیکھتے دیکھتے سب ہی وہاں

سے چلے گئے اور ملازم اسے ساحل شاہ کے روم میں لے آئی۔۔۔۔۔اور وہاں سے چلی

گئی۔۔۔۔۔۔۔اس کے جاتے ہی لہر نے دروازا بند کیا اور اتنی دیر سے رکے آنسو بہنے

لگے۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں دادا سائیں کیوں آپ سب نے مجھ سے یے سب چھپایا کیوں دادا

سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیا آپ لوگوں کو مجھ پے بھروسہ نا تھا جو یے سب چھپایا مجھ

سے۔۔۔۔۔۔۔۔کاش آپ مجھے سب کچھ بتا دیتے۔۔۔۔۔۔۔۔کاش دادا سائیں

۔۔۔۔۔۔تو شاید میں تیار رکھتی خود کو یے سب سہنے کیلئیے دادا

سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے کتنی تکلیف ہوئی جب آپ کے موں سے یے سب سنا تھا

میرا سارا مان یقین ٹوٹ گیا تھا۔۔۔۔۔۔اور آج جب میں نے اتنے سارے لوگوں کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھی تو مجھے ایسا لگا جیسے ان کی آنکھیں ہی میرا قتل کر دیں گی میرا دل ریزہ ریزہ ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ جب واشروم سے نہا کے باہر نکلا تو وہ دروازے سے ٹیک لگائی گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی اور سسکیوں میں خود سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کو اس طرح سے روتا دیکھ ساحل شاہ کو بہت برا لگا تھا اس کے ماتھے پے بل پڑے تھے اسے غصہ آ رہا تھا بہت زیادہ۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل سیدھا اس کی طرف گیا اور اسے بازو سے پکڑ کے اٹھایا تھا اس کی آنکھیں لال اور سوجی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔اس کی آنکھیں دیکھ کے اور اس طرح سے روتا دیکھ کے ساحل کو اور غصہ آیا تھا اس کی آنکھیں غصے سے لال ہوئی تھی

ششش۔۔۔۔۔۔۔۔اب آواز نا آئے تمہاری مجھے۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے اس کی بازو جو اور زور سے دبوچا اور لہر کی دبی دبی سسکی گونجی تھی۔۔۔۔۔۔اس کی غصے سے لال آنکھیں اور اتنی سنجیدگی دیکھ کے لہر نے خوف نے رونا بند کر لیا پر ابھی بھی اس کی سسکیاں ابھی بجی گونج رہی تھی

میں نے کہا مجھے تمہاری آواز نا آئے۔۔۔۔۔۔۔اس کی سسکیاں ساحل شاہ کو اریٹیٹ

کر رہی تھی اس لیے وہ اس پے دھاڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی دھاڑ پے لہر اندر تک کانپ کے رہ گئی تھی۔۔۔۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے کمرے میں قدم بھی رکھنے کی تمہیں کس نے اجازت دی۔۔۔۔۔۔

وہ۔۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔لہر نے خوف سے اپنی بات کہنی چاہی پر وہ کیا بتاتی اسے تو نام تک ناپتا تھا کی کس نے کہا تھا اسے۔۔۔۔۔۔

وہ۔۔۔وہ۔۔۔کیا آج کے بعد میرے کمرے میں آنے کی غلطی بھی مت کرنا تم سمجھ گئی نا۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے اسے دروازے کھول کے باہر دھکا دیا اور دروازہ بند کر دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر ساحل شاہ کے دھکا دینے سے نیچے گر جاتی اگر اسے اریزے تھام نا لیتی

شکریہ۔۔۔۔۔۔لہر نے اپنے آنسو صاف کر کے اپنے سامنے موجود اس معصوم سی لڑکی کو دیکھ کے کہا جو کی اس کے شکریہ کہنے پے مسکرائی تھی لہر کو حیرت ہوئی تھی کی جہاں سب اس سے نفرت سے پیش آرہے تھے وہ کیوں مسکرا رہی تھی۔کیا اسے کچھ پتا نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل لالانے کمرے سے نکال دیا۔۔۔۔۔۔اریزے کے پوچھنے پے لہر نے جھکے سر سے ہاں کہا۔۔۔۔۔۔۔

چلو آپ میرے ساتھ میرے روم میں چلیں ابھی شاید وہ کچھ زیادہ ہی غصے میں ہے۔۔۔۔۔۔اریزے اسے اپنے ساتھ لے جانے لگی اور وہ بھی اس کے ساتھ چلنے لگی کیونکہ اس کے پاس اب کوئی اور راستہ نا تھا اسے رات تو گذارنی ہی تھی اور ویسے بھی اسے اس وقت کسی ہمدرد کی ضرورت تھی رونے کیلئیے کسی کندھے کی ضرورت تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور وہ شاید اریزے کے طور پر اس کو میسر ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یے لو پانی پی لو۔۔۔۔اریزے نے اسے بیڈ پے بٹھا کے پانی دیا اور لہر نے اسے تھام لیا صبح سے پیاسی تھی ایک سانس میں اس نے سارا پانی ختم کر دیا۔۔۔۔۔۔۔۔

اور پانی دوں۔۔۔۔اریزے نے اس کے اس طرح سے ایک ہی سانس میں پانی ختم کرنے پر پھر سے پوچھا جس پر لہر نے سر کو ہاں میں جنبش دی اور اریزے نے اسے پانی دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب کیسا محسوس کر رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔اریزے اس کے پاس بیٹھی اور اس کے کندھے پے ہاتھ رکھ کے پوچھا

اس کے اس طرح سے پوچھنے پے لہر نے اس کی طرف دیکھا لہر کی آنکھیں اس پے بیتی اذیت کا صاف پتا دے رہی تھی شاید لہر کی آنکھوں میں دیکھ کے ہی اریزے کو اپنے سب سوالوں کے جواب مل گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔ایک ہی دن میں جب آپ پر اتنے سارے راز کھلیں تو کیا حالت ہوتی ہے تمہیں پتا ہے بچپن سے صرف محبت ملے ہی آج پہلی بار اتنے سارے لوگوں کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھی ہے میں نے آج کا دن میرے لیے کسی قیامت سے کم نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ اسے جواب دیا اسکے جواب پے آنکھیں تو اریزے کی بھی بھر آئی تھی ۔۔۔۔۔۔اس لیے وہ جلدی سے وہاں سے اٹھی اور الماری سے ایک سوٹ نکال کے اسے دیا۔۔۔۔۔۔۔یے لو جاؤ نہا کے اسے پہن آؤ جب تک میں تمہارے کھانے کیلئیے کچھ لاتی ہوں اریزے اسے کپڑے دے کے کمرے سے باہر کچن میں آگئی

۔۔۔۔۔۔۔۔

اب کیسے ہے وہ۔۔۔۔۔۔۔عمیر اسی کا انتظار کر رہا تھا کچن.ں میں اسے آتا دیکھ ہی اس سے پوچھنے لگا

کیسی ہو سکتی ہے وہ تمہیں پتا ہے ابھی بھی رو رہی تھی کسی غلطی کے بغیر بھی اسے سزا

مل رہی ہے۔۔۔۔۔کیا ہم کچھ ایسا نہیں کر سکتے جس سے سب کچھ ٹھیک ہو جائے عمیر سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے پلیٹ میں کھانا نکالتے ہوئے اسے جواب دیا

فلوقت تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا ابھی مجھے کسی بھی چیز کا نہیں پتا خیر تم خیال رکھو لہر کا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر اسے کہہ کے جانے کیلئیے مڑا تھا

آپ کہاں جا رہے ہیں سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اس سے پوچھا

میں یوسف لالا کے پاس جا رہا ہوں شاید ابھی وہ ہی ساحل لالا کا غصہ ٹھیک کر سکیں۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے بغیر مڑے جواب دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے بھی لہر کیلئیے کھانا نکال کے باہر چل دی وہ جب روم میں آئی تو وہ نہا کے آچکی تھی اس کے دیے ہوئے نیلے سوٹ میں گیلے کھلے بالوں کے ساتھ اس کا کھلا کھلا رنگ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

آگئی تم نہا کے یے لو کھانا کھالو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اس کے سامنے کھانا رکھا

نہیں مجھے بھوک نہیں لگی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا لہر ٹھیک ہے کھانا نا صحیح یے دودھ ہی پی لو۔۔۔۔

نہیں ٹھینکس بٹ مجھے نہیں پینا پلیز۔۔۔۔۔

دیکھو لہرا ابھی تمہیں بہت کچھ سہنا ہے اور میں چاہتی ہوں کی اس کا ڈٹ کے سامنہ کرنے کیلیئے تمہارے اندر ہمت ہونی چاہیے اور جب تم کچھ کھاؤ گی ہی نہیں تو ہمت کیسے آئیگی۔۔۔۔۔۔پلیز میرے لیے ہی یے پی لو پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اریزے نے اس کو دودھ تھمایا جسے ناچاہتے ہوئے بھی لہر نے پی لیا اور پھر کچھ دیر بعد ہی وہ نیند کی وادیوں میں گم ہو چکی تھی کیونکہ اریزے نے اس میں نیند کی گولیاں ملائی تھی کی وہ آرام سے سو جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زینی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سائرہ جب اس کے کمرے میں آئی تو اس کے کمرے میں اندھیرہ ہی اندھیرہ تھا اس نے لائٹ اون کی تو وہ روم کے ایک کونے میں گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی وہ اس کے پاس گئی اور اسے بلایا اپنے پاس سائرہ کی آواز سن کے زینی نے چہرہ اوپر کیا اور اس کے گلے لگ کے رونے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بس کر زینی اور کتنا روئے گی اب چپ ہو جا۔۔۔۔۔۔ میں نے تو تجھے پہلے ہی کہا تھا کی

ایک پتھر سے دل لگانے کا کوئی فائدہ نہیں پر تو ہے کی سنتی ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔چل اب بس کر رونا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سائرہ نے اسے سمجھانا چاہا

تو نے دیکھا سائرہ ساحل سائیں نے کسی سے شادی کر لی آخر اس میں ایسا کیا ہے جو ہم میں نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زینی نے سسک سسک کے اپنی بات کہی

دیکھ زینی ادھر بیٹھ میری بات سن میری جان۔۔۔سائرہ نے اسے سامنے صوفے پے بٹھایا اور جو جو بات اس کو زمان شاہ نے بتائی تھی کی اس کے بھائی نے سحر کی ساتھ جو کیا اور وہ بیس سال پہلے ہی ساحل شاہ کے نکاح میں آچکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اب تو دیکھ وہ ایک ونی ہے اس کی حیثیت اس گھر میں ایک ونی کی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور کچھ نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔اور ایک ونی کو بیوی نہیں مانا جاتا یے بات تم بھی جانتی ہو۔۔۔۔۔وہ بھی باقی ونیوں کی طرح گھر کے ایک کونے میں پڑی رہے گی بس تم کوشش کرو جتنا ہو سکے ساحل سائیں اور شاہ جی کو شادی کے لئے راضی کر سکو۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی بات پے زینی نے اسے پریشان کن آنکھوں سے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔ہاں میری جان تم چلی گئی تھی تم نے پوری بات نہیں سنی اس کے بعد بابا سائیں نے ہمیں ساری بات بتائی تھی۔۔۔۔۔اس کے بعد سائرہ نے اسے سارا ماضی بتایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔چلو اب

اچھی بچی بن اور رونا بند کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل سائیں صرف میرے ہیں صرف میرے سائرہ۔۔۔۔۔۔زینی نے جنون سے یے بات کہی تھی اس کی آنکھوں میں ساحل شاہ کیلئیے جنون صاف نظر آریا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی آنکھوں میں ایسا جنون دیکھ کے ایک پل کے لئے تو سائرہ بھی گھبرا گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اڑے عمیر تم یہاں۔۔۔۔۔یوسف نے گھر کا دروازہ کھولا تو سامنے عمیر کو کھڑا پایا۔۔۔۔۔۔

جی یوسف لالا مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے کیا آپ میرے ساتھ آ سکتے ہیں لالا۔۔۔۔۔۔عمیر نے اس سے کہا رات کے اس پہر اس کو یوسف کو پریشان کرنا بلکل اچھا نا لگا تھا

جی جی ضرور پر پہلے تم اندر تو آئو۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں لالا بس آپ میرے ساتھ آجائیں اتنا وقت نہیں ہے کی میں اندر آئوں۔۔۔۔۔۔عمیر کے کہنے پے یوسف نے وہیں سے اپنے بابا کو باہر جانے کا بتایا اور اس کے ساتھ باہر آگیا اور حویلی کی طرف چلنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں اب بتائو کیا ہوا ہے عمیر آپ اس قدر پریشان کیوں ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اس کے اس طرح سے جلد بازی اور چہرے پر پریشانی کو نوٹس کر کے پوچھا

۔۔۔۔۔۔۔۔

بھائی وہ لالا سائیں لہر کو اپنے ساتھ لے آئے ہیں۔۔۔۔۔

کیا پر کیوں ابھی تو وقت ہے۔۔۔اتنا جلدی کیوں۔۔۔۔۔۔۔

پتا نہیں لالا سائیں ہم میں سے کسی سے انہوں نے بات نہیں کی اب آپ چل کر ہی پوچھیں ان سے کی انہوں نے ایسا کیوں کیا ہے لالا سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے اس کے سوال پے کندھے اچکائے کیونکہ وجہ تو اسے بھی نہیں پتا تھی۔۔۔۔۔۔

ہاں چلو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر اب کیسے ہیں میرے بابا سائیں۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر جب آئی سی یو سے باہر آئے تو شاہ زمان چودھری جلدی سے ان کے قریب گئے

دیکھیں اب خطرے سے باہر ہیں وہ ان کو ہارٹ اٹیک آیا تھا آپ لوگ خیال رکھیں کی اب انہیں ہر قسم کی پریشانی سے دور رکھیں۔۔۔۔

ڈاکٹر کیا ہم ان سے مل سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔اس بار سلمان چودھری نے پوچھا تھا

نہیں ابھی نہیں بس کچھ دیر میں ہم انہیں روم میں شفٹ کر دیں گے پھر مل لیجیے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر انہیں کہہ کے وہاں سے چلا گیا اور شاہ زمان چودھری وہیں زمین پے بیٹھ گیا

چاچا سائیں سنبھالیں خود کو ابھی زندہ ہے ہم لہر کو کچھ نہیں ہونے دیں گے وہ کوئی لاوارث نہیں ہے چاچا سائیں کی کوئی بھی آ کے اس کے ساتھ کچھ بھی کر لے گا ہم اسے کچھ نہیں ہونے دیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زبیر نے آگے بڑھ کے شاہ زمان چودھری کو سنبھالا

دیکھا نہیں تھا کیا تم نے اس کی آنکھوں میں کس قدر بے یقینی تھی ہم سب کے لئے اور اسرار کے لئے نفرت ظاہر تھی لہر کی آنکھوں میں۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری کے الفاظ ان پے بیتی اذیت کا بتا رہے تھے جو ان کو اپنی جان سے پیاری بیٹی کی آنکھوں میں اپنے لیے بے یقینی دیکھ کے ان پے بیتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چاچا سائیں اسے ابھی ساری حقیقت نہیں پتا ہے چاچا سائیں پر ہم ہیں ابھی بہت جلد اسے سب کچھ بتا دینگے چاچا سائیں بہت جلد آپ بس ریلیکس ہو جائیں چاچا سائیں بہت جلد اسے سب بتا دیں گے ابھی آپ خود کو سنبھالیں اگر آپ کی ہی یے حالت ہو گی تو چاچی سائیں اور دادا سائیں کو کون سنبھالے گا چاچا سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس بار شہیر ان کے قریب آیا تھا اور انہیں اٹھا کے پاس پڑی چیئر پے بٹھایا

ہاں شاہ زمان بچے صحیح کہہ رہے ہیں اگر ہم ہی ہمت ہار جائینگے تو کیسے ہم ہماری بچی کو ہمت دینگے کیسے اسے اس دلدل سے نکالیں گے۔۔۔۔۔۔۔سلمان چودھری نے اس کے کاندھے پے ہاتھ رکھا

پیشنٹ کو ہوش ہو گیا ہے وہ کسی لہر کو بلا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔نرس نے آ کے انہیں اطلاح دی

بابا سائیں کیسے ہیں آپ اب۔۔۔۔۔۔۔۔وہ سب جلدی سے نرس کے بتانے پر ان کے وارڈ میں آئے تھے

لہر لہر کہاں ہے پتر۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زین چودھری نے سب سے پہلے لہر کا پوچھا

بابا سائیں وہ چھوڑیں آپ بتائیں آپ کیسے ہیں۔۔۔۔۔۔سلمان شاہ نے انہیں ریلیکس کرنا چاہا تھا

سلمان تم چھوڑو اور بتاؤ کیسی ہے ہماری پوتی اور کہاں ہے۔۔۔۔۔۔۔ان کے پوچھنے پے وہ سب چپ ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ زمان چھوڑو سلمان تو نہیں بتا رہا تم ہی بتا دو مجھے کی کہاں ہے لہر

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زین چودھری نے شاہ زمان چودھری کی طرف آس سے دیکھا

اڑے تم میں سے کوئی بتا بھی دو کہاں ہے ہماری پوتی کس حال میں ہے زبیر شہیر شہریار تم لوگ ہی بتا دو حویلی ہے کیا وہ اگر حویلی میں ہے تو لے چلو ہمیں حویلی ہمیں ہماری پوتی سے ملنا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زین چودھری نے وہاں سے اٹھنے کی کوشش کی

نہیں دادا سائیں یہیں رہیں آپ وہ ساحل شاہ کے پاس ہے۔۔۔۔۔۔زبیر کے الفاظ پے ان کے چہرے پے پریشانی صاف ظاہر تھی

تو تم لوگ یہاں کیو کھڑے ہو جائو لے آئو ہماری بچی کو نا جانے کس اذیت کس تکلیف میں ہو گی وہ اسے کیوں اس کی سزا ملے جو اس نے کیا ہی نہیں ہے جائو لے آئو ہماری بچی کو اگر نہیں ہمت تو ہم خود چلے جاتے ہیں ہٹو یہاں سے تم لوگ۔۔۔۔۔۔۔شاہ زین چودھری نے پھر سے اٹھنے کی کوشش کی

نہیں بابا سائیں ابھی نہیں بہت جلد آپ کی پوتی آپ کے سامنے ہو گی پر بابا سائیں جلد بازی میں کیا کوئی بھی کام صحیح نہیں ہوتا ہے اس لیے کچھ صبر کریں پہلے ہی کسی کی جلد بازی میں کیے گئے فیصلوں سے بہت کچھ بگھت رہے ہیں ہم اس لیے بہتر ہے کی ہم اس وقت صبر سے کام لیں بابا سائیں میرا وعدہ ہے آپ سے کچھ نہیں ہو گا اسے آپ بس خود کو رلیکس کریں بابا سائیں اپنا خیال رکھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے انہیں رلیکس کرنا چاہا

ہاں بابا صحیح کہہ رہے ہیں شاہ زمان جب اتنے دن ہم ہمارے ایک بچے کے بغیر رہ رہے ہیں تو کچھ دن لہر کے بغیر بھی رہ لینگے بابا سائیں آپ بس اپنا خیال رکھیں کیونکہ جب ہم

اپنا خیال نہیں رکھینگے تو لہر کو ہمت کیسے دینگے اسے کیسے محفوظ کر پائینگے بابا سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔ سلمان چودھری نے بھی شاہ زمان چودھری کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے ہم مان لیتے ہیں تم دونوں کی بات پر ہماری پوتی کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔۔

دادا سائیں آپ بے فکر رہیں ابھی ہم زندہ ہے اسے کچھ نہیں ہونے دینگے۔۔۔۔۔۔۔اس بار زبیر نے انہیں دلاسہ دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس وقت دلاسے کی تو ان سب کو ضرورت تھی سب بکھرے ہوئے تھے پر اس وقت وہ شاہ زین چودھری کو دلاسہ دے رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے پتا تھا تم مجھے یہیں ملو گے۔۔۔۔۔۔یوسف کی آواز پے اس نے مڑ کے دیکھا جہاں یوسف اسے کھڑا دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔یوسف رستے میں ہی عمیر کو حویلی کی طرف بھیج کے خود گائوں کے پچھلی طرف کچے کنوے کی طرف آگیا ان تینوں کی بچپن سے وہیں

جگہ تھی بیٹھنے کی وہ جب بھی اداس ہوتے تھے یا زیادہ خوش ہوتے تھے تو یہیں آتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم یہاں کیوں آئے ہو۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے دیکھ کے بیزاری سے کہا

اگر یہیں سوال میں تم سے پوچھوں تو۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف اس کے قریب بیٹھ گیا

تمہیں ابھی یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس کی طرف دیکھ کے کہا

کیا کروں اب تمہاری طرف بے وفا تو ہوں نہیں کی دوست کو مصیبت میں اکیلا دوست کو ایسے ہی کہیں سر راہ چھوڑ دوں تکلیف میں ہر گز نہیں چھوڑ سکتا ہوں

میں۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف کی بات سمجھتے ہوئی اس نے ضبط سے آنکھیں میچی

اب بتائو گے تم کی یہاں کیوں آئے ہو کیا ہوا پھر سے۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے سب کچھ جانتے ہوئے بھی انجان بن کے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

کچھ نہیں بس لہر کو آج حویلی لے آیا۔۔۔۔۔۔۔۔

پر کیوں ابھی سے کیوں ابھی تو وقت تھا۔۔۔۔۔

کیونکہ وہ لوگ اسے امریکا بھیجنا چاہتے تھے مجھ سے دور وہ آزاد کرنا چاہتے تھے اسے پر

ایسا ساحل شاہ نہیں ہونے دیگا ہر گز نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو تمہیں تو خوش ہونا چاہیے نا۔۔۔۔۔۔یوسف نے اس کی طرف دیکھ کے کہا

ہاں تو میں خوش ہوں تمہیں کس نے کہا میں اداس ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے بھی اپنی آنکھیں کھول کے اس کی طرف دیکھا

تمہارا چہرہ تمہاری آنکھیں بتا رہی ہے اور تمہارا اس جگہ پر ہونا ہی اس بات کا ثبوت ہے کی تم اداس ہو ساحل شاہ اور اب تم مجھے صحیح سے بتائو کی کیا بات تمہیں تکلیف دے رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف کی بات پے حیران تو ساحل بھی تھا آخر ہمیشہ سے وہ یے تو چاہتا تھا کی لہر چودھری کو تکلیف دے وہ اس خاندان کو تباہ کرنا چاہتا تھا تو اب پھر کیوں۔۔۔۔۔۔۔

میں نہیں جانتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس بار سچ کہا تھا کیونکہ جواب تو اسے بھی پتا نا تھا

پر مجھے پتا ہے میرے دوست تم چاہے کتنے بھی مضبوط بننے کی کوشش کرو پر اتنے ہو نہیں تم ہر روز اس غم میں سلگتے ہو کی تم نے اسرار کا قتل کر دیا ہے وہ تو تم نے جلد بازی

اور جنون میں کر دیا اب لہر کو تکلیف نہیں دے پا رہے تمہیں درد ہو رہی ہے نا یہاں ۔۔۔۔۔۔یوسف نے دل پے انگلی رکھ کے کہا اور پھر اپنی بات شروع کی۔۔۔۔۔

میری جان میں نے اس وقت بھی تجھے کہا تھا کی ہمارا اسرار ایسا کچھ نہیں کر سکتا اور آج بھی تجھے یہیں کہتا ہوں کی اسرار بے گناہ ہے۔۔۔۔۔۔تو نے ایک غلطی کر دی ہے غلط فہمی میں آ کے اب تو ایک اور کرنے جا رہا سوچ لو ساحل شاہ اپنا ضمیر تو پہلے ہی مار چکے ہو تم اب اپنی روح کو فنا نا کرو میری جان لوٹ آئو نفرت کے راستے میں کچھ نہیں ہے سوائے کانٹوں اور تنہائی کے تیری وہ پیاری سی مسکان نا جانے کتنے دن سے غائب ہے جانتے ہو کیوں کیونکہ وہ دل سے آتی ہے اور تو نے تو اپنا دل ہی دبا دیا ہے نفرت تلے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میری جان لوٹ آ کہیں اور دیر نا ہو جائے کہیں تجھے اور پچھتانا نا پڑے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اس کے کندھے پے ہاتھ رکھ کے اسے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تجھے کس نے کہا میں پچھتا رہا ہوں بلکل نہیں میں بلکل نہیں پچھتا رہا ہوں اور مجھے کیوں پچھتانا چاہیے کیا غلطی ہے میری وہ قاتل تھا میری بہن کا اس کا قتل کر کے مجھے کوئی پچھتاوا نہیں ہوا بلکے سکون ملا ہے سکون اور آج بھی اداس نہیں ہوں ہم یہاں جب

اداس ہوتے ہیں صرف تب نہیں بلکہ جب خوش ہوتے تب بھی آتے ہیں اور آج یہاں میں اپنی خوشی سلیبریٹ کرنے آیا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے اس سے نظریں چرائی کیونکہ اس کی نظروں میں دیکھ کے وہ جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا ساحل جو تو کہہ رہا ہے اگر وہ سچ ہے تو تو مجھ سے نظریں کیوں چرا رہا ہے۔۔۔۔۔تمہاری یے نظریں تمہارا ساتھ کیوں نہیں دے رہی اس بات میں کی تو سچ کہہ رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔یے تو مجھے کسی اور اذیت کا ہی پتا بتا رہی ہے میری جان ابھی بھی وقت ہے لوٹ آ ورنہ پچھتاوے کے علاوہ کچھ نہیں بچے گا دیکھو وہ معصوم ہے اس سب میں اس کی کوئی غلطی نہیں تو تم اسے سزا دے رہے ہو تمہارے مطابق تمہارا گناہ گار اسرار تھا اس کا قتل کر چکے ہو تم تو کیوں اسے سزا دے رہے ہو تم چھوڑ دو اسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اسے سمجھانے کی ایک بار پھر سے جو شش کی تھی اسے پتا تھا اسے سمجھا کے وہ صرف دیوار کے ساتھ ماتھا پیٹ رہا ہے جس سے اثر تو کوئی پڑے گا نہیں البتہ اسے ہی چوٹ لگے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

غلطی تو سحر کی بھی نا تھی اسے کس بات کی سزا دی تھی اسرار نے صرف اس ڈائری کو

جلانے کی تمہیں پتا ہے جب میں نے جنازہ پڑھا تھا نا سحر کا اور بابا سائیں کا تب خود سے یے وعدہ کیا تھا کی میں اس کے سارے گھر والوں کو تباہ کر دونگا ان کو بھی وہیں تکلیف دونگا جو مجھے ملی ہے اور ان کی وہ تکلیف وہ تڑپ صرف لہر کو تکلیف دینے سے ملے گی۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل نا بنو پتھر نا بن جوالہ جس کا لاوا ابل ابل کے اسے ہی تباہ کر دیتا ہے اسے ہی ختم کر دیتا ہے ویسے ہی کہیں تیرا غصہ تیری نفرت تجھے تباہ نا کر دے ابھی بھی وقت ہے آجا پیچھے میں مانتا ہوں سحر کے ساتھ جو ہوا اس میں اس کی کوئی غلطی نا تھی پر جو ہونا تھا ہو گیا نا وہ لہر نے تو نہیں کیا نا معاف کر دے اسے تو اب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یوسف ایسا تم کہہ سکتے ہو کی جو ہونا تھا ہو گیا کیونکہ وہ تمہاری بہن نا تھی میری بہن تھی تم نے وپ اذیت نہیں سہی جو میں نے سہی ہے اور بھلے اس کی وجہ لہر نا تھی پر اس کا بھائی اسرار تو تھا نا اور اب اسرار کے کیے کی سزا اس کی بہن بھگتے گی۔۔۔۔۔۔۔۔

واہ ساحل آج تو نے مجھے بھی پرایا کر دیا یار اتیری بہن تھی میری نہیں مطلب اس کے جانے سے صرف تجھے فرق پڑا ہمیں نہیں۔۔۔۔۔۔واہ یار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف اس کے کندھے پے ہاتھ رکھ کے وہاں سے اٹھا واقعی آج اسے بہت تکلیف ہو رہی تھی

ساحل کی کہی گئی باتیں اس کے دل پے ایسے لگی تھی جیسے کسی نے خنجر اس کے دل کے آر پار کیا ہو جسے وہ اپنی جان سے زیادہ محبت کرتا تھا اس کا بھائی بچپن کا ساتھی اسی نے اسے پرایا کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یوسف میری بات سن میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔ساحل بھی جلدی سے اس کے ساتھ اٹھا

جی میری جان ہو جاتا ہے خیر صبح بات کرے ہیں اللہ کے حفظ وامان میں۔۔۔۔۔یوسف اسے کہتا وہاں سے نکل گیا اور وہ بھی وہاں کچھ دیر رہ کے حویلی کی طرف چل دیا۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کی جب آنکھ کھلی تو شاید رات کے تین بج رہے تھے اس نے اپنے پاس دیکھا تو وہ معصوم سی لڑکی اس کے پاس سوئی ہوئی تھی اسے تو سمجھ نا آرہا تھا کی وہ کب سوئی تھی ہاں اسے اس لڑکی نے دودھ پلایا تھا اس کے بعد وہ سو گئی تھی شاید اس دودھ میں نیند کی میڈیسن تھی لہر نے ایک مسکراتی نظر سامنے اس معصوم اس لڑکی پر ڈالی جسے وہ جانتی

تک نا تھی پر اس نے اس کی اتنی پرواہ کی تھی کاش سب اس جیسے ہوتے پر کاش کاش ہی رہتا ہے۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اپنے دل میں خود سے کہا

اور جب اس نے موبائل پے وقت دیکھا تو تین بج رہے تھے وہ اٹھی وضو کر کے تہجد ادا کیے اور پھر دعا میں ہاتھ اٹھائے تو بے ساختہ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے اور اس نے بغیر آواز کے رونا شروع کر دیا اس کے پاس الفاظ نا تھے کی کیا کہے بس آنسو ہی رواں تھے بہت دیر رونے کے بعد جب اس کے آنسو خشک ہوئے تو وہ اٹھی جائے نماز سمیٹا اسے پیاس لگی تھی اس نے ادھر ادھر پانی کے لئے دیکھا پر جگ خالی تھا اسے تو پتا بھی نا تھا کی اب پانی کہاں ہو گا پر جب پیاس شدت پکڑ گئے تو اللہ کا نام لے کے باہر نکل آئی اور ڈھونڈتے ڈھونڈتے کچن مل ہی گیا کچن میں آ کے اس نے پانی پیا وہ ابھی پانی پی ہی رہی تھی جب اسے باہر سے کوئی کانچ کی چیز ٹوٹنے کی آواز آئی وہ پانی کا گلاس رکھ کے جلدی سے باہر آئی۔۔۔۔۔۔۔وہ جب ہال میں آئی تو ایک لڑکا جو کی لہر کو دیکھا دیکھا لگ رہا تھا پوری طرح سے لڑکھڑا کے چل رہا تھا شاید وہ نشے میں تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمر کی نظر جب لہر پر پڑی تو وہ اس کی طرف بڑھا اس کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ لہر پیچھے ہٹتی گئی پر اب دیوار تھی کہاں جاتی وہ اور وہ اس کے قریب تھا

ہر جگہ تم ہی نظر آرہی ہو اب دیکھو نا آج نشے میں بھی تم ہی نظر آرہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہا تھا بابا کو پر وہ کہتے دوبارہ تمہاری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نا دیکھوں اب خود دیکھو میں کہاں دیکھتا ہوں تم خود مجھے نظر آتی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمر نے اسے لڑکھڑاتی آواز میں کہا اور اس سے تھوڑا دور ہٹ کے وہ کانچ کی شراب کی بوتل جو کی اس کے ہاتھ میں تھی پورے زور سے زمین پے ماری اور پھر اس کے قریب ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ جو کی ابھی حویلی میں آیا تھا اپنے سامنے یے سب دیکھ کے اس کا تو دماغ غصے سے پھٹنے پے آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر جو پہلے سے ہی گھبرائی ہوئی تھی ساحل شاہ کی آواز پے اس کا دل خوف سے تیز دھڑکنے لگا تھا اس کا جسم کانپ رہا تھا اب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اف لالا سائیں آپ ابھی بھی یہاں آپ تو سپنے میں بھی مجھے چین کا سانس نہیں لینے دینگے نا لالا سائیں کم از کم میرے سپنوں میں تو مجھے اکیلا چھوڑ دیتے لہر کے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمر ساحل کی آواز پے بدمزہ ہو کے اس کی طرف بڑھا تھا

ساحل اس کی بات کو نظر انداز کرتا لہر کی طرگ بڑھا اور لہر جو کی ابھی تک خوف سے

اسی دیوار سے چپکی ہوئی تھی ساحل نے اسے بازو سے دبوچ کر اپنی طرف کھینچا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور اس کی نازک گال پے اپنے ہاتھ کے نشان چھوڑے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے بے یقینی سے اپنی گال پے ہاتھ رکھ کے ان نشانوں کو چھوا اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کی ساحل شاہ نے اس پے ہاتھ اٹھایا تھا خیر جب سے وہ یہاں آئی تھی ہر کسی کے الگ الگ روپ ہی دیکھ رہی تھی اس کی زندگی تو ایک پہیلی بن کے رہ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی اتنی رات کو یوں حویلی میں کہیں آنے کی کسی کی اجازت کے بغیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ اس پے دھاڑا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی آواز پے لہر اندر تک کانپ گئی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل شاہ آپ میں کیا اب اتنی بھی تمیز نہیں رہی کی کسی عورت پے ہاتھ نہیں اٹھاتے۔۔۔۔۔۔۔عمر نے جو بوتل توڑی تھی اس آواز پے سب نیچے آئے تھے پر یہاں جو ہوا اسے دیکھ کے احسان شاہ کا غصہ تو ساتویں آسمان کو چھو رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احسان شاہ کی آواز سن کی ساحل نے جلدی سے لہر کی بازو کو

اپنے شکنجے سے آزاد کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور لہر جو پورے طریقے سے اس کے رحم و کرم پے تھی اس کے چھوڑنے سے نیچے گری تھی اریزے جو پاس ہی کھڑی تھی وہ جلدی سے اس کے قریب آئی تھی اور اسے سہارا دے کے کھڑا کیا تھا

اریزے اسے یہاں سے لے جائو۔۔۔۔۔۔۔شاہ سائیں کے کہنے پے اریزے اسے لے کے اپنے کمرے کی طرف چل دی

ساحل ہمیں آپ سے اس حرکت کی امید ہر گز نا تھی آج آپ نے ایسے حرکت کر کے یے ثابت کر دیا کی وجدان شاہ اور ثمیں، اور ہماری تربیت میں کوئی کمی رہ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ سائیں اپنی ضبط کی آخری حد پے تھے اس وقت

دیکھیں دادا سائیں یے میرا اور میری بیوی کا معاملہ ہے میں نہیں چاہتا کوئی بھی اس کے بیچ میں آئے باقی اس گستاخی کے لئے آپ سے معافی چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ اپنی بات کہتا وہاں سے واک آئوٹ کر گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا درد ہو رہا ہے کیا۔۔۔۔۔۔۔اریزے اس کی۔گال کے اس ریڈ نشان پے مرہم لگا رہی تھی جب اس کی ہلکی سی سسکی پر اس نے پوچھا

ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہ اچھا سوری میں اب آرام سے کرتی ہوں۔۔۔۔۔اریزے اس کو مرہم تو پہلے ہی آرام سے لگا رہی تھی پر اب اور احتیاط سے لگا رہی تھی

تمہارے آرام سے لگانے سے کیا ہو گا۔۔۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔۔۔اس کی بات اریزے کو سمجھ نا آئی تھی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مطلب کی درد تو ہو رہی ہے مجھے پر اس چوٹ پر نہیں۔۔۔۔یہاں درد ہو رہے ہے مجھے۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اپنے دل پے انگلی رکھ کے اس کی طرف اشارہ کیا ساتھ ساتھ اس کے آنسو بھی اس کی آنکھوں سے نکلنا رواں ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔تمہیں پتا ہے کتنا درد ہوتا ہے جس سے آپ اتنی محبت کرو اس کی نفرت دیکھ کے اس کی جو نفرت ہے نا میرے دل پے کسی تیر کی ماند لگتی ہے جو بھی ہوا تھا اس میں میری تو کوئی غلطی نا تھی تو مجھے کس چیز کی سزا مل رہی ہے کیوں وہ مجھ سے نفرت کیوں کرتا ہے وہ میں نے تو کچھ

نہیں کیا تو مجھے کس بات کی سزا مل رہی ہے جانتی ہو جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اس سے محبت کی ہے میں نے اور آج مجھے میری محبت کا یے صلہ مل رہا ہے۔۔۔۔۔۔کیوں آخر کیوں۔۔۔۔۔۔لہر اس سے گلے لگ کے رو رہی تھی۔۔۔۔۔

کیا ہوا درد ہو رہا ہے کیا۔۔۔۔۔۔۔اریزے اس کی۔گال کے اس ریڈ نشان پے مرہم لگا رہی تھی جب اس کی ہلکی سی سسکی پر اس نے پوچھا

ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہ اچھا سوری میں اب آرام سے کرتی ہوں۔۔۔۔اریزے اس کو مرہم تو پہلے ہی آرام سے لگا رہی تھی پر اب اور احتیاط سے لگا رہی تھی

تمہارے آرام سے لگانے سے کیا ہو گا۔۔۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔۔۔اس کی بات اریزے کو سمجھ نا آئی تھی

مطلب کی درد تو ہو رہی ہے مجھے پر اس چوٹ پر نہیں۔۔۔۔یہاں درد ہو رہے ہے مجھے۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اپنے دل پے انگلی رکھ کے اس کی طرف اشارہ کیا ساتھ ساتھ اس کے آنسو بھی اس کی آنکھوں سے نکلنا رواں ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔تمہیں پتا ہے کتنا

درد ہوتا ہے جس سے آپ اتنی محبت کرو اس کی نفرت دیکھ کے اس کی جو نفرت ہے نا میرے دل پے کسی تیر کی ماند لگتی ہے جو بھی ہوا تھا اس میں میری تو کوئی غلطی نا تھی تو مجھے کس چیز کی سزا مل رہی ہے کیوں وہ مجھ سے نفرت کیوں کرتا ہے وہ میں نے تو کچھ نہیں کیا تو مجھے کس بات کی سزا مل رہی ہے جانتی ہو جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اس سے محبت کی ہے میں نے اور آج مجھے میری محبت کا یے صلہ مل رہا ہے۔۔۔۔۔۔کیوں آخر کیوں۔۔۔۔۔۔لہر اس سے گلے لگ کے رو رہی تھی۔۔۔۔

اچھا پلیز اب تم چپ ہو جاؤ اتنا نا روؤ پلیز۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اس کی پیٹھ سہلائی اور پھر اسے خود سے الگ کر کے پانی دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یے لو پی لو۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اسے پانی دیا جسی لہر نے تھام لیا۔۔۔۔۔۔۔۔

تم جانتی ہو جب میں پندرہ سال کی تھی تو ایک دن میں اسکول سے آ رہی تھی اس دن میں اکیلی تھی میرے ساتھ میری جو سہیلی آتی تھی وہ آئی نا تھی میں اکیلی اسکول سے واپس جا رہی تھی گھر ایک بجے کا وقت تھا ہمارے دونوں گائوں جو سڑک جدا کرتی ہے نا وہاں پے دو تین لڑکوں نے میرا راستہ روکا میں تو پہلے سے ہی گھبرائی ڈری ہوئی تھی پہلی دفعہ یوں اکیلی جا رہی تھی اور رستے میں یوں لڑکوں کا رستہ روکنا میرے تو ہاتھ پیر

ہی پھول گئے تھے تب مجھے ان لڑکوں سے ساحل سائیں نے بچایا تھا اس دن سے لے کر مجھے ان سے محبت ہے مجھی کچھ بھی نہیں پتا تھا کی کون ہیں وہ کہاں سے ہے پر میں ہر روز ان کا انتظار کرتی تھی صبح پانچ بجے جب وہ اپنی زمینوں کی طرف جاتے تھے میں روز صبح اتنا جلدی اٹھ کے دو کلو میٹر کا سفر طئے کر کے صرف ان کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے آتی تھی اور جانتی ہو جب میں شہر پڑھنے چلی گئی تو شہر سے ہر سیٹرڈے کی نائٹ وہاں سے گائوں آتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اور آج میری محبت نے ہی مجھ پے ہاتھ اٹھالیا مجھے درد ہو رہی ہے اریزے پر گال پر نہیں دل پر ان کا تھپڑ گال پر نہیں میرے دل پر لگا ہے کسی خنجر کی طرح۔۔۔۔۔۔۔۔۔آخر میری غلطی کیا تھی صرف یہیں کی میرے بھائی نے اس کی بہن کے ساتھ زیادتی کر کے قتل کر دیا یے بات جب بھی سوچتی ہوں تو بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے میرے ماما بابا کی تربیت ایسی تو ہر گز نا تھی جو میرا بھائی ایسا کچھ کرے۔۔۔۔۔۔۔۔میرے فیملی نے بھی مجھ سے یت سب چھپایا ہاں ہو سکتے ہیں ان کے اپنے ریزن ہو وجہہ ہو وہ میرے لیے ہی بہتر ہو پر جب اتنے سارے رازوں کا انکشاف آپ پر ایک ہی وقت میں ہو تو اس کا وزن سہنا آسان نہیں ہوتا جہاں آپ کو ہمیشہ سے بس محبت اور لاڈ ملا ہو وہاں اتنے سارے لوگوں کی نفرت سہنا بہت مشکل ہے میرے لیے۔۔۔۔۔۔۔اور وہ بھی اس شخص کی نفرت سہنا جس سے آپ اتنی

محبت کرتے ہو بلکل آسان نہیں میرے لیے بہت مشکل ہے بہت مشکل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اپنے دل میں چھپے تمام درد اس سے شیئر کر دیے کیونکہ اب اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا لہر بس پلیز اب تم رونا مت پلیز جاؤ موں دھو آئو۔۔۔۔۔۔۔اس کی باتیں سن کے اریزے کی آنکھوں سے بھی آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی بات پے لہر اٹھی اور موں دھونے چلی گئی اب وہ اریزے کو اور پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ویسے تمہارا نام کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اریزے سے پوچھا

اریزے۔۔۔۔۔۔۔

ماشاءاللہ بہت پیارا نام ہے بلکل تمہاری طرح۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا یے لو چینج کر لو ابھی میرا سوٹ پہن لو آج لالا سے تمہارے لیے کپڑے منگوا لونگی۔۔تم چینج کر کے آجاؤ پھر نیچے چلتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اسے ایک بلیک کلر کا پنجابی سوٹ تھمایا

نہیں مجھے نیچے نہیں جانا۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اس کی بات پے جلدی سے نیچے جانے سے انکار کیا اسے پھر سے ساحل شاہ کی کی گئی حرکت یاد آ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں کیوں نہیں جانا لالا سے ڈر رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اس کے کندھے پے ہاتھ رکھ کر پوچھا جس پے لہر نے ہاں میں گردن ہلائی

تم فکر نا کرو میں ہوں تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم بس چینج کر کے آ جاؤ کچھ نہیں کہینگے لالا آپ کو وہ اتنے برے بھی نہیں ہے لہر بس غصے کے تیز ہیں تم جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پکانا۔۔۔۔لہر نے اس کے ہاتھ پے اپنا ہاتھ رکھا

ہاں پکا۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے مسکرا کے کہا جس پے وہ ہاں کہتی واشروم میں چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ فریش ہو کر نکلی تو بلیک پنجابی سوٹ میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی اسے دیکھ کے اریزے نے بے ساختہ ماشاءاللہ کہا

اریزے بیبی جی وہ لہر بیبی کو شاہ سائیں بلا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ملازمہ نے آ کے انہیں

اطلاح دی

اچھا ٹھیک ہے تم جائو وہ آجاتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے ملازمہ کو جانے کا کہا

چلو میں تمہیں شاہ جی کے کمرے میں چھوڑ آتی ہوں وہ بلا رہے ہیں

تمہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی کون۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمارے دادا سائیں۔۔۔۔۔اریزے کے بتانے پے لہر نے سکون کا سانس لیا کیونکہ

اسے لگا تھا وہ شاہ جی ساحل شاہ۔ہے

اچھا اب چلیں۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اس سے پوچھا

ہاں چلو۔۔۔۔۔۔۔لہر اسے کہتی سر پر دوپٹہ سیٹ کرتی اس کے ساتھ چلنے

لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یے لو اب تم اندر جائو۔۔۔۔۔۔اریزے نے شاہ جی کے روم کے باہر پہنچ کر اسے کہا

تم اندر نہیں چلو گی۔۔۔۔۔۔لہر نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا

نہیں شاہ جی نے تمہیں بلایا ہے مجھے نہیں تم جائو۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے کے کہنے پے وہ

روم کا دروازہ کھول کے اندر بڑھی ابھی وہ مشکل سے ہی دو قدم آگے بڑھی ہو گی کی اپنے سامنے وہاں ساحل شاہ کو کھڑا دیکھ کر اس کی اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی سانس نیچے ہی رہ گئی۔۔۔۔۔۔

آجائو لہر بیٹا۔۔۔۔۔۔۔شاہ سائیں نے اسے دیکھ کے اندر آنے کا کہا اور وہ مرے مرے قدم اٹھاتی ساحل شاہ کے قریب آ کے رکی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمیں آپ دونوں سے کچھ بات کرنی ہے اس لیے آپ دونوں کو بلایا ہے ہم نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ سائیں نے ان دونوں کو دیکھ کے کہا

جی شاہ جی حکم کریں۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے جھکی نظروں سے کہا کیونکہ آج وہ شرمندہ تھا شاہ جی کے سامنے اس نے شاہ جی کو جواب دیا تھا اور اس نے لہر پے ہاتھ اٹھا کے بھی غلطی کی تھی چاہے کچھ بھی ہو عورت پے ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا اسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل سائیں آج پہلی دفعہ آپ کا سر ہمارے سامنے جھکا ہوا ہے آپ کی غلطی کی وجہ سے ہمیں امید ہے کی دوبارہ آپ ہماری بات ٹال کے وہ غلطی نہیں کرینگے۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے ساحل شاہ کے جھکے سر کو دیکھ کے افسوس سے

کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی شاہ جی۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ ان کی بات کے جواب میں بس اتنا ہی کہہ پایا تھا

ساحل سائیں چاہے کچھ بھی ہو لہر بیوی ہیں آپ کی نکاح ہوا ہے ان کا آپ سے اس لیے یے آپ سے جڑے ہر رشتے ہر چیز پر اتنا ہی حق رکھتی ہے جتنا آپ کا ہے اس لیے آج سے یے آپ ہے کے کمرے میں رہے گی اور رہی بات ہاتھ اٹھانے کی تو ہمیں امید ہے آپ دوبارہ یے غلطی نہیں کرینگے ورنہ ہم آپ سے بڑے ہیں پورا حق رکھتے ہیں آپ کو مارنے کا امید ہے آپ ہماری بات سمجھ گئے ہونگے اور اس کا مان رکھیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی شاہ جی۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ بس اتنا کہہ کے وہاں سے چلا گیا اور لہر اس کی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خادم حسین۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے ملازم کو آواز دی۔۔۔۔۔

جی شاہ جی۔۔۔۔۔۔ان کے حکم پے خادم حسین کسی چراغ کے جن کی طرح حاضر ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

جائو بیبی جی کو ساحل سائیں کے کمرے میں چھوڑ آئو۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور ہاں یے لو لہر سائیں آپ یے کپڑے اور کچھ سامان ہے لیتی جائو۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے کچھ بیگس لہر کی طرف بڑھائے۔۔۔۔۔۔۔۔اور لہر انہیں تھامتی خادم حسین کے پیچھے چلنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔

بیبی جی یے رہا ساحل سائیں کا کمرہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔خادم حسین اسے کمرے کے پاس چھوڑ کر چلا گیا اور وہ روم میں آ گئی وہاں ساحل شاہ کو نا پا کر اس نے سکون کا سانس لیا ابھی وہ تیار نا تھی اس کا سامنا کرنے کیلئیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اندر آئی اس نے روم کو غور سے دیکھا اور پھر وہ بیگس وہیں بیڈ پر رکھ کر اس نے الماری کھولی اور اپنے سوٹس رکھنے کیلئے جگہ بنانے لگی اس نے ساحل شاہ کی بلیک کلر کی شرٹ اٹھائی اور اسے دیکھنے لگی اسی وقت ساحل شاہ روم میں داخل ہوا تھا اس کے ہاتھ میں اپنی شرٹ دیکھ کے ساحل شاہ کے ماتھے پے بل آئے تھے اور وہ غصے سے اس کی طرف آیا تھا

تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میری چیزوں کو چھونے کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ اپنے سامنے موجود اس نازک سی لڑکی پے غرایا تھا اور اس نے وہ شرٹ اٹھا کے زمین پے پھینکی تھی اور اس پے آگ لگا دی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔جس چیز کو تم نے چھوا بھی ہو اس

چیز کو ساحل شاہ ایک نظر دیکھنا بھی پسند نہیں کرے گا نفرت ہے مجھے تم سے لہر چودھری اور دیکھ لو یہیں اوقات ہے تمہاری بھی میری زندگی میں۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے اس کے بال اپنی مٹھی میں جکڑے تھے ضبط کرنے کے باوجود بھی لہر کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے تھے اور اس نے ساحل کے غصے کو اور طیش دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور وہ اسے وہیں دھکیل کے باہر کی طرف چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اپنے بہتے آنسو صاف کیے کیونکہ اسے اب یہیں نفرت جھیلنی تھی اور اس نے خود سے عہد کر لیا تھا کی وہ اس نفرت کو محبت میں بدل کر دم لیگی ساحل شاہ جتنی اس سے نفرت کرتا ہے اس سے زیادہ وہ اسے خود سے محبت کرنے پر مجبور کر دے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل سائیں جتنی نفرت کرنی ہے کر لیں آپ کی نفرت سے زیادہ میری محبت سچی ہے۔۔۔۔۔اگر آپ ضدی ہیں تو لہر ساحل شاہ بھی ضدی ہے اور وعدہ ہے میرا خود سے جتنی آپ مجھ سے نفرت کرتے ہیں اس کئی گنا زیادہ محبت کرنے پر مجبور کر دونگی آپ کو میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر خود سے کہتی اپنے سوٹس پھر سے الماری میں رکھنے لگی اور پھر وہاں سے نیچے کی طرف آگئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اے لڑکی ہمارے یہاں لڑکیاں یوں نہیں چلتی جاجا کے باورچی خانہ میں کام دیکھ شانزے اپنے ساتھ اسے بھی لیتی جائو۔۔۔۔۔۔۔۔۔سریا بیگم نے اسے یوں گھومتے دیکھا تو ڈپٹا اور ساتھ ہی شانزے کو اسے ساتھ لے جانے کا کہا

آجائو لہر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شانزے نے اسے کہا اور لہر اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی اور جب باورچی خانہ میں آئی تو تقریبن گھر کی سب عورتیں وہیں موجود تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔صبح صبح اسے وہاں دیکھ کے زینی کا تو حلق تک کڑوا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے یہاں کیوں لائی ہو۔۔۔۔۔زینی نے شانزے سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ بیبی نے کہا تھا اسے اپنے ساتھ باورچی خانہ لے جائو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب اگر آ ہی گئی ہو تو آ کے کام بھی کر لو یا پھر وہیں کھڑے رہ کر ہی دیکھنا ہے سب تو نے۔۔۔۔۔۔۔۔زینی نے اسے نفرت بھری نگاہ سے دیکھ کے کہا اور لہر دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی اس طرف گئی۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا لہر بیٹا ایسے کیوں کھڑی ہو۔۔۔۔۔۔پروین بیگم نے اسے دیکھا وہ بلکل امامہ جیسی

تھی دکھنے میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ آنٹی مجھے کھانا بنانا نہیں آتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں پٹخاتے ہوئے شرمندگی سے کہا

تو تمہیں آتا ہی کیا ہے گھر والوں کو سکھانا چاہیے تھا نا جب انہیں پتا ہے کی کسی کے گھر ونی بن کے جانا ہے کام تو کرنے ہے تم نے اب مفت کی روٹیاں تو توڑو گی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔زینی نے اس پے طنز کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

الحمدللہ ڈاکٹر ہوں میں اور سب سے بڑی بات مجھ میں بات کرنے کی تمیز ہے جو کی آپ میں بلکل نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے بھی زینی کی آنکھوں میں دیکھ کے جواب دیا وہ ساحل کی سن سکتی تھی وہ اس کی محبت تھا اس کا شوہر تھا اب اگر کوئی بڑا کچھ کہتا تو بھی وہ ادب سے چپ رہتی پر زینی اس سے چھوٹی تھی اور اس کا اس طرح سے کہنے پے وہ بلکل خاموش نہیں رہ سکتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنی حد میں رہو لڑکی۔۔۔۔تمہاری اتنی ہمت کی تم مجھے جواب دو اس گھر میں تمہاری اوقات صرف ایک ملازم کے برابر ہے۔۔۔۔۔۔۔زینی نے اس کی بات پے غصے سے کہا

دیکھو محترمہ کوئی مانے یا نا مانے مجھے کوئی فرق نہیں پڑھتا میرا اور ساحل سائیں کا نکاح ہوا ہے اور میرے لحاظ سے اسلام میں جس سے نکاح ہوا سے بیوی مانا جاتا ہے نوکر نہیں۔۔۔۔۔اور رہی بات اوقات کی تو آج صبح شاہ جی نے بھی کہہ دیا تھا کی جو چیز ساحل سائیں کی ہے وہ میری بھی ہے اس پے جتنا حق ساحل سائیں کا ہے اتنا میرا بھی ہے اور ہاں تمیز تو تمہیں کرنی چاہیے میں بات صرف ساحل سائیں کی اور مجھ سے بڑوں کی سنتی ہوں اور میں تم سے عمر میں بھی بڑی ہوں اور رشتے میں بھی اس لیے آگے سے تم زبان سنبھال کے بات کرنا مجھ سے ورنہ جواب دینا لہر ساحل شاہ کو بھی آتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر اسے انگلی دکھا کے وارن کیا زینی کا تو غصہ ساتویں آسمان پے تھا اس کی باتوں پے تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس سے پہلے کی زینی کچھ کہتی پروین بیگم نے اسے ٹوک دیا

لہر بیٹا آجائو میں آپ کو کھانا بنانا سکھاتی ہوں۔۔۔۔۔پروین بیگم نے اس کے ماتھے پے پیار سے ہاتھ پھیرا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھینکس آنٹی۔۔۔۔۔۔لہر انہیں کہہ کے ان سے سیکھنے لگی

سنو۔۔۔۔۔۔۔عمیر جو گنگ کر رہا تھا جب اسے اپنے پیچھے جانی پہچانی آواز آئی اس نے مڑ کر دیکھا تو شاہ زمان چودھری کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا اس کے رکنے پے شاہ زمان چودھری اس کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے میری بیٹی سے ملادو ایک بار۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے عمیر سے ہاتھ باندھ کے التجا کی

جی۔۔۔۔۔۔عمیر نے جلدی سے ان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑے۔۔۔۔۔۔یے کیا کر رہے ہیں آپ پھپھا جی۔۔۔۔۔۔

بیٹا سائیں مجبور ہوں آپ بس ایک بار مجھے میری بیٹی سے ملادو وہ غلط سمجھ رہی ہیں ہمیں مجھے ملنا ہے۔۔۔۔۔۔۔شاہ زین چودھری نے بے بسی سے کہا

ضرور پھپھا سائیں آج شام کو نہر کے قریب پانچ بجے آجایئے گا۔۔۔۔۔۔۔عمیر انہیں کہتا وہاں سے آگے بڑھ گیا کیونکہ اس سے شاہ زمان کی یے حالت نہیں دیکھی جا رہی تھی ایک باپ اپنی بیٹی کے لئے کتنا مجبور ہوتا ہے نا جسے وہ اتنے نازوں سے پالتا

ہے ایک دن کسی اور کو سونپنی پڑتی ہے کتنا مشکل ہوتا ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بند کتاب میں خالی اوراق رکھتے ہیں

دل کو آئینے کی طرح شفاف رکھتے ہیں

ایک بار کا ھم سے ملنا کر دیتا ھے دیوانہ

اپنی گفتگو میں کچھ ایسا انداز رکھتے ہیں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ھم سے ملو تو ذرا فاصلے سے ملا کرو

ھم دل میں اتر جانے کا کمال رکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سائرہ احد کو ناشتے کے لئے بلانے آئی تو وہ اسے دیکھ کے شاعری کرنے لگا۔۔۔۔۔۔

اتنے دنوں سے دیکھ اور مل رہے ہیں آج تک تو کبھی آپ ہمارے دل میں اترے نہیں۔۔۔۔۔۔۔سائرہ نے اسے شرارتن کہا

اب کیا کریں آپ کا دل دل نہیں پتھر ہے اور ہمارا دل آپ کے اس پتھر پر فدا

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہوں ں س۔۔ خیر آپ باہر آجائیں کھانے پر سب آپ کا انتظار کر رہے

ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سنو وہ لڑکی کیسی ہے۔۔۔۔۔۔۔احد نے لہر کے بارے میں پوچھا

ویسے آپ کیوں پوچھ رہے ہیں اس کے بارے میں۔۔۔۔۔۔سائرہ نے اپنی کمر پے

ہاتھ رکھ کے اسے گھورا

دیکھو اس کو بغیر غلطی کے سزا مل رہی ہے اور ہاں ساحل لالا نے بغیر غلطی کے اسے

کل تھپڑ مار دیا مجھے برا لگ رہا ہے بہت یار اور ٹینشن ہو رہی ہے اف کورس بھابھی ہے

میری بڑی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہر گز نہیں وہ آپ کی بھابھی نہیں ہے آپ کی بڑی بھابھی صرف زینی بنے گی بس

۔۔۔۔۔۔۔۔سائرہ اسے کہتی وہاں سے چل دی اور وہ بھی پریشان سا نیچے آگیا

اب کھانا تو بن گیا ہم بھی چلیں باہر۔۔۔۔۔۔لہر نے آج پہلی دفعہ کھیر بنائی تھی وہ بہت اکسائٹڈ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں چلو۔۔۔۔۔۔پروین بیگم نے اسے کہا

پر کیوں اماں ہمیں تو آج تک ڈائننگ ٹیبل پے جانے نہیں دیا اور اسے لے کے جا رہی ہیں۔۔۔۔۔زینی نے طنز کیا

بیٹا سائیں آپ لوگ کنواریاں ہوں لہر شادی شدہ اور بہو ہے اس گھر کی ہزار ذمیداریاں ہے اس کی کھانا بھی پروسیگے اپنے سائیں کو۔۔۔۔۔۔پروین بیگم اسے کڑی نظروں سے دیکھ کے کہتی وہاں سے لہر کو چل کے ڈائننگ ٹیبل کی طرف آ گئی۔۔۔۔۔۔۔

جائو لہر سائیں جا کے اپنے سائیں کو کھانا پروسو۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے لہر کو کہا جس پے وہ ساحل شاہ کی چیئر کی طرف بڑھی اور اسے کٹوری میں کھیر پروس کے دی ساحل شاہ نے اس کے کانپتے ہاتھوں کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور اس کے بعد وہ کھیر کھائی وہ واقعی ٹیسٹی بنی تھی

جائو لہر سائیں جا کے اپنے سائیں کو کھانا پروسو۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے لہر کو کہا جس پے وہ

ساحل شاہ کی چیئر کی طرف بڑھی اور اسے کٹوری میں کھیر پروس کے دی ساحل شاہ نے اس کے کانپتے ہاتھوں کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور اس کے بعد وہ کھیر کھائی وہ واقعی ٹیسٹی بنی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر کی نظر ساحل شاہ کے چہرے کے زاویوں پر تھی کی اسے کھیر کیسی لگی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل سائیں اگر آپ نے کھیر کھا ہی لی ہے اور اگر اچھی بھی لگی ہے تو نیک دے دو اپنی بیگم کو۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ سائیں نے مسکرا کے لہر کو دیکھا پھر ساحل شاہ کو کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل شاہ نے ان کی بات پے پہلے لہر کو دیکھا۔۔۔۔لہر جو ساحل کو دیکھ رہی تھی اس کے دیکھنے پے نظریں جھکا گئی۔۔۔۔۔ساحل نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور کچھ نوٹ نکال کے ٹیبل پے رکھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل سائیں ہاتھوں میں دے لہر کو ان کا نیک۔۔۔۔۔۔۔شاہ سائیں نے افسوس سے اسے دیکھ کے کہا۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے وہ نوٹ اٹھا کے لہر کی ہتھیلی اپنے ہاتھ سے آگے کر کے اس کی ہتھیلی پر رکھ دیے اور پھر اس کی مٹھی بند کر کے وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ جب بھی اسے دیکھتا تھا اس کی وہ کالی آنکھیں اسے

اپنی طرف اٹریکٹ کرتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسے دیکھ کے اس کا دل ایک الگ ہی ترنگ میں دھڑکنا شروع کر دیتا تھا اس لیے وہ جتنا ہو سکے اس سے دور رہنے کی کوشش کرتا تھا ابھی بھی وہ اس کی ہتھیلی پے پیسے رکھ کے وہاں سے جلدی سے چلا گیا وہ اپنی نفرت کو ہر گز محبت میں بدلنے نہیں دے سکتا تھا اور وہ بھی تو کسی اور سے محبت کرتی تھی اس سے نا کرتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر اس کی پشت کو دیکھتی رہی جب تک وہ اس کی آنکھوں سے اوجھل نا ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ادھر آئو لہر سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔احسان شاہ کی آواز پے لہر نے احسان شاہ جی طرف دیکھا اور اس کی طرف بڑھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جی جی شاہ جی۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ان کے قریب جا کر ان سے کہا جس پے انہوں نے اس کی ہتھیلی پے دو کنگن رکھے۔۔۔۔۔اور لہر نے انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یے ہمارے خاندانی کنگن ہے ہماری بڑی بہو کے پاس رہتے ہیں پہلے ثمینہ کے پاس تھے اب تمہارے پاس اب تم اس گھر کی بڑی بہو ہو آج سے یے ہر وقت آپ کی کلائی کی زینت بنے ہونے چاہیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احسان شاہ نے اس کی سوالیہ نظروں کو دیکھ کے

مسکرا کر جواب دیا

جی جی شاہ جی۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ان کی مسکان پے مسکرا کے جواب دیا

پر شاہ جی یے اس گھر کی بہو نہیں ہے اور نا ہی کبھی بن سکتی ہے یے ایک ونی ہے اور اس کی حیثیت اس گھر میں صرف ایک ملازم کی ہی ہے آپ کیسے اسے خاندانی کنگن دے سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔سر تاج شاہ نے نفرت سے لہر کو دیکھ کے کہا اسے دیکھ کے ان کے زخم تازہ ہو جاتے تھے ان کی نظروں کے سامنے ان کے بڑی بھائی اور بھتیجی کا جنازہ آنکھوں کے سامنے آجاتے تھے۔۔۔۔۔۔۔وہ درد بھرا منظر ان کی نظروں سے ایک فلم کی طرح گذرتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

احسان شاہ نے افسوس سے سر تاج شاہ کی طرف دیکھا ان کا وہ بیٹا جو ہر وقت سچ کا ہی ساتھ دیتا تھا کسی پر ظلم نہیں کرتا تھا ہر فیصلے میں انصاف ضروری سمجھتا تھا آج کیسے لہر کے بارے میں کیا الفاظ ادا کر رہا تھا شاید اس کی آنکھوں پے بھی ساحل شاہ کی طرح نفرت کی پٹی بندھی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بابا سائیں صحیح کہہ رہے ہیں سر تاج۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔امان شاہ نے بھی سر تاج شاہ کی ہاں میں ہاں ملائی

آج تک کبھی تم لوگ میرے فیصلے کے خلاف نہیں گئے نا ہی کبھی مجھ سے سوال کیے ہیں آج بھی میں نے جو فیصلہ کیا ہے وہ ہی ہو گا اس گھر میں میں نے لہر شاہ زمان چودھری کو اب لہر ساحل شاہ مان لیا ہے اور شاہ گھر کی بڑی بہو بھی تم لوگ بھی جتنا جلدی اس حقیقت کو تسلیم کر لو اچھا ہے اور جس کو میرے فیصلے سے کوئی مسلئہ ہے تو وہ جا سکتا ہے۔۔۔۔۔۔۔احسان شاہ اپنی بات کہہ کے وہاں سے چلے گئے

یوسف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ حویلی سے سیدھا یوسف کے پاس آیا تھا وہ اس وقت اپنی زمینوں کا حساب دیکھ رہا تھا ساحل کی آواز پے اس نے اسے کوئی رسپونس نا دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یوسف۔۔۔۔۔۔ساحل نے ایک بار پھر اسے بلایا جانتا تھا وہ اس سے ناراض ہے پر وہ نہیں رہ سکتا تھا ایک ہی تو تھا وہ صرف جس سے وہ اپنی ساری باتیں شیئر کرتا تھا اس کا بچپن کا ساتھی کل تو اسے غصے میں کہہ دیا تھا پر اب کیسے مناتا اسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یوسف بات سن میری۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے اس کے ہاتھ میں پڑی فائل اس سے

چھین کے نیچے رکھی اور اسے پاس پڑی چارپائی پر بٹھایا۔۔۔۔۔۔۔دیکھ میں معافی مانگتا ہوں تجھ سے کل تجھے جو بھی کہا اس سب کیلئے اب تو معاف کر دے غصے میں تھا اس وقت میں مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کی میں کیا کروں۔۔۔۔۔۔۔تم پوچھ رہے تھے نا اداس کیوں ہو جب کی میں تو اسے سزا دینا چاہتا تھا تکلیف دینا چاہتا تھا اور جب اسے تکلیف مل رہی ہے تو اداس کیوں ہوں نظریں کیوں چرا رہا ہوں میں۔۔۔۔۔۔۔تو سنو یوسف نہیں دے پاتا میں اسے تکلیف جب بھی اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھتا ہوں تو اس کے آنسو میرے دل پے گرتے ہیں میں اسے تکلیف دینا چاہتا ہوں اسے اس تکلیف میں تڑپانا چاہتا ہوں تاکہ چودھریوں کو بھی پتا چل جائے پر کیا کروں میں نہیں دے سکتا اسے تکلیف اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کے میرا دل دھڑکنا بند کرنے لگتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل کی آنکھیں اس وقت لال تھی شاید ضبط سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس لیے تو کہہ رہا ہوں چھوڑ دے اس نفرت کو میری جان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اسے کہا

ہر گز نہیں ساحل شاہ اسے کبھی معاف نہیں کرے گا لہر کو تکلیف تو دو نگا میں چاہے کچھ

بھی ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل میری جان ایک بار پھر سے سوچ لے ایسا نا ہو تجھے زیادہ پچھتانا پڑ جائے میری جان۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اسے ایک بار اور سمجھانے کی کوشش کی

بلکل نہیں ساحل شاہ اپنے فیصلے نہیں بدلتا۔۔۔۔۔۔۔

صحیح ہے نا بدلو تم ساحل سائیں پر مجھے یقین ہے جس نے تمہارا دل دھڑکا دیا ہے وہ تمہارے فیصلے بھی بدل دے گی ساحل شاہ بہت جلد تمہارے دل میں اس نفرت کے اندھیرے کی جگہ محبت کی روشنی پھیلے گی۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے مسکرا کے اسے کہا

ہر گز نہیں ایسا کبھی نہیں ہو گا کیونکہ وہ بھی کسی اور سے محبت کرتی ہے اور میں اسے خود سے نفرت کرنے پے مجبور کر دونگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل کو اس کی وہ بات یاد آئی جب اس نے بتایا تھا کی وہ کسی اور ے محبت کرتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تجھے کس نے کہا کی وہ کسی اور سے محبت کرتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اس کی بات پے اسے سوالیہ دیکھا

اس نے خود نے۔۔۔۔۔ساحل نے اسے اس سے ہونے والی ساری ملاقاتوں کے

بارے میں بتایا۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہاہاہا۔۔۔۔۔۔ساحل سائیں وہ تمہیں اگر اشارہ کر رہی ہے تو تم سمجھ تو لیتے کی وہ تم سے ہی محبت کرتی ہے بلکہ محبت نہیں عشق ساحل شاہ وہ بھی پچھلے دس سال سے۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ اس کی محبت میں تمہاری نفرت سے کئی گنا زیادہ طاقت ہے اس لیے تو تم نے اسے خود دعا دی اور اب تمہارا دل بھی اس کیلئے دھڑک رہا ہے۔۔۔۔۔۔مجھے یقین ہے کی بہت جلد وہ تمہیں ہمارا پہلے والا ساحل بنا دے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اس کی بات پے طنزیہ قہقہا لگایا

ایسا کبھی نہیں ہونے دے گا ساحل شاہ۔۔۔۔۔ساحل شاہ اپنی بات کہ کے جلدی سے اٹھ کے وہاں سے باہر جانے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل سائیں بھاگ لو جتنا بھاگنا ہے پر محبت تو تمہیں ہو ہی چکی ہے اور اب بہت جلد یے تمہاری اس نفرتی جگہ بھی لے لے گی۔۔۔۔میری باتوں سے تو بھاگ سکتے ہو پر محبت سے نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ کے کانوں میں پیچھے سے یوسف کی آواز۔پڑی جسے وہ نظر انداز کرتا آگے بڑھ گیا

—

کوئی چوتھی بار اس کا فون رنگ ہوا تھا پر شاید اس پر ابھی بھی رات کا نشہ چڑھا ہوا تھا آخر کار پانچویں رنگ پے اس کی آنکھ کھل ہی گئی اس نے موبائل اٹھا کے دیکھا تو کسی فرینڈ کی کال آرہی تھی اس نے فون کٹ کر کے موبائل سائڈ پے رکھا اور پھر آنکھیں موندلی اور کچھ پل بعد اس نے فٹ سے آنکھیں کھولی اور بیٹھ گیا اس کو رات جو کیا سب یاد آنے لگا۔۔۔۔لہر یہاں یہاں کیسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور لالا سائیں نے اس پر ہاتھ بھی اٹھایا۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں ہر گز نہیں ایسا نہیں ہو سکتا شاید وہ سب میرا نشہ ہی تھا جس میں کچھ بھی الٹا سیدھا دیکھ لیا لگتا ہے رات کچھ زیادہ ہی پی لی تھی۔۔۔اف خدایا۔۔۔۔۔۔۔۔عمر اپنی سوچوں کو ٹالتے اٹھا اور فریش ہونے چلا گیا فریش ہو کے نیچے آیا تو اس کے واقعے ہی ہوش ٹھکانے لگے تھے جب اس نے سیڑھیوں سے اترتی سیاہ لباس میں ملبوس لہر کو دیکھا مطلب جو رات ہوا وہ سب سچ تھا پر یے یہاں کیا کر رہی تھی اور ساحل نے اسے تھپڑ کیوں مارا تھا اس کا کیا تعلق لہر سے۔۔۔۔۔۔ایسے کئی سوال اس کے دماغ میں گھومنے لگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یے کون ہے اماں سائیں۔۔۔۔۔۔عمر نے انیسہ بیگم سے پوچھا۔۔۔۔۔

ساحل سائیں کی بیگم اور تمہاری بھابھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔انیسہ بیگم کے جواب پے عمر کی آنکھوں میں تو خون اتر آیا تھا وہ غصے میں وہاں سے نکل کے سیدھا زمینوں پے سر تاج شاہ کے پاس آیا تھا

بابا سائیں کیا آپ کے سب اصول صرف مجھ پے ہی لاگو ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔عمر بغیر لحاظ کے ان کے سامنے کھڑا ہو کے ان سے سوال پوچھ رہا تھا

کیا مطلب عمر ہم سمجھے نہیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بابا سائیں آپ سے بہتر اور کون سمجھ سکتا ہے جب کل میں نے آپ سے لہر سے شادی کیلئے کہا تھا تب آپ نے منع کر دیا تب دشمنی سامنے آگئی اور ساحل لالا نے شادی کر لی تو کچھ نہیں ہوا ان کے تو سو خون معاف ہیں نا آپ کیلئے۔۔۔۔۔۔۔

عمر ان کی شادی بیس سال پہلے ہو چکی ہے۔۔۔۔۔

بابا سائیں مجھے نہیں پتا ان کی شادی کب بھی ہوئی ہو میرا اس بات سے کوئی مطلب نہیں بابا سائیں پر ایک بات یاد رکھیں لہر صرف میری ہے صرف میری اور کسی کی نہیں اور میں اسے اپنا بنا کر ہی دم لونگا جو کرنا ہے کر لیں آپ۔۔۔۔۔۔۔اس سے پہلے کی

سر تاج شاہ اپنی بات مکمل کرتے عمر نے بیچ میں ہی اپنی بات کہہ

دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور وہاں سے چل دیا

یااللہ کیا کروں میں اس لڑکے کا۔۔۔۔۔۔ سر تاج شاہ نے اس کی پشت کو دیکھ کے

افسوس سے کہا

مامی سائیں پلیز کھانا کھالیں نا آپ پلیز مامی سائیں اب ضد نا

کریں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر اپنے روم کی طرف جا رہی تھی جب اسے ایک روم سے

اریزے کی آواز آئی اس نے اس طرف دیکھ تو اریزے کسی کے پاس بیٹھی اس کے

سامنے چمچ کیے اس کو کھانا کھلانے کی کوشش کر رہی تھی انہیں اس نے باہر نہیں دیکھا

تھا نا رات نا صبح لہر کے قدم بے ساختہ اس کمرے کی طرف بڑھے۔۔۔۔۔۔۔۔کیا

ہوا اریزے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے وہاں پہنچ کر اریزے سے

پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر کی آواز پے اریزے کے ساتھ ساتھ ثمینہ بیگم نے بھی

چہرہ اوپر کر کے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ نہیں مامی سائیں کھانا نہیں کھا رہی تو بس انہیں کھانا کھلانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اسے مسکرا کے جواب دیا

لہر۔۔۔۔۔۔لہر۔۔۔۔۔۔۔۔ہو نا تم۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم نے اسے دیکھ کے اٹک اٹک کے اپنا جملہ مکمل کیا۔۔۔۔انکی بات پے لہر کے ساتھ ساتھ اریزے نے بھی انہیں حیرانی سے دیکھا تھا

جی ہاں۔۔۔۔۔۔لہر نے انہیں دیکھ کے کہا جس پے ثمینہ بیگم نے لہر کا ہاتھ پکڑ کے اسے اپنے ساتھ بیڈ پے بٹھایا اور اس کے ماتھے پے بوسہ دیا۔ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے تھے۔۔۔۔۔اریزے نے انہیں حیرانی سے دیکھا جو کی کسی سے بات تک نا کرتی تھی ساحل شاہ سے بھی نہیں کوئی ان سے کتنا بھی کچھ پوچھ لے وہ جواب نا دیتی تھی اور اب لہر سے خود پوچھ رہی تھی اور بیس سال بعد اسے پہچان بھی لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مامی آپ کو یاد ہے لہر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے ان سے پوچھا جس پے انہوں نے اسے کوئی جواب نا دیا

یے لو لہر مامی کو تم کھانا کھلا کے دیکھو۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اسے کھانے کی پلیٹ

دی اور لہر نے روٹی کا نوالہ بنا کے انکے موں کے سامنے کیا جسے ثمینہ بیگم نے کسی چوں چاں کے کھالیا۔۔۔اریزے ابھی تک یے سب دیکھ کے پریشان تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لہر نے انہیں سارا کھانا کھلایا اور پھر اریزے کی بتائی ہوئی سب دوائیاں بھی ۔۔۔۔۔۔اور ثمینہ بیگم نے آج بغیر کسی ضد کے کھانا اور دوائی کھالی

کیسی۔۔۔۔ہو۔۔۔۔۔تم۔۔۔۔۔۔کتنی۔۔۔۔بڑی ہو گئی

ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر دیکھو تمہاری مامی ابھی تک نہیں بھولی تمہیں پہچان لیا تمہاری مامی+ساس نے تمہیں میری ننھی ڈول۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم نے اپنی آنکھوں کے آنسو صاف کر کے اس کو دیکھ کے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں۔۔۔۔۔۔میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔۔لہر کو تو ہے بھی نہیں پتا تھا کی یے کون ہیں اور وہ اس کی مامی کیسے ہوئی ہاں اگر وہ اس کو اس کی ساس کہہ رہی تھی تو مطلب وہ ساحل شاہ کی اماں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل لالا سائیں کی اماں سائیں ہے یے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی آنکھوں میں سوال دیکھ کے اریزے نے اسے جواب دیا اس سے پہلے کی اریزے اسے اور کچھ بتاتے باہر سے لہر

کو عمیر نے بلا لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور وہ باہر آ گئی

وہ۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔میری لہر ہے اریزے۔۔۔۔۔۔۔میرے ساحل کی لہر۔۔۔۔۔ ثمینہ بیگم نے اریزے کو کہا اور پھر سونے کے لئے لیٹ گئی اور کچھ دیر بعد دوائی کے زیر اثر انہیں نیند آ گئی اور اریزے بھی باہر آ گئی۔۔۔۔۔

جی جی عمیر لالا۔۔۔۔۔۔لہر عمیر کے پاس آ کے کہا

میرے ساتھ چلو۔۔۔۔۔۔ عمیر نے اسے اپنے ساتھ آنے کا کہا

پر کہاں کیوں کس لیے چلوں آپ کے ساتھ۔۔۔۔۔۔لہر نے ایک ہی سانس میں کئی سارے سوال پوچھ ڈالے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بس تم چلو میرے ساتھ بہنا۔۔۔۔ تمہارے سوالوں کے جواب جہاں جا رہا ہوں وہاں چل کے مل جائینگے تمہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمیر نے اسے کلائی سے پکڑا اور باہر لے کے آ کے کار میں بٹھایا اور گاڑی اسٹارٹ کر دی

لالا کچھ بتائیں گے کہاں لے کے جا رہے ہیں مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے پریشانی سے اس سے پوچھا

بہن اگر لالا کہہ رہی ہو تو یقین بھی رکھو جہاں لے جا رہا ہوں وہاں سب سوالوں کے جواب مل جائیگے آپ کو۔۔۔۔۔۔ عمیر نے اس کے کہا جس پے وہ چپ ہو گئی اور کچھ ہی دیر بعد عمیر نے گاڑی نہر کے قریب روکی۔۔۔۔۔۔۔۔ باہر جاؤ۔۔۔۔۔۔۔ اس نے لہر سے کہا جس پے پہلے تو لہر نے اسے دیکھا پھر دروازہ کھول کے باہر نکلی جہاں اس کے بابا سائیں کھڑے اسی کا انتظار کر رہے تھے اپنے بابا کو دیکھ کے لہر کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے اور جا کے ان کے سینے سے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بس میری جان بس اب مت روئو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شاہ زمان چودھری نے اس کی پیٹھ سہلائی۔۔۔۔۔۔ لہر جلدی سے ان سے دور ہوئی۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں بابا سائیں بلکل نہیں میں آپ کے ساتھ ہر گز نہیں چلونگی جو غلطی میرے لالا نے کی تھی اس کی سزا تو ملنے ہی مجھے اور آپ میں سے بھی کسی سے نہیں ملنا مجھے جا سکتے ہیں آپ یہاں سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لہر نے نظریں جھکا کے شاہ زمان چودھری سے کہا اس میں اتنی ہمت نا تھی کی وہ انکی نظروں میں دیکھ کے ان کو جواب دیتی

ادھر آئو لہر بیٹھو میرے پاس سب کچھ سن لو مجھ سے پھر جو کہنا ہے کہہ لینا پر ایک بار اپنے بابا سائیں کی بات تو سن سکتی ہو نا تم اپنے بابا کو اتنا موقعہ تو دے سکتی ہو نا اتنا تو حق بنتا

ہے میرا کی میں اپنی بیٹی سے ایک بات کہہ سکوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان

چودھری نے اسے ایک امید سے دیکھ کے کہا

جی باباسائیں بولیں۔۔۔۔۔۔۔لہر وہیں زمین پے بیٹھ گئی اور شاہ زمان چودھری بھی

اس کے قریب وہیں بیٹھ گیا

تم اپنے بھائی کو قاتل سمجھتی ہو نا۔۔۔۔۔۔۔۔ان کے سوال پے لہر نے ہولے سے ہاں

میں سر ہلایا اور اس کے بعد شاہ زمان چودھری نے اسے ماضی بتایا۔۔۔۔۔۔جیسے جیسے

وہ ماضی بتاتے جا رہے تھے وہ پتھر کی ہوتی جا رہی تھی اس کے ساحل شاہ نے اس کے

بھائی کا قتل کیا تھا وہ بھی سچائی جانے بغیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بس یہیں تھا ماضی بیٹا سائیں ہم آپ کو تکلیف نہیں دینا چاہتے تھے اس لیے نہیں بتایا

اگر بتاتے تو تم ہر وقت اس خوف میں جیتی ہر وقت ڈرتی رہتی ساحل شاہ کے لئے اس

گائوں کے لئے تم بھی اپنے دل میں نفرت پال لیتی اور نفرت کی آگ میں صرف ہم

جلتے ہیں بس اور کوئی نہیں ہمیں لگتا ہے کی ہم اپنی نفرت سے دوسرے کو تکلیف دے

رہے ہیں یے صرف ہمارا وہم ہوتا ہے درا صل ہم خود کو تکلیف دے رہے ہوتے ہیں

یے نفرت کی آگ صرف ہمیں ہی جلاتی ہے۔۔۔۔۔اور ہم نہیں چاہتے تھے کی ہماری

بیٹی اس نفرت میں جلے اس ڈر میں جیے اس لیے نہیں بتایا ہاں اگر تم ابھی بھی ہمیں غلط سمجھتی ہو تو جا سکتی ہو میرا بچہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان شاہ کی بات پے لہر ان کے سینے سے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔بابا سائیں آئے ایم سوری میں نے آپ لوگوں کو غلط سمجھا مجھے نہیں پتا تھا کی ساحل شاہ اتنا برا انسان ہے بابا سائیں میں بھول گئی تھی کی ماں باپ کبھی اپنے بچوں کے لئے کوئی غلط فیصلہ نہیں لیتے ہیں۔۔۔۔۔۔بابا سائیں آئے ایم سوری آپ کہتے ہیں تو میں ہاتھ جوڑ کے یا پاؤں پکڑ کے بھی معافی مانگ لونگی۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے روتے روتے سسکیوں میں اپنی بات مکمل کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں میری جان نہیں بیٹیاں سر کا تاج ہوتی ہیں مان ہوتی ہیں وہ رحمت ہوتی ہیں کبھی پیر نہیں چھوتی اور آپ تو میری جان ہو آپ کے بابا کیسے آپ کی غلطی دل پے لے سکتے ہیں اب آپ رونا بند کریں۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور جائیں عمیر آپ کا انتظار کر رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے اس کے آنسو صاف کر کے اس کے ماتھے پے بوسہ دیا اور پھر اس کا دوپٹہ سر پر درست کرتے ہوئے اسے جانے کا کہا

نہیں بابا سائیں مجھے نہیں جانا مجھے ایسے شخص کے ساتھ ہر گز نہیں رہنا جو میرے بھائی کا قاتل ہو ہر گز نہیں میں ایک پل بھی اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر

نے حقارت سے جواب دیا پہلی دفعہ انہیں اس کے لہجے میں ساحل کے لئے کڑواہٹ محسوس ہوئی تھی اسے دیکھ کے شاہ زمان نے لمبا سانس کھینچا اور پھر اپنی بات شروع کی۔۔۔۔۔۔۔

میری جان میں جانتی ہوں کہ تمہارے لیے مشکل ہو گا میں تم پے کوئی زبردستی نہیں کر رہا میری جان آج تک کبھی بھی نہیں کی پر میں ساحل شاہ کے رویے سے بھی اچھی طرح سے واقف ہوں وہ اپنے سے جڑی چیزوں کو کبھی بھی اتنی آسانی سے خود سے دور نہیں جانے دیتا اور نا ہی تمہیں جانے دے گا اور اگر بات صرف اسرار کی ہی تو تم اس کے بارے میں مت سوچو دیکھو اس نفرت میں صرف ایک خاندان نہیں ہزاروں گھر الگ ہوئے ہیں بیس سالوں سے اپنوں سے جدا رہے ہیں ہمارے گاؤں میں جو ہے کچھ کے ماں باپ بہن بھائی بہت سارے لوگ اس طرف ہے وہ اتنے سالوں سے ان سے دور ہے اس دشمنی میں اب تک کئی جانیں گئی ہیں نفرت صرف تباہ کرتی ہے اور کچھ نہیں چلو آج تمہیں ایک اور راز بھی بتا دیتا ہوں تم جہاں ہو وہ تمہارے نانا کا گھر ہے ساحل شاہ تمہارے بڑے ماموں کا بیٹا ہے احسان شاہ تمہارے نانا ہے سکینہ بیگم تمہاری نانی ہے اب خود دیکھ لو ایک بیٹی بیس سال سے اپنے ماں باپ سے نہیں ملی اپنے

گھر نہیں گئی باپ کا شفقت بھرا ہاتھ اس کے سر پر نہیں پڑا ماں کی محبت بھری گود اسے نصیب نہیں ہوئی ایسے ہی ہزاروں لڑکیاں اپنے گھروں سے دور ہو گی بہت سارے لوگ اپنے خاندان سے دور ہونگے صرف اس نفرت کی وجہ سے۔۔۔۔۔۔۔۔اور میں نہیں چاہتا کی اب تم بھی اس نفرت کے سائے میں آئو میں چاہتا ہوں کی میری بیٹی اس نفرت کو محبت میں بدلے اس دشمنی کو ختم کرے۔۔۔۔۔۔۔میں تم پے کوئی زبردستی نہیں کر رہا ہوں جیسے تمہارا دل چاہے وہیں ہو گا پر ایک بات کہوں تمہاری ان آنکھوں میں اس کے لئے محبت پچھلے دس سالوں سے دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری کی اس بات پے لہر نے حیرت سے انہیں دیکھا۔۔۔۔۔۔ایسے کیا دیکھ رہی ہو میری جان تمہیں کیا لگا ہمیں پتا نہیں ہو گا اڑے بیٹی ہو ہماری بابا ہیں تمہارے تمہاری رگ رگ سے واقف ہے یے تو پھر بھی محبت ہے جو کی کبھی نہیں چھپتی میں جانتا ہوں تم اس سے دور ہو کر کبھی بھی خوش نہیں رہ سکتی ہو اور نکاح ہوا ہے تمہارا اس سے شوہر بھی ہے تمہارا وہ میں یے نہیں کہہ رہا کی تم رہو اس کے پاس اگر آنا چاہتی ہو تو ہمارے دروازے ہر وقت کھلے ہیں تمہارے لیے تمہارے بابا سائیں تمہارے چاچا سائیں تمہارے بھائی ہم سب ہیں نا تمہاری ڈھال پر ہاں میری جان پر اس سے یے نفرت اور بڑھ جائے گی ان گائوں کی دوریاں اور بڑھ

جائینگے باقی تمہارا فیصلہ تمہارا جو بھی فیصلہ ہو گا وہ اپنی سر آنکھوں پر رکھیں گے ہم آگے تمہاری مرضی کل جو بھی فیصلہ ہو عمیر کے ذریعے بھجوا دینا اب جائو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے اس کے ماتھے پے بوسہ دیا اور وہ بھی مسکرا کے وہاں سے اٹھ کے گاڑی میں آ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا انکل نے ایسا کیا کہہ دیا جو اتنی پریشان لگ رہی ہو۔۔۔۔۔۔عمیر نے اس کے چہرے کی اداسی نوٹ کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بابا سائیں نے مجھے سب کچھ بتا دیا۔۔۔۔۔۔لہر نے اپنے آنسو صاف کیے

کیا مطلب تمہیں پہلے کچھ پتا نہیں تھا کیا۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا

نہیں مجھے نہیں پتا تھا کچھ بھی۔۔۔۔۔۔۔۔آج پتا چلا سب کی اس میں میرے بھائی کی کوئی غلطی نا تھی اگر کسی کی غلطی تھی تو وہ تھا ساحل شاہ اس کی غلطی تھی اس نے میرے بھائی کو بغیر کسی غلطی کے مار دیا ایک بار اس کی بات تو سن لیتا کی وہ کیا کہنا چاہتا تھا کیوں آخر کس لیے اس نے ایسا کیا۔۔۔۔۔۔۔۔نفرت اسے مجھ سے نہیں بلکے مجھے اس سے کرنی چاہیے تھی اس نے میرے بھائی کا قتل کیا ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بہت کوشش کے باوجود بھی اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یے تمہیں پتا ہے کی تمہارا بھائی بے قصور ہے تمہارے بابا کو پتا ہے۔۔۔۔پر اسے نہیں پتا اس وقت جو حالات تھے سب کا شک اس پر گیا ایک دن پہلے لڑائی ہونا ساحل کا اسے اس طرح سے پیٹنا پھر ان کا اکیلے جانا سحر کی لاش ملنا اس حالت میں ساتھ اسرار کا لاکیٹ ملنا اس کا کچھ دن غائب رہنا یے سب اسی طرف اشارہ کر رہے ہیں کی سحر کے ساتھ زیادتی اور اس کا قتل اسرار نے کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمیر نے گاڑی روک کے اس کی طرف دیکھ کے کہا

لیکن میرا بھائی بے قصور ہے۔۔۔۔۔۔۔اپنے بھائی کے الظام پے لہر تڑپ اٹھی تھی

لیکن یے تم ثابت کیسے کرو گی ہے کوئی ثبوت تمہارے پاس کوئی گواھ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ عمیر پوری طرح سے اس کی طرف متوجہ تھا

نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر میرا بھائی بے قصور ہے۔۔۔۔۔۔۔

لہر یے تم کہہ رہی ہو نا دنیا دیکھی دکھائی باتوں پے یقین کرتی ہے ثبوت لاؤ ثابت کرو

کی اسرار بے قصور ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس سے پہلے کی لہر کوئی جواب دیتی گاڑی کا ڈور اوپن کیا اور کوئی اندر آ کے بیٹھا تھا لہر نے پہلے اس شخص کو پھر عمیر کو دیکھا

کون ہے یے۔۔۔۔۔۔۔لہر نے عمیر سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

یوسف ہے۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے یوسف کے بیٹھنے پے گاڑی اسٹارٹ کی تھی اور شہر کی طرف موڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ہاں تو بتائو لہر کیسے ثابت کرو گے کی بے قصور ہے ارسلان کیا تمہیں اصل قاتل کے بارے میں پتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر پھر سے اپنے مدے پر آیا تھا

نہیں مجھے نہیں پتا میرے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر میں جانتی ہوں میرا بھائی بے قصور ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اسے دیکھا

پھر سے وہیں بات بھا بھی سائیں ارسلان بے قصور ہے یے بات میں پچھلے بیس سالوں سے جانتا ہوں لیکن میرے جاننے سے آج تک مانی کسی نے بات نہیں نا ہمیں اس کے لئے ثبوت کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس بار گفتگو میں حصہ لینے والا یوسف تھا

لیکن میں ثبوت کہاں سے لائوں گی مجھے تو کچھ پتا بھی نہیں صحیح سے۔۔۔۔۔۔۔لہر نے الجھے الجھے لہجے میں کہا

آپ نہیں ہم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے اسے یقین دلایا کی وہ بھی اس کے ساتھ ہیں

۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں بھابھی سائیں ہم ہم تینوں نہیں ہم پانچوں مل کے اس بات کا پتا لگائینگے جیسے اس ماضی کے بارے میں جانا ہے ویسے ہی ہمیں قاتل کا بھی پتا لگانا ہے پر اس کے لئے ہمیں ٹھنڈے دماغ سے کام لینا ہو گا یوں جوش اور جلد بازی میں لیے گئے فیصلوں سے ہم کبھی بھی حقیقت نہیں جان پائینگے سچ تک نہیں پہنچ پائینگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اس سے کہا

پانچ کون۔۔۔۔۔لہر نے ان دونوں کو سوالیہ نظروں سے دیکھا

آپ میں یوسف اور اریزے اور پانچویں شخص کو میں بھی نہیں جانتا بس یوسف ہمیں اسے سے ملانے لے کے جا رہا ہے۔۔۔۔۔۔عمیر نے اسے بتایا

ہم جا کہاں رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اس رستے کی طرف دیکھا جو اس کے لئے

انجان تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بس کچھ وقت بھا بھی سائیں جلدی آپ کو پتا لگ جائے گا کی ہم کہاں جا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اسے ریلیکس کرنا چاہا اور پھر باقی کا سفر خاموشی میں گذرا کچھ وقت بعد عمیر نے گاڑی روکی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس سے آگے ہمیں پیدل چلنا ہے۔۔۔۔۔۔یوسف انہیں کہتا باہر نکل گیا لہر نے بھی اپنی چادر ٹھیک کی پھر باہر آئی اور ان دونوں کے ہمراہ چلنے لگی وہ ایک چھوٹی سی گلی تھی جس کی دونوں طرف مکان تھے بچے کھیل رہے تھے یوسف ان مکانوں میں سے ایک مکان کا دروازہ بجایا جس میں سے ایک ایک پچاس سالا مرد باھر نکلا اس نے یوسف کو دیکھ کے اسے سلام کیا اور اسے اندر جانے کا راستہ دیا وہ دونوں بھی یوسف کے پیچھے اس گھر کے اندر آئے وہ چھوٹا سا مکان تھا جس کے صحن میں ایک چارپائی رکھی ہوئی تھی اس پر ایک پینتیس سالا مرد بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔یوسف جا کے اس کے گلے سے لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیسے ہو میری جان۔۔۔۔۔یوسف نے اس سے خوشدلی سے پوچھا

کیسا ہو سکتا ہوں یہاں سب سے دور۔۔۔۔۔۔۔۔اس شخص کے جواب میں تو اداسی

تھی پر اس کے چہرے پر مسکان تھی۔۔۔۔۔۔۔۔یے دونوں کون ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔اس شخص نے عمیر اور لہر کی طرف دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہ ہاں تعارف کرانا تو بھول ہی گیا بھابھی سائیں یہاں آئیں۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے لہر کو بلایا جس پے وہ اس کے برابر کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔یے عمیر ہے تمہارے سرتاج ماموں اور انیسہ مامی کا بیٹا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور یے لہر ساحل شاہ ہے۔۔۔۔۔۔۔تمہاری بہن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے لہر کی طرف دیکھ کے کہا یوسف کی بات پے لہر نے بے یقینی سے یوسف کی طرف دیکھا حیران تو عمیر بھی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاں بھابھی سائیں یے ہیں آپ کے بھائی اسرار ارسلان چودھری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کا جواب مکمل ہونے سے پہلے ہی اسرار نے لہر کو اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ کیسی ہے میری گڑیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے اس کی پیشانی چوم کے اس سے پوچھا لہر جو ابھی تک صدمے کی کیفیت میں تھی اپنی پیشانی پر کسی کا لمس محسوس کر کے اس نے اسرار کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔بھائی بھائی آپ زندہ ہیں بھائی۔۔۔۔لہر نے بے یقینی سے اس سے پوچھا

ہاں میری گڑیا دیکھو تمہارے سامنے ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے اس کی آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کیے

یوسف یے میرے بھائی ہیں اسرار بھائی۔۔۔۔۔۔لہر نے یقینی سے یوسف سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں بیٹا سائیں یے آپ کے لالا سائیں اور ہمارے بیٹے اسرار چودھری ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری کی آواز پے سب نے مڑ کر دیکھا تو وہ گیٹ کے قریب کھڑے ان ہی کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

پر انہیں تو ساحل سائیں نے۔۔۔۔۔۔لہر نے آدھا ادھورا سوال کیا کیونکہ اس میں اتنی ہمت نا تھی کی وہ پورا سوال کرتی

گڑیا سائیں۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے ہم پے فائر ضرور کیا تھا انہوں نے اپنی بندوک میں موجود سب گولیاں ہمارے سینے میں ضرور اتاری تھی پر ہماری موت کا انتظار نا کیا تھا انہوں نے شاید وہ نا دیکھ پا رہے تھے ہماری حالت اس لیے چلے گئے اس وقت بابا سائیں اور یوسف ہمیں ہسپتال لے آئے زندگی اور موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے جب تک وہ نا چاہے آپکو کوئی نہیں مار سکتا اللہ نے مجھے زندگی دی ہاں دو سال میں قومہ میں

تھا پر پھر ٹھیک ہو گیا میں نے بہت ضد کی کی مجھے گاؤں جانا ہے پر اس وقت اب گاؤں والوں کو یہیں لگا تھا کہ میں مر گیا ہوں اور بابا سائیں کے مطابق مجھے چھپا کے رکھنا ہی صحیح تھا جب تک اصل قاتل کا پتا نہ لگ جائے ورنہ ساحل شاہ مجھے مار دے گا اس لیے پچھلے بیس سالوں سے یہاں ہوں سب سے دور ہر وقت انتظار کرتا ہوں کی کب اصل قاتل ملے گا کب یے سب ختم ہو گا اور میں بھی واپس آ جاؤ نگا سب کے ساتھ اپنوں کے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار چودھری نے لہر کو سب بتایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

واقعی اگر تم زندہ ہو تو کیا تم نہیں جانتے وہ قاتل کون ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے اس ساری گفتگو میں پہلی دفعہ کچھ بولا تھا

نہیں میں کچھ نہیں جانتا صبح میں اور سحر اسکول جا رہے تھے تو کسی نے میرے سر پر ڈنڈا مارا اور میں بیہوش ہو گیا اس کے بعد جب میری آنکھ کھلی تو ایک کنڈر میں تھا وہاں سے بھاگ کے جب واپس آیا تو بابا سائیں نے سب بتایا اور پھر ساحل شاہ

نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے اسے جواب دیا

تو کیا ساحل سائیں کو بھی پتا ہے کی اسرار لالا زندہ ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے یوسف کی طرف دیکھ کے پوچھا

نہیں بیٹا سائیں اگر ساحل کو پتا ہوتا تو میرا بیٹا اور تمہارا لالا آج تمہارے سامنے نا ہوتا اس کی نظر میں اس کی بہن کا قاتل اسرار ہے اور اس کے باپ کے موت کی وجہہ بھی اسرار ہے اور اس کی ماں کے پاگل پن کی وجہہ بھی اسرار ہے وہ نفرت کرتا ہے اسرار سے اس لیے ہم چاہتے ہیں کی آپ ختم کریں اس نفرت کو اپنی محبت سے آپ کو کیا لگتا ہے کی ہمیں نہیں پتا کیا کی ہماری بیٹی پچھلے دس سال سے ساحل شاہ سے بہت زیادہ محبت کرتی ہے شاید بے انتہا عشق۔۔۔۔۔۔۔۔۔ان کی بات پے لہر نے حیرانگی سے انہیں دیکھا مطلب وہ سب جانتے تھے۔۔۔۔۔۔۔ہاں بیٹا سائیں ہم سب جانتے تھے یے بھی کی صبح صبح ہماری بیٹی صرف اس کے دیدار کے لئے جاتی ہے اور ہاسٹل سے ہر ہفتے اسی کا دیدار کرنے کے لئے آتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بابا۔۔۔۔۔۔۔لہر ان کی بات کے جواب میں بس اتنا ہی کہہ پائی اور انکے گلے لگ کے رونے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بس میرا بچا چپ ہو جا آپ جانتی ہے محبت کے سامنے ہمیشہ نفرت ہار جاتی ہے اور اگر محبت سچی ہو تو کچھ بھی ناممکن نہیں اور ہم چاہتے ہیں کی آپ اپنی اسی محبت سے ساحل شاہ اور باقی حویلی والوں کی نفرت کو محبت میں بدلو ہم جانتے ہیں یے آسان کام نہیں پر میرا بچہ مجھے یقین ہے آپ یے کام کرو گی اپنے لالا

کے لئے اپنی اماں سائیں کے لئے دونوں حویلیوں کے لئے پورے گائوں کے لئے آپ کو کرنا ہی ہو گا میرا بچہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نی اس کی پشت سہلاتے ہوئے کہا

صحیح کہہ رہے ہیں بابا سائیں گڑیا اگر آپ ساحل سے محبت کرتی ہیں تو یقین ہے ہمیں کی ہماری بہن اپنی محبت سے سب کی نفرت کو ختم کر دے گی میں صحیح کہہ رہا ہوں نا میری گڑیا۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار چودھری نے اپنی بات کہہ کے اس سے تصدیق چاہی اور اپنی ہتھیلی آگے کی جس پے لہر شاہ زمان کے سینے سے الگ ہوئی اور اثبات میں سر ہلایا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جی بھائی میرا وعدہ ہے آپ سے میں اپنی طرف سے پوری کوشش کرو نگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اسے کہہ کے اس کی ہتھیلی پے اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے فخر ہے آپ پے لہر سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے اس کی پیشانی پے بوسہ دے کے اس کی آنکھوں سے بہتے آنسو صاف کیے۔۔۔۔۔ بلکل نہیں میری جان اب آپ نے نہیں رونا بلکل نہیں جتنا رونا تھا رو لیا آپ نے اب بلکل نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب تمہارا وہم دور ہوا کی ساحل نے اسرار کا قتل نہیں کیا۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے لہر سے مسکرا کر پوچھا جس پے اس نے مسکرا کے اثبات میں سر ہلایا

چلو ایک وعدہ تو کر لیا اب ہم سب دوسرہ کرتے ہیں کی بہت جلد اصل قاتل کو ڈھونڈینگے۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے ان سب کو کہہ کے اپنی ہتھیلی آگی کی جس پے سب نے اپنے ہاتھ رکھ لیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بابا سائیں کیا یے بات گھر میں سب کو پتا ہے کی لالا سائیں زندہ ہے۔۔۔۔۔۔لہر نے شاہ زمان چودھری سے پوچھا

ہاں بیٹا سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے اسے یک لفظی جواب دیا

اچھا چلو اب ہمیں چلنا چاہیے ساحل سائیں کے آنے سے پہلے حویلی بھی پہنچنا ہے آپ نے بھا بھی سائیں چلیں۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے کہا

نہیں ایک منٹ ابھی ایک اور کام ہے۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری کے کہنے پے سب نے انہیں سوالیہ دیکھا

لہر سائیں اپنے دادا سائیں سے بات کر لو ان کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بابا سائیں کب کیسے ہیں دادا سائیں۔۔۔۔۔۔لہر نے ان سے پریشانی سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔

آپ فکر مت کریں اب ٹھیک ہیں وہ بس آپ کی بہت فکر کرتے ہیں پریشان ہیں اس لیے ہم چاہتے ہیں کی آپ بات کر کے انہیں تصلے دے دیں۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے اسے کہہ کے موبائل پے کال لگانے لگے شاہ زین چودھری کو دوسری رنگ پے کال اٹھالی گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے موبائل لہر کو دیا۔۔۔۔۔۔

ہاں بولو شاہ زمان کیا ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دوسری طرف سے مایوس اداس آواز آئی شاہ زین چودھری کی

دادا سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے انہیں پکارا

لہر بیٹا سائیں کیسے ہیں آپ۔۔۔۔۔۔۔کہاں چلے گئے ہیں آپ اپنے دادا سائیں کو اکیلا چھوڑ کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زین چودھری کی آواز ان پے بیتی اذیت کا بتا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دادا سائیں میں بلکل ٹھیک ہوں اور آپ سے دور کہاں جائو نگی آپ فکر نا کریں بہت جلد آپ کے پاس ہوئو نگی میں دادا سائیں وہ بھی سب کے ساتھ آئے لو یو سو مچ آپ اپنا خیال رکھیے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے انہیں کہہ کے کال کٹ کر دی کیونکہ اس سے زیادہ اگر وہ ان سے بات کرتی تو کمزور پڑ جاتی اور وہ ابھی رونا بلکل نہیں چاہتی تھی اس نے کال کٹ کر کے موبائل شاہ زمان چودھری کو دیا اور پھر وہ سب باہر کی طرف بڑھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے انتظار رہے گا اس دن کا لہر جب ساحل مجھے گلے سے لگائے گا اپنے سارے شکوے دور کر کے۔۔۔۔۔۔۔۔لہر گیٹ کے قریب پہنچی تھی جب اس کے کانوں میں اسرار کی آواز پڑی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ان شاءاللہ وہ دن بہت جلد آئے گا لالا سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے مسکرا کے اسے جواب دیا اور باہر نکل گئی

کہاں گئے تھے تم لوگ۔۔۔۔۔۔۔وہ دونوں ابھی حویلی میں داخل ہوئے تھے کی سکینہ بیگم کی آواز ان کے کانوں میں پڑی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہیں نہیں شاہ بیبی۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے انہیں مسکرا کے جواب دیا اور لہر کو وہاں سے

جانے کا اشارہ کیا لہر اس کا اشارہ ملتے ہی جلدی سے روم میں چلی گئی

کہاں لے کے گئے تھے اسے آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سکینہ بیگم نے عمیر کو کڑی نظروں سے دیکھا ان کے لہجے میں اس نے پہلی بار کڑواہٹ محسوس کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ بیبی اس کے بابا سائیں سے ملانے لے گیا تھا اسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمیر نے انہیں مسکرا کے جواب دیا چاہے کچھ بھی ہو عمیر ان سے جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کس سے پوچھ کے۔۔۔۔۔۔ سکینہ بیگم کے لہجے میں ابھی بھی کڑواہٹ تھی

شاہ جی سے پوچھ کے۔۔۔۔۔ عمیر کے جواب پے شاہ بیبی چپ ہو گئی کچھ بھی ہو وہ اپنے شوہر کے فیصلے کے خلاف نہیں جا سکتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ بیبی وہ آپ کی ناتن ہے آپ کی بیٹی کی بیٹی ہے پھر کیوں آپ اس سے اتنی نفرت کرتی ہیں۔۔۔۔۔۔ عمیر ان کی آنکھوں میں لہر کے لئے نفرت دیکھ کے پوچھے بغیر نا رہ سکا۔۔۔۔

اس کی بات پے شاہ بیبی نے حیران اور پریشانی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔تجھے کس نے کہا کی وہ میری ناتن ہے کچھ نہیں لگتی وہ میری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سکینہ بیگم نے ہڑ بڑا کے جواب دیا

بس کریں شاہ بیبی مجھے شاہ جی نے سب کچھ بتایا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمیر نے ان کے جھوٹ پے طنز کیا اس کے جواب پے شاہ بیبی بغیر کوئی جواب دیت یا پوچھے وہاں سے اٹھ کے اپنے کمرے کی طرف چل دی

یا اللہ یے لوگ اتنی نفرت کیوں کرتے ہیں کسی سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمیر نے خود کلامی کی اور وہاں سے اپنے روم کی طرف چلا گیا نہانے وہ کافی تھک گیا تھا

آ گئی تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لہر نہا کے کچن میں آئی تھی وہاں سب رات کے کھانے کی تیاری کر رہے تھے لہر کو دیکھ کے اریزے نے مسکرا کے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں جی۔۔۔۔۔ لہر اریزے کی پاس کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔۔ کیا بنا رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ لہر نے اسے ٹماٹر کاٹتے دیکھا تو پوچھا

کچھ نہیں بس سبزی بنا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

مجھے بھی بتائو نا میں نے بھی کچھ بنانا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ایکسائٹمنٹ سے کہا

واہ جی واہ اب خیال آیا ہے تمہیں کام کرنے کا۔۔۔۔۔۔۔پورا دن تو پتا نہیں کہاں تھی پتا یے بھی نہیں کی شاہ خاندان کی بہو بیٹیاں ایسے باہر نہیں جاتی اور آئی ہے ساحل سائیں کی زوجہ محترمہ بننے۔۔۔۔۔۔۔۔زینی نے اسے دیکھ کے اس پے طنز کیا

میں ساحل سائیں کی زوجہ ہوں وہ میرے شوہر ہیں اور میں شاہ جی کی اجازت سے باہر گئی تھی کہیں ایسے ویسے نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔اور ہاں ویسے دوسروں کو کہنے سے پہلے خود کو دیکھ لیا کرو کسے کے شوہر پے نظر ڈالنا بھی شاہ خاندان کی عورتوں کو نہیں جچتا اور ہاں دور رہو تم مجھ سے اس دن بھی کہا تھا کی بڑی ہوں تم سے عمر میں بھی اور رشتے میں بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے بھی زینی کو دیکھ کے مسکرا کر اسے کڑا سا جواب دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لہر تم چھوڑو نا اسے میں تمہیں روٹی بنانا سکھاتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے لہر کو اپنی طرف متوجہ کیا اور پھر اس نے لہر کو آٹا گوندنا بتایا اور جیسے جیسے وہ بتاتی گئی وہ کرتی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یے دیکھو اریزے۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اپنی نقشے نما روٹی کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔۔۔۔اسے دیکھ کے اریزے ہنسنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

تم ہنس رہی ہو۔۔۔۔۔۔لہر نے موں بنا کے کہا

تم چھوڑ دو چولھا چوکھی نہیں ہو گا تم سے یے گھر داری سنبھالنا تم جیسوں کے بس میں نہیں اگر تم جیسی بیوی ہو گی تو سائیں کو تو بوکھا ہی رہنا پڑے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زینی نے اس کی ٹیڑھی میڑھی روٹی دیکھ کر کہا

تم فکر مت کرو تم اپنا گھر دیکھو میں اپنا سنبھال لو نگی۔۔۔۔۔لہر نے اسے کہہ کے آس پاس نظر دوڑائی جیسے کچھ ڈھونڈ رہی ہو اور پھر ایک گول پلیٹ لے کے اس کے حصاب سے روٹی کاٹنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب دیکھ لو زینی صاحبہ بن گئی گول روٹی۔۔۔۔۔۔لہر نے اپنی پلیٹ سے کاٹ کے کی گئی گول روٹی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اڑے واہ لہر۔۔۔۔۔۔اب جلدی جلدی بنالو کھانے کا ٹائم ہو رہا ہے۔۔۔۔۔اریزے نے اس سے کہا اور پھر وہ جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔

کہاں جا رہی ہو اریزے۔۔۔۔۔۔۔اریزے کو ایک پلیٹ لے کے باہر کی طرف نکلتا دیکھ کے اس نے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مامی کے پاس کھانا لے کے جا رہی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے مڑ کر اس کو جواب دیا

میں بھی چلوں۔۔۔۔۔۔لہر نے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔

ہاں آ جاؤ۔۔۔۔۔اریزے نے اسے کہا اور وہ گیٹس بند کر کے اس کے ساتھ آ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچھا ویسے اماں سائیں کا ٹریٹمنٹ چل رہا ہے کیا اور کس ڈاکٹر سے۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اریزے سے پوچھا

ہاں چاچی سائیں کا ٹریٹمنٹ عمیر سائیں کے کسی دوست ہیں وہ کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اسے مسکرا کے جواب دیا۔۔۔۔۔۔۔ویسے تم لوگ آج کہاں گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔اور پھر آج کی ساری باتیں لہر نے اسے بتائی جو جو بھی ہوا تھا وہ سب۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اریزے۔۔۔۔۔۔اریزے۔۔۔۔۔اس سے پہلے کی اریزے کوئی جواب دیتی نیچے سے اسے عمیر کی آواز آنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اچھا تم یے کھانا چاچی سائیں کو کھلا دو اور دوائیاں بھی میں آتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے اسے کھانے کی پلیٹ تھما کے نیچے کی طرف چل دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور وہ روم میں آ کے ثمینہ بیگم کے بیڈ کے قریب بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیسی ہو لہر۔۔۔۔۔۔۔ ثمینہ بیگم نے اسے دیکھ کے مسکرا کر پوچھا

ٹھیک ہوں اماں سائیں آپ کیسی ہیں۔۔۔۔۔۔لہر نے انہیں مسکرا کے دیکھا

۔۔۔۔۔۔اور کھانے کا نوالہ بنا کے ان کے موں کے قریب کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چلیں اماں سائیں جلدی جلدی کھانا کھا لیں پھر دوائی کھا کے سونا بھی تو ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ان کو کسی چھوٹے بچے کی طرح پچکارا اور پھر لہر نے ان کو کھانا کھلایا اور وہ خاموشی سے کھانے لگی

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔وہ ابھی ثمینہ بیگم کو دوائی کھلا رہی تھی جب اسے اپنے پیچھے سے ساحل شاہ کی آواز آئی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ سرخ آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔پہلے تو وہ اس کی سرخ آنکھیں اور غصہ دیکھ کے گھبرا

گئی پر پھر خود پر کنڑول کر کے جواب دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں اماں سائیں کو کھانا اور دوائی کھلا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ہمت کر کے اس کی آنکھوں میں دیکھ کے جواب دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خبر دار جو میری اماں سائیں کو دوبارہ کبھی اماں سائیں کہا تو۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے انگلی سے وارن کیا۔۔۔۔۔۔۔۔

تو کیا کہوں ساسوماں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لہر آج کے بعد مجھے تم ان کے قریب نظر نہیں آنی چاہیے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے اس کی بازو کو دبوچ کے کہا درد کی شدت سے لہر کی آنکھوں سے ایک آنسو گرا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل سائیں چھوڑیں میری بازو درد ہو رہا ہے مجھے۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اپنے دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کی

یے درد تو کچھ نہیں ہے لہر چودھری اس سے زیادہ درد دو نگا اگر دوبارہ تم مجھے اماں سائیں کے قریب بھی نظر آئی تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اپنی غصے سے لال

آنکھیں اس کی بھیگی آنکھوں میں ڈال کے کہا

ساحل سائیں میں نے کہیں پڑھا تھا کی غصہ اور نفرت صرف ہمیں ہی جلاتا ہے اس کی آگ سے بس ہم ہی خاک ہوتے ہیں دوسرے نہیں آپ اپنے اس غصے میں مجھے جسمانی اذیت دے رہے ہیں پر خود ذھنی اذیت میں مبتلا ہیں اور یقین کریں ذھنی اذیت جسمانی اذیت سے ھزار گنا زیادہ تکلیف دہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر کے کہنے پے ساحل شاہ کی گرفت اس کی بازو پے ڈھیلی پڑی تھی

ہر گز نہیں تمہیں تکلیف دے کے میرے دماغ کو سکون ملتا ہے لہر چودھری کوئی اذیت نہیں ہوتی مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔سکون ملتا ہے میرے دماغ کو تمہیں تکلیف میں دیکھ کے۔۔۔۔۔۔تمہارے آنسوئوں سے میرے دل کو ٹھنڈک پہنچتی ہے لہر چودھری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے اس کی بازو پے گرفت اور سخت کی تھی جس سے لہر کی دبی دبی سسکی گونجی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل سائیں چھوڑیں لہر کو۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم جو ابھی تک خاموش ان کا تماشا دیکھ رہی تھی اٹھ کے ساحل سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔لہر کے ساتھ ساحل بھی حیران تھا اس نے جلدی سے لہر کو اپنی گرفت سے آزاد کیا اس کے چھوڑنے پر ہی ثمینہ بیگم نے اسے

گلے سے لگالیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔چلے جائو یہاں سے چلے جائو۔۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم نے ساحل کو کہا

پر اماں سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل ان کے قریب آنے لگا پر انہوں نے اسے وہیں روک لیا۔۔۔۔۔۔۔۔ان کی ان حرکتوں پے ساحل کے ساتھ ساتھ لہر بھی حیران تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی وہ ساحل کو چھوڑ کے اس سے کیوں بول رہی تھی اس کی سائیڈ کیوں لے رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نے بولا یہاں سے چلے جائو ساحل سائیں۔۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم نے اس بار اسے غصے سے کہا۔۔۔۔اور ساحل ایک بے بس نظر ان پر ڈالتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل کے جانے پے ثمینہ بیگم نے اسے سامنے بیڈ پے بٹھایا اور اس کی بازو کو دیکھنے لگی جہاں ساحل کی انگلیوں کے ریڈ ریڈ نشان تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔درد ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم نے اسے دیکھ کے کہا۔۔۔۔۔۔۔کوئی نہیں دیکھنا ابھی ٹھیک ہو جائے گا جب میں مرہم لگائو نگی۔۔۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم اسے کہہ کے مرہم لگانے لگی۔۔۔۔۔۔لہر ابھی تک انہیں دیکھ رہی تھی حیرانی سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔لو ہو گیا بس۔۔۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم نے

مرہم سائیڈ پر رکھا اور اس کے ماتھے پے بوسہ دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چلو سو جائیں اب آپ اماں سائیں۔۔۔۔۔۔لہران کو لٹا کے ان کے اوپر چادر ڈال کے لائٹ اوف کی۔۔۔

گڈ نائٹ اماں سائیں۔۔۔۔۔۔لہران کو کہتی باہر کی طرف آ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔۔۔جی۔۔۔۔۔سائیں۔۔۔۔۔اریزے عمیر کے بلانے پے اس کے پاس آئی تھی۔۔۔۔

میرے ساتھ چلو۔۔۔۔۔۔عمیر نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے بیٹھک کی طرف لے جانے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہاں لے کے جا رہے ہیں مجھے آپ سائیں۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اسے کہا

بس آپ چپ چاپ چلیں ہمارے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے اس سے کہا اب اس کے قدموں میں اور تیزی آ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

عمیر نے اسے بیٹھک میں لا کے سب کے سامنے کھڑا کیا تھا۔۔۔۔۔۔بیٹھک میں احسان شاہ امان شاہ سرتاج شاہ معراج شاہ اور احد اور گائوں کے کچھ بڑے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ سب سے گذارش ہیں کی آپ سب پلیز اس وقت یہاں سے چلے جائیں مجھے میری فیملی سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمیر نے باقی موجود لوگوں کا کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور اس کے کہنے کے کچھ دیر تک وہ سب وہاں سے چلے گئے اب وہاں احسان شاہ امان شاہ سرتاج شاہ معراج شاہ اور احد تھے۔۔۔۔۔

کیا چل رہا ہے یہاں۔۔۔۔۔۔ساحل جو ابھی یہاں آیا تھا بیٹھک میں اریزے کو کھڑا دیکھ جے اس نے غصے سے عمیر سے پوچھا

کچھ بات کرنی ہے عمیر نے ہم سب سے آپ بھی آجائیں بیٹا سائیں۔۔۔۔۔۔امان شاہ نے ساحل شاہ کو بتایا اور پھر اپنے قریب بیٹھنے کا کہا۔۔۔۔ان کے کہنے پے ساحل شاہ جا کے ان کے قریب بیٹھا تھا

ہاں بر خردار بولو اب کیا بولنا ہے آپ نے۔۔۔۔۔۔احسان شاہ نے عمیر سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی مجھے اریزے سے شادی کرنی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے بغیر کوئی تمہید باندھے سیدھا مدعے کی بات کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عمیر یے کوئی تمیز۔۔۔۔۔۔۔۔سر تاج شاہ نے کچھ کہنا چاہا پر احسان شاہ نے اسے ٹوک دیا

کیا اریزے بھی شادی کرنے کے لئے رضامند ہے۔۔۔۔۔۔احسان شاہ نے عمیر سے پوچھا

آپ خود پوچھ لیں۔۔۔۔۔عمیر نے اریزے کو آگے کیا

اریزے بیٹا آپ شادی کرنا چاہتی ہیں عمیر سے۔۔۔۔۔۔احسان شاہ نے اس سے پوچھا

جی۔۔۔۔۔۔۔جی۔۔۔۔۔شاہ جی۔۔۔۔۔اریزے نے اٹک اٹک کے اپنی بات کہی۔۔۔۔۔۔

امان سائیں آپ کو اس رشتے سے کوئی مسئلہ تو نہیں نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔احسان شاہ نے امان شاہ سے پوچھا

نہیں بابا سائیں گھر کا بچا ہے سلجھا سمجھدار مجھے کیا مسئلہ ہو سکتا ہے جیسا آپ کو بہتر لگے

بابا سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔امان شاہ نے احسان شاہ کو جواب دیا

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زبیر جائو جا کے انیسہ کو بلا کے لائو اور کہنا کے خاندانی انگوٹھی ساتھ لیتی آئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احسان شاہ نے ملازم کو کہا اور اس کے کچھ دیر بعد ہی انیسہ بیگم خاندانی انگوٹھی کے ساتھ حاضر تھی

یے انگوٹھی اریزے کو پہنائو عمیر کے نام کی۔۔۔۔۔۔احسان شاہ نے انیسہ بیگم کو کہا ان کے کہنے پے اس نے ایک نظر سر تاج شاہ کی طرف دیکھا ان کے ہاں کہنے پے انہوں نے وہ انگوٹھی اریزے کو پہنائی اور اس کا ماتھا چوما۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

پر دادا سائیں مجھے صرف منگنی نہیں بلکے شادی کرنی ہے وہ بھی بہت جلد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے احسان شاہ سے کہا

ٹھیک ہے بیٹا سائیں آج سب سے پوچھ کے پھر یے بھی طئے کر لیتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احسان شاہ کے کہنے پے عمیر خوشی سے ان کے گلے لگا تھا اور پھر باری باری سب کے گلے لگا تھا۔۔۔۔۔۔

اچھا چلو کھانا کھانے چلتے ہیں۔۔۔۔۔اور ہاں انیسہ بیٹا سائیں سب کو بتا دیں کی کھانے

کے بعد ہمارے کمرے میں ہم سے ملیں۔۔۔۔۔۔۔احسان شاہ نے کہااور پھر باہر کی طرف چل دیے

وہ سب اس وقت کھانے کے بعد احسان شاہ کے روم میں تھے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل کی نظر بار بار لہر کی طرف بھٹک رہی تھی وہ اس کالے سوٹ میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زینی کو یے دیکھ دیکھ کے غصہ آرہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا برا لگ رہا ہے کیا۔۔۔۔۔۔۔ چچچچچچچ۔۔۔۔۔۔ چچچچچ۔۔۔اب میرے سائیں ہیں مجھے نہیں دیکھیں گے تو کسے دیکھیں گے۔۔۔۔۔۔۔سن لو محترمہ نکاح کے دو بولوں میں نااللہ نے بہت طاقت ڈالی ہے انسان چاہے کتنی بھی نفرت کرتا ہو اس سے پر ان دو بولوں کی وجہہ سے محبت ہو ہی جاتی ہے۔۔۔۔۔۔۔اور انہوں نے وہ دو بول میرے نام کے بولے ہیں آپ کے نام کے نہیں مس زینب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے پاس کھڑی زینی کے کان میں سرگوشی کی جس سے وہ جل کے رہ گئی

تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس سے پہلی کی زینی اسے کوئی جواب دیتی روم کا ڈور اوپن ہوا اور عمر اندر آیا

السلام علیکم۔۔۔۔۔۔ عمر نے اندر آ کے سب کو سلام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور ایک نظر بھر کے اس نے لہر کو دیکھا جو بات ساحل نے بہت غور سے نوٹ کی تھی اس کی آنکھیں غصے سے لال ہو گئی تھی

واعلیکم السلام عمر سائیں آپ لیٹ ہیں کیا پوچھ سکتے ہیں دیر سے آنے کی وجہ کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔احسان شاہ نے عمر سے پوچھا

سوری دادا سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔ عمر نے بس اتنا کہا اور اسد کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں تو ہم نے سب کو ایک ضروری بات کرنے کے لئے بلایا ہے عمیر سائیں اور اریزے ایک دوسرے سے شادی کرنا چاہتے ہیں ہمیں کوئی مسئلہ نہیں اس لیے ہم نے ان کا رشتہ طئے کر دیا ہے پر وہ صرف رشتہ نہیں ابھی شادی بھی کرنا چاہتے ہیں تو اگر آپ میں سے کسی کو مسئلہ نا ہو تو اگلے ہفتے ان کا نکاح کروانا چاہتے ہیں

ہم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احسان شاہ نے اپنی بات کہہ کے سب کو دیکھا

بابا سائیں مجھے اور تو کوئی مسئلہ نہیں پر زینب بڑی ہے اریزے سے تو اس سے پہلے اس کی شادی کیسے کروا سکتے ہیں ہم۔۔۔۔۔۔۔امان شاہ نے اپنی بات کہی

ہاں بابا سائیں عمر بھی بڑے ہیں تو ہم اس سے پہلے اس کی شادی کیسے کروا سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سر تاج شاہ نے بھی امان شاہ کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا تو ٹھیک ہے اگلے ہفتے اریزے اور عمیر کے ساتھ ساتھ ان عمر اور زینب کا نکاح بھی رکھ لیتے ہیں کیوں تمہیں کوئی مسئلہ تو نہیں نا عمر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احسان شاہ کی بات پے زینی کے تو مانو سر پر آسمان آ گرا تھا اور عمر کی آنکھیں بھی غصے سے لال ہوئی تھی اس نے ضبط سے مٹھی بھینچی تھی۔۔۔۔۔۔اس سے پہلے کی عمر کچھ کہتا سر تاج شاہ نے احسان شاہ کو مخاطب کیا۔۔۔۔۔۔۔ بابا سائیں اسے کیا مسئلہ ہو گا ہمیں کوئی مسئلہ نہیں ہے گھر کی بچی ہے آنکھوں کے سامنے پلی بڑی ہے ہمیں تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سر تاج شاہ نے اپنی بات کہی کیونکہ وہ جانتا تھا کی اگر عمر کو کچھ کہنے کا موقع دیا تو وہ ضرور منع کرے گا اس دن وہ ان کا غصہ دیکھ چکے تھے اور تو اور جنون بھی لہر کے لئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سر تاج شاہ کے جواب پے عمر نے اپنی

غصے سے لال آنکھوں سے ایک نظر ذینی کو دیکھا اور پھر سر تاج شاہ کو جانتا تھا اب اگر وہ منع بھی کر دے تو بھی کوئی فائدہ نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر اس نے سوچ لیا تھا وہ یے شادی تو ہر گز نہیں کرے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں تو طئے رہا۔۔۔۔اگلے ہفتے کے بدھ کو منگنی اور جمعہ رات کو مایوں اور مہندی اور جمعہ کو نکاح اور رخصتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم لوگ تیاری کر لو۔۔۔۔۔۔۔اب جا سکتے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔احسان شاہ نے اپنا فیصلہ سنا کے سب کو وہاں سے جانے کا کہا

دیکھ لو قسمت بھی یہیں چاہتی ہے کی تم میرے ساحل سائیں سے دور رہو اب اپنی زندگی کی طرف دھیان دو دوسروں سے جیلس ہو کے کوئی فائدہ نہیں میری دعا ہے اللہ تمہیں خوش رکھے۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اس کے کان میں سرگوشی کی اور باہر نکل گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ویسے اب سب کی شادی ہو رہی ہے کیوں نا ہم بھی شادی کر لیں۔۔۔۔۔۔۔احد نے سائرہ سے کہا

ہر گز نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔سائرہ اسے کہتی وہاں سے اٹھ گئی

چلو زینی۔۔۔۔۔۔۔وہاں سے اب سب جا چکے تھے سائرہ نے زینی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زینی۔۔۔۔۔۔۔اس کی طرف سے کوئی رسپونس نہ ملنے پے سائرہ نے اسے ایک بار پھر ہلایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں۔۔۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔۔۔زینی جیسے ہوش میں آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

چلو۔۔۔۔۔۔۔وہ زینی کو لے کے شاہ جی کے کمرے سے باہر آئی۔۔۔۔۔اور اسے اپنے کمرے میں لے آئی تھی زینی وہاں پہنچ کے زمین پے بیٹھ کے بیڈ سے ٹیک لگا کے رونے لگ گئی پہلے تو کچھ دیر سائرہ نے اسے رونے دیا پر جب اس کے رونے میں کوئی کمی نا آئی تو وہ اس کے قریب آئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بس کر اب کتنا روئے گی چپ ہو جا جو ہونا تھا ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔سائرہ نے اسے سینے سے لگایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سائرہ تم نے دیکھا نہیں کسے وہ لہر کہہ رہی تھی کی وہ ساحل سائیں کی بیوی ہے کیسے کہہ رہی تھی کی وہ ان سے محبت کرتے ہیں اور ساحل سائیں اسے دیکھ رہے تھے اور تو اور شاہ جی نے میرا رشتہ بھی طئے کر دیا بغیر مجھ سے پوچھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر میں ایسا ہر گز نہیں ہونے دونگی ساحل سائیں صرف میرے ہیں صرف میرے بس

میرے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں انہیں کسی اور کا نہیں ہونے دونگی اور میں یے شادی بلکل نہیں کرونگی مجھے پتا ہے میرے ساحل سائیں بھی مجھ سے محبت کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں جانتی ہوں اور تو اور میں یے شادی ہر گز نہیں کرونگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سائرہ کو اس طرح سے باتیں کرتی زینی ایک دم پاگل لگی تھی

دیکھ زینی میری بات سن میرے طرف دیکھ۔۔۔۔۔سائرہ نے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔۔۔۔۔اب رونا بند کر اور بھول جا ساحل سائیں کو میں تو پہلے ہی کہتی تھی کی ایک پتھر سے دل لگانے کا کوئی فائدہ نہیں بھول جا ساحل سائیں کو وہ شادی شدہ ہیں اور اب تیرے نہیں ہو سکتے تو اپنی نئ زندگی کی طرف دھیان دے پچھلہ سب بھول جا میری جان۔۔۔۔۔۔۔سائرہ نے اسے سمجھانے کی کوشش کی

نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔۔۔ساحل سائیں صرف میرے ہیں صرف میرے۔۔۔۔۔۔۔۔زینی اس پے چلائی تھی

اچھا اگر اتنا ہی یقین یے تو رو کیوں رہی ہے رونا بند کر نا تجھے یقین ہے وہ تیرے ہیں تو رونا بند کر اگر تیرے ہونگے تو کوئی بھی تجھ سے انہیں جدا نہیں کر پائے

گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سائرہ جانتی تھی اس وقت وہ بہت غصے میں ہے کسی کی نہیں سنے گی اس لیے بس اسے چپ کرانا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں ہاں تم صحیح کہہ رہی ہو ساحل سائیں صرف میرے ہیں صرف میرے بس وہ کسی اور کے نہیں ہو سکتے تو میں کیوں رو رہی ہوں۔۔۔۔۔دیکھو سائرہ اب نہیں رو رہی میں۔۔۔۔۔۔۔بلکل نہیں اب بلکل نہیں روئو نگی میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔زینی نے بے دردی سے اپنی گال پے بھتے آنسو صاف کیے۔۔۔۔۔۔۔۔اس وقت سائرہ کو اس پے بہت ترس آرہا تھا

اچھا اٹھو اٹھو یہاں سے۔۔۔۔۔۔۔۔اور اوپر بیٹھو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سائرہ نے اسے اوپر بٹھایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لو پانی پیو اور یے دوائیاں کھالو۔۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اسے پانی اور دوائیاں دی

نہیں میں نے کچھ نہیں کھانا ناہی پینا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔زینی نے اسے دور کیا

زینی دیکھ ساحل سائیں چاہیے نا کھالو ان دوائیوں کو۔۔۔۔۔۔۔۔سائرہ نے اسے زبردستی میڈیسن کھلائی اور اسے سلا دیا جلدی ہی اسے نیند آگئی کیونکہ وہ نیند کی میڈیسن تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسے دوائی دے کے وہ روم سے باہر آئی تو لہر وہیں

دروازے کے باہر ٹہل رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔سائرہ نے اسے تفتیشی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کیسی ہے اب زینی۔۔۔۔۔۔لہر نے سائرہ کو دیکھ کے اس سے پوچھا

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔سائرہ نے مسکرا کے جواب دیا

اوہ ٹھینک گاڈ مجھے ٹینشن ہو رہی تھی ایسی کنڈیشن مینج کرنا بہت مشکل ہوتا ہے میں ابھی ابھی گذر چکی ہوں اس کنڈیشن سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے لمبا سانس لے کے کہا

ہاں ٹھیک ہے وہ بس دوائیوں کے زیر اثر سو گئی ہے وہ۔۔۔۔۔۔۔ویسے ایک بات پوچھوں۔۔۔۔۔۔۔سائرہ نے اس سے اجازت طلب کی

ہاں ہاں کیوں نہیں پوچھو کیا پوچھنا ہے۔۔۔۔۔

زینی تم سے اتنا برا بے ہیو کرتی ہے اور تم اس کی فکر کر رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔سائرہ نے آدھا ادھورا سوال کیا

دیکھو وہ سائیں سے بچپن سے محبت کرتی اس کا یے رویہ نیچرلی ہے اگر اس کی جگہ میں ہوتی تو میرا بھی یہیں رویہ ہوتا آئے شیور پر دل کی اچھی ہے وہ اور میں نہیں چاہتی کی

کسی ایک وجہ سے وہ زندگی میں پیچھے رہ جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اس کے سوال پے مسکرا کے جواب دیا

اچھا ٹھیک ہے کافی ٹائم ہو گیا ہے میں تو چلی سونے تم بھی سو جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔سائرہ کا روم آ چکا تھا

ہاں گڈ نائٹ۔۔۔۔۔۔۔لہر اسے کہتی آگے بڑھ گئی اس کے سامنے سے آتے عمر نے اس کا راستہ روک لیا تھا لہر نے چہرہ اوپر کر کے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سائیڈ ہٹیں میں نے جانا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے غصے سے کہا

اگر نا جانے دوں تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمر نے مسکرا کر اس کی آنکھوں میں دیکھ کے کہا

یے کیا بد تمیزی ہے سائیڈ ہٹیں میں نے بولا۔۔۔۔۔۔۔لہر نے غصے سے اسے کہا

نا لہر سائیں اب تو بلکل نہیں ہر گز نہیں آپ صرف ہماری ہیں صرف ہماری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمر کی بات پے لہر کا ہاتھ اٹھا تھا جسے عمر نے ہوا میں ہی تھام لیا تھا

نا نا لہر سائیں یے غلطی نا کریے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھ پے ہاتھ اٹھا کے بہت پچھتانا پڑے

گا آپ کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہٹیے یہاں سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے چھڑوانا چاہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور یے منظر دور کھڑے ساحل شاہ نے دیکھا تھا اس کی آنکھیں یے دیکھ کے غصے سے لال ہو گئی تھی اس سے پہلے کی وہ اس طرف جاتا لہر وہاں سے جا چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لہر روم میں آئی تو وہ سامنی ہے صوفے پے بیٹھا سگریٹ کے کش پے کش لے رہا تھا پورے روم میں سگریٹ کی بدبو پھیل گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر کو اس ماحول سے گھٹن محسوس ہونے لگی اسے اس سموک سے کھانسی ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔کسی کی کھانسی کی آواز پے ساحل شاہ نے اپنی موندی آنکھیں کھولی۔۔۔۔۔۔۔۔۔سامنے دیکھا تو لہر کھانس رہی تھی کھانسنے کی وجہہ سے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے اب ساحل نے سگریٹ کو پائوں کے کے نیچے روندا اور گلاس میں پانی نکال کے لہر کے قریب آیا۔۔۔۔۔۔۔

ادھر آئو یہاں بیٹھو۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے بیڈ پے بٹھایا اور پانی پلایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور پانی چاہیے۔۔۔۔۔ساحل نے اس سے پوچھا جس پے اس نے انکار میں گردن ہلائی ساحل شاہ نے گلاس وہیں رکھا اور کھڑکیوں کے پردے ہٹا کے ان کو کھولا تا کہ سگریٹ کی بو اور سموک باہر نکل جائے۔۔۔۔۔۔۔۔کھڑکیاں کھولنے سے چاند کی ہلکی ہلکی روشنی اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اندر آرہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں الرجی ہے کیا سموک سے۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے لہر کی طرف دیکھ کے اس سے پوچھا

ہاں۔۔۔۔۔۔۔لہر نے یک لفظی جواب دیا۔۔۔۔۔

پہلے بتاتی ناپاگل ہو تم اگر کچھ ہو جاتا تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے ڈانٹا۔۔۔۔۔

کچھ ہو جاتا تو بھی کیا ہوتا آپ کو تو کوئی فرق نہیں پڑتا نا۔۔۔۔۔۔لہر نے اس کی طرف دیکھ کے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں نہیں پڑتا مجھے فرق۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے دوسری طرف موں کر کے اس سے کہا

ساحل سائیں اگر فرق نہیں پڑتا تو میری آنکھوں میں دیکھ کے کہیں نایوں موں موڑ

کے کیوں کہ رہے ہیں ساحل سائیں مان لیں کی آپ کو فرق پڑتا ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر کی بات ابھی ادھوری تھی کی ساحل شاہ نے اس کی طرف

بڑھ کے اسے بازو سے پکڑ کے اپنے سامنے کھڑا کیا

نہیں پڑتا مجھے فرق کوئی فرق نہیں پڑتا مجھے تمہاری تکلیف سے مجھے سکون ملتا ہے تمہیں

تکلیف پہنچا کے سمجھ آئی تمہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے لہر کی آنکھوں میں

آنکھیں ڈال کے کہا اس کی گرفت اتنی سخت تھی کی لہر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے

اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ ساحل شاہ نے اس کی بازو کو آزاد کیا اور خود باہر چلا

گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل سائیں آج آپ کو میری جسمانی تکلیف نظر آ رہی ہے ان شاء

اللہ بہت جلد میری ذھنی تکلیف بھی سمجھ آئے گی اور احساس ہو جائیگا کی میں آپ سے

محبت کرتی ہوں آپ کے یے الفاظ بہت زیادہ تکلیف دیتے ہیں مجھے سائیں بہت زیادہ

جان نکال دیتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔پر کوئی بات نہیں مجھے یقین ہے میری محبت پر بہت

جلد آپ کو میرا بنا دے گی سائیں بہت جلد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اپنی بازو پے

موجود اس کی انگلیوں کے نشانوں کو اپنی انگلیوں سے چھوا اور پھر وہیں صوفے پے بیٹھ

کے اس کا انتظار کرنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خیریت اتنی رات کو یہاں یاد فرمایا ہمیں۔۔۔۔۔۔۔یوسف کی آواز پے ساحل نے اپنے پیچھے دیکھا جہاں یوسف اسی کو دیکھ رہا تھا وہ حویلی سے سیدھا یہاں اپنی مخصوص جگہ پے آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور اس نے یوسف کو بھی کال کر کے وہیں بلایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

آئو بیٹھو۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے بیٹھنے کا کہا۔۔۔

ہاں سائیں اب یہاں کھڑا رہنے تو آیا نہیں ہوں اب بتا کیوں بلایا ہے آدھے رات کو نیند حرام کر دی ہے میری تم نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اسے دیکھ کے موں بنا کے کہا

واہ جی تجھے دوست زیادہ پیارا ہے یا نیند۔۔۔۔۔ساحل نے چڑ کے کہا۔۔۔۔۔۔

افکورس نیند۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے آس پاس نظر دوڑا کے کہا

حد ہوتی ہے دفع ہو جائو پھر یہاں سے آئے ہی کیوں ہو۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے ہلکا

سا دھکا دیا

اچھا چھوڑ نا چل بتا یہاں کیوں بلایا ہے کوئی کام تھا کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے

سیر یسلی اس سے پوچھا جس پے وہ چپ ہو گیا اور کوئی جواب نہ دیا

اب کچھ بولو گے۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اس کے سر پر چپیت ماری

بھابھی سے لڑ کر آرہے ہو یا پھر سے ان پے ہاتھ اٹھایا ہے۔۔۔۔۔اس کی طرف سے

کوئی جواب نا ملنے پے یوسف نے خود اندازہ لگا کے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں نہیں۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو پھر۔۔۔۔ایسا کیا ہوا ہے جو تو بتا نہیں رہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف کے کہنے پے

ساحل نے اسے وہ بات بتائی جب اس نے عمر اور لہر کو ساتھ دیکھا تھا

تو کیا مطلب تجھے لگتا ہے کی بھابھی جس سے محبت کرتی ہے وہ عمر

ہے۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اس سے پوچھا جس پے اس نے ہاں میں گردن ہلائی اس

کے ہاں کرنے پے یوسف کا دل کیا اس کا سر پھاڑ ڈالے پاگل کہیں

کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اوبھائی دماغ ٹھیک ہے تیرا تجھے اندازہ ہے تو کیا کہہ رہا ہے تو نے

کچھ دیکھ لیا اور مان لیا کم از کم کنفرم تو کر لے پھر بولنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اسے غصے سے کہا۔۔۔۔۔۔

کیا پوچھوں اس سے کی عمر سے محبت کرتی ہے وہ یا نہیں اور کیسے پوچھوں وہ کیا سوچیگے میرے بارے میں۔۔۔۔۔۔اس کی بات پے ساحل نے جلدی سے جواب دیا پر شاید اسے اندازہ نا تھا کی اس نے اپنے ہی پائوں پے کلھاڑی ماری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اچھا کو لمبا کھینچ کے کہا اس کے اس طرح سے کہنے پے ساحل خجل ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا اچھا۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے دیکھ کے پوچھا

بھابھی کیا سوچین گی تمہارے بارے میں۔۔۔۔۔۔۔۔ویسے تمہیں کب سے فکر ہونے لگی ہے کی وہ کیا سوچین گی تمہارے بارے میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف کی نظروں اور اس طرح سے پوچھنے پے وہ خجل ہوا اب کیا جواب دیتا اس نے اس وقت کو کوساجب اس نے یوسف کو کال کر کے بلایا تھا

م۔۔۔۔میں نے کب کہا کی مجھے اس بات کی فکر ہے۔۔۔۔۔۔ساحل نے اپنی

زبان کی لڑکھڑاہٹ پے قابو پاتے کہا

اوہ۔۔۔۔۔۔شاید ابھی میں نے کہا تھا کی کیسے پوچھوں اس سے وہ کیا سوچے گی

میرے بارے میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔۔۔ساحل نے اپنا رخ دوسری طرف کیا

۔۔۔۔۔۔۔۔

بس میری جان بس کر بچپن کی محبت بھلانا آسان نہیں میری جان تجھے کیا لگتا ہے کی میں سب بھول گیا ہوں نا میری جان ابھی تک یاد ہے مجھے جب پیدا ہوئی تھی لہر تب امامہ پھپھو سائیں سے کس نے اسے لے لیا تھا اور کسی کو دے بھی نہیں رہے تھے کی وہ تمہاری ہے وہ ننھی فیری صرف تمہاری ہے اور کسی کی نہیں اور جب تین سال کی تھی تب اسے گرنے کی وجہہ سے چوٹ لگی تھی تب پوری رات کون اس کے پاس بیٹھا تھا پھپھو سائیں کو تو قریب بھی نہیں آنے دیا تھا اور وہ شہیر کی وجہہ سے گری تھی تم نے شہیر کو پیٹا بھی تھا اور وارن بھی کیا تھا کی دوبارہ وہ اس کے پاس کبھی نظر نا آئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف کی بات پے ساحل وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا تھا

بھاگ لو ساحل سائیں جتنا بھاگ سکتے ہو وہ بچپن کی محبت ابھی بھی زندہ ہے سائیں جتنا

دبا سکتے ہو دبالو اس محبت کو اور ہاں وہ پہلے محبت تھی اب عشق بنے گی

سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اسے پیچھے سے چلا کے بتایا تھا اور پھر اس کو

دیکھتا رہا جب تک وہ اس کی آنکھوں سے اوجھل نا ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔مبارک ہو بھابھی

سائیں آپ کی محنت کامیاب جا رہی ہے اور بہت جلد آپ کامیابی ملے گی ان شاءاللہ

—

وہ واپس آیا تو وہ صوفے پے سوئی ہوئی تھی شاید اس کا انتظار کرتے کرتے سو گئی تھی

کھڑکی سے آتی چاند کی روشنی سیدھا اس کے چہرے پے پڑ رہی تھی جس سے اس کا چہرہ

بہت پیارہ لگ رہا تھا۔۔۔۔ایک پل کے لئے تو ساحل شاہ کی نظریں اس پر ٹھر سی گئی

تھی۔۔۔۔۔پر ایک پل بعد جب اسے احساس ہوا کی اسے سردی لگ رہی ہے تو اس

نے الماری سے چادر نکال کے رکھی اور اسے اٹھا کے بیڈ پے لٹایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس

کی لٹیں اس کی گالوں کو چھو رہی تھی ساحل نے ایک نظر اس کے حسین سراپے کو دیکھ

کے اس کے چہرے پر آتی لٹیں اس نے ہٹائی اس کے لمس پے وہ کسمسائی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسے دیکھ کے ساحل کے چہرے پے ایک پیاری سی مسکان آئی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کا دل کر رہا تھا وہ اسے دیکھتا ہی رہے نظریں نا ہٹائے اس پر سے۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے اس کے اوپر چادر ڈالی اور آگے بڑھنے کے لئے مڑا کی اس کی بازو میں بندھا وہ بریسلیٹ جو کی لہر نے دیا تھا اس کی چابی لہر کے بازو میں موجود بریسلیٹ میں موجود لوک میں چپک گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے نیچے بیٹھ کے اس کو نکالنا چاہا تھوڑا کھینچنے کے بعد وہ جدا ہو گیا ساحل نے اس چابی پھر لوک کی طرف دیکھا اسے تجسس ہوا تھا کی آخر لہر نے یے گفٹ دیا کیوں۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اپنے بریسلیٹ میں موجود چابی لہر کے بریسلیٹ میں موجود لوک میں لگائی وہ لوک کھل گیا وہ بیچ میں سے کھلا تھا ساحل نے اسے کھولا تو اس میں ایک طرف لہر کی بچپن کی تصویر اور دوسری طرف ساحل شاہ کی تصویر تھی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ دیکھ کے ساحل کے چہرے پے بے ساختہ مسکان آئی تھی اس نے لہر کی تصویر کو اپنی انگلی کے پوروں سے چھوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اگر اس کے پاس اس کی بچپن کی تصویر تھی اس کا مطلب تھا وہ اس سے محبت کرتی تھی عمر سے نہیں یوسف صحیح کہہ رہا تھا کی وہ اسی سے محبت کرتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یے بات سوچ کے ہی اس کو ایک الگ ہی خوشی ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے چہرے پے ایک پیاری سی مسکان آئی تھی جو کی جدا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔اس نے آرام سے اس لوک کو بند کیا اور کھڑا ہوا

اس کی نظر ایک بار لہر کے چہرے کی طرف گئی وہ اس کے قریب جھکا اور اس کے ماتھے پے بوسا دیا۔۔۔۔۔۔وہ اس کے لمس پے کسمسائی تھی۔۔۔۔۔۔اس کے حرکت کرنے پے ساحل شاہ اس سے جلدی سے دور ہٹا جیسے کوئی چوری کر رہا ہو اور وہ اٹھ نا جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر اس کے بس کروٹ بدلنے پے اس نے سکون کا سانس لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس پے ایک نظر اسے دیکھا پھر اس کی دوسری طرف سے تکیہ اٹھا کے صوفے پے آیا اور لیٹ گیا اس کی نظر بھٹک بھٹک کے لہر کی طرف جا رہی تھی ۔۔۔۔۔اس کے کانوں میں یوسف کے الفاظ گونجے۔۔۔۔۔۔بچپن کی محبت کو بھلانا آسان نہیں ہوتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بات یاد کر کے مسکرایا تھا پر ایک پل میں اس کی مسکان غائب ہوئی تھی جب اسے سحر اور وجدان شاہ کی میت یاد آئی۔۔۔۔۔۔اس نے اسی پل لہر سے نظریں پھیری تھی اور آنکھیں بند کر کے سو گیا۔۔۔۔۔۔۔

—

کانوں میں پڑتی اذان کی آواز سے وہ کسمسا کے اٹھی تھی اپنے آپ کو بیڈ پے پا کر اور اپنے اوپر چادر ڈلی دیکھ کے وہ مسکرائی اور سامنے دیکھا جہاں وہ صوفے پے سویا ہوا تھا اس پے

ایک نظر ڈال کے وہ اٹھے نہا کے اس نے نماز ادا کی نماز ادا کرنے کے بعد اس نے تلاوت کی۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی تلاوت کی آواز پے ساحل کی آنکھ کھلی تھی اس نے دیکھا تو وہ اس سے تھوڑا دور جائے نماز پے تلاوت کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔ساحل اسے دیکھنے لگا لیکن جب وہ وہاں سے اٹھنے لگی تو اس نے جلدی سے اپنی آنکھیں بند کی۔۔۔۔۔۔لہر نے جائے نماز اور قرآن پاک کو اپنی جگہ پے رکھا اور ساحل شاہ کے قریب آئی اس نے ساحل شاہ کے چہرے پے پھونک ماری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل سائیں سوتے ہوئے کتنے معصوم لگتے ہیں نا آپ لہر نے اس کو دیکھ کے کہا اور پھر جھک کے اس کی پیشانی پے بوسہ دیا اور باہر نکل گئی۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل کو جب احساس ہوا وہ جا چکی ہے تو اس نے آنکھیں کھولی اور اپنے ماتھے پے ہاتھ پھیرا جہاں اس نے کس کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ مسکرایا تھا اور پھر اٹھ کے فریش ہونے چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

امامہ بیگم آپ ابھی بھی ناراض ہیں ہم سے۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے اپنی

جان سے پیاری بیوی کی طرف دیکھ کے محبت سے کہا جس کی آنکھیں رو رو کے لال ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھیں اب تو رونا بند کر دیں آپ کی آنکھیں بھی لال ہو گئی ہیں۔۔۔۔۔ان کی لال آنکھیں دیکھ کے شاہ زمان تڑپ ہی اٹھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ کو کونسی فکر ہے اگر فکر ہوتی تو میری بیٹی کو وہاں چھوڑ کے نا آتے اس جھنم میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔امامہ بیگم نے ان سے ناراضگی ظاہر کی

دیکھیں آپ کو یقین ہے نا اپنی بیٹی پے۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں ہے مجھے یقین ہے پر تکلیف ہوتی ہے نجانے کس حال میں ہو گی پہلے تو آپ بھی تو اسے پہلے نہیں بھیجنا چاہتے تھے ہر اب کیوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھیں میں نہیں بھیجنا چاہتا تھا ہر باپ جتنا ہو سکے اپنی بیٹی کو مشکلوں سے بچانا چاہتا ہے پر قسمت سے کون جیتا ہے اب جو تھا وہ ہو گیا اب میں چاہتا ہوں کی جو ہوا ہے میری بیٹی اسی کو سنوارے اگر ابھی سے میں نے اسے کہا کے اس سے بھاگ جائو اس حالات کا سامنا نا کریں تو یقین مانین وہ زندگی کے ہر امتحان سے بھاگنے کا ہی راستہ ڈھونڈے گی اور

میں ایسا ہر گز نہیں چاہتا میں چاہتا ہوں کی میری بیٹی اپنے حالات سے لڑے اور جیتے میں اسے کمزور نہیں مضبوط بنانا چاہتا ہوں اور مجھے پورا یقین ہے کی میرے بیٹی یے سب کر لے گی بس اس لیے اگر آپ ناراض ہیں تو میں معافی چاہتا ہوں پر آپ کی یے ضد میں پوری نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہزمان چودھری انہیں کہہ کے وہاں سے چلے گئے۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی اگلے ہفتے نکاح ہے میرا شادی ہے اس لیے میں اریزے کو شاپنگ پے لے کے جانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔عمیر نے ناشتے کی ٹیبل پے احسان شاہ کو مخاطب کیا۔۔۔۔۔۔۔۔

عمیر سائیں آپ کا دماغ ٹھکانے پے ہے اگر آپ کی ایک بات مان لی تو اس کا یے مطلب نہیں کی آپ کی سب ضد مانی جائینگی۔۔۔۔۔۔۔۔سر تاج شاہ نے اسے غصے سے کہا

سر تاج بیٹا سائیں اگر وہ جانا چاہتے ہیں تو آپ کو کیا مسئلہ ہے جانے دیں انہیں

۔۔۔۔۔۔۔عمیر اپنے ساتھ عمر زینی اور ساحل اور لہر کو بھی لیتے جانا وہ بھی شوپنگ کر لیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے عمیر کو اجازت دی اور ساتھ ساتھ حکم بھی

پر شاہ جی مجھے زمینوں پے کام ہے میں نہیں جا سکتا۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے بہانا بنایا۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ کے کام آج کے لئے ہم دیکھ لینگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپ لوگ جانے کی تیاری کریں۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور عمیر پتر کب نکلنا ہے تم لوگوں نے شہر کے لئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احسان شاہ نے اسے حکم دیا۔۔۔۔۔۔۔۔اور ساتھ عمیر سے پوچھا

ٹھینکس شاہ جی۔۔۔۔۔۔بس دس بجے تک نکلتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے مسکرا کے انہین جواب دیا اور پھر سب ناشتہ کرنے میں بزی ہو گئی ناشتہ کرنے کے بعد سب لوگ اپنے اپنے کام پے چلے گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے ادھر ادھر نظر دوڑائے لہر کو ڈھونڈنے کے لئے۔۔۔۔۔۔۔۔پر اسے وہ کہیں نظر نا آئی تو وہ اوپر آیا پر وہ روم میں بھی نا تھی اور نا ہی ثمینہ بیگم کے روم میں۔۔۔۔۔۔۔وہ سیدھا نیچے کچن

میں آیا جہاں وہ شاید اریزے سے کچھ ں نانا سیکھ رہی تھی کچھ آوارہ لٹیں اس کے چہرے پے بکھری ہوئی تھی جن کو دور کرنے کے لئے وہ بار بار اپنے آٹے والے ہاتھ چہرے پر مار رہی تھی جس وجہہ سے اس کی گال پے تھوڑا سا آٹا بھی لگ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لالا سائیں آپ یہاں کوئی کام تھا کیا۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے کی آواز پے لہر نے ساحل کو دیکھا تھا جس پے وہ جلدی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا

ہاں ہاں وہ چائے پینی تھی۔۔۔۔۔۔اس وقت ساحل کو جو سمجھ آیا اس نے کہہ دیا

لالا سائیں آپ نے چائے پینی ہے۔۔۔۔اریزے نے ایک بار اس س کنفرم کرنا چاہا کیونکہ وہ چائے نہیں پیتا تھا

ہاں ہاں میں نے چائے پینی ہے بھجوادو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل اسے کہہ کے جلدی سے اپنے روم میں چلا گیا۔۔۔۔۔۔

چلو لہر اب تم بھی جاؤ موں دھولو اور تیار ہو جاؤ شہر جانا ہے نا میں لالا کی چائی بنا کے آتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اسے کہا

اچھا میں بنائوں کیا چائے۔۔۔۔۔لہر نے اس سے پوچھا

نہیں نہیں کیا پتا لالا سائیں پیے نا پیے۔۔۔۔تم جائو میں بھجواتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔اریزے کے کہنے پے لہر ہاں کہتی وہاں سے نکل گئی۔۔۔۔۔۔۔اور اوپر آ گئی جب وہ اوپر آئی تو ساحل شاہ اپنے موبائل پے کچھ اسکرول کر رہا تھا

چائے نہیں لائی تم۔۔۔۔۔ساحل نے اس سے پوچھا

نہیں کیوں آپ نے میرے ہاتھ کی چائے پینی ہے۔۔۔۔اس کے سوال پے لہر نے چمکتی آنکھوں سے پوچھا۔۔۔

نہیں بلکل نہیں میں نے ایسا تو نہیں کہا مس لہر چودھری۔۔۔۔۔۔۔

ناجی نا مس لہر چودھری نہیں اب مسز لہر ساحل شاہ کہنے کی عادت ڈال لو۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اسے کہا۔۔۔۔۔اسکی بات کے جواب میں ساحل نے کچھ نہیں کہا اور باہر چلا گیا

وہ تیار ہو کے نیچے آئی تو وہ سب اسی کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

شکر تم آگئی مجھے لگا کل ہی تیار ہو کے آئو گے۔۔۔۔۔۔عمیر نے اسے دیکھ کے شرارت سے کہا عمیر کے کہنے پے گاڑی سے ٹیک لگائے ساحل نے چہرہ اوپر کر کے اسے دیکھا وہ پیلے سوٹ اور ساتھ ہم رنگ دوپٹا سر پر نفاست سے سجائے بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اہمممم۔۔۔۔اس کو یوں دیکھتا دیکھ کے عمیر نے گلا کنگھارا۔۔۔۔۔۔بس جانتے ہیں بھابھی آپ کی ہے ہے پر اگر ابھی آپ کی اجازت ہو تو ہم چلیں دیر ہو رہی ہے ہمیں لالا۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے ساحل کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔۔۔

شیٹ اپ۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل اسے گھور کے گاڑی میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ویسے پیاری لگ رہی ہیں بھابھی سائیں اس لیے تو لالا سائیں کی نظریں نہیں ہٹ رہی تھی آپ پر سے۔۔۔۔۔۔عمیر نے اس کے لئے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اسے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی بات پے لہر نظریں جھکا گئی

اوہو تو یہاں شرمایا جا رہا ہے۔۔۔۔۔عمیر نے اسے دیکھ کے کہا اور وہ اسے گھور کے اندر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب تمہیں الگ انویٹیشن دینا ہو گا کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے عمیر سے کہا

نہیں لالا بس آیا عمیر اس کے ساتھ والی سیٹ پے بیٹھ گیا

عمر اور زینب کہاں ہے۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے عمیر سے پوچھا

لالا وہ دوسری گاڑی میں آرہے ہیں آپ چلیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے اسے کہا۔۔۔۔۔۔۔

ہمم اوکے۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے کہہ کے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور سونگ لگایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں نے جب دیکھا تھا

تجھ کو رات بھی وہ یاد ہے مجھ کو

تارے گنتے گنتے سو گیا

دل میرا دھڑکا تھا کسکے

کچھ کہا تو نے ہنس کے

میں اسی پل تیرا ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے فرنٹ مرر سے لہر کو دیکھا تھا وہ اریزے سے کچھ بات کر رہی تھی جس پے مسکرا رہی تھی اسے دیکھ کے ساحل کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آسمانوں پے جو خدا ہے

اس سے میری یہیں دعا ہے

چاند یے ہر روز میں دیکھوں تیرے ساتھ میں

آنکھ اٹھی محبت نے انگڑائی لی

دل کا سودا ہوا چاندنی رات میں۔۔۔۔۔۔۔۔

اہمم بھائی آپ بھابھی کو بعد میں دیکھ لیجیے گا ابھی آپ پلیز روڈ کی طرف دھیان دیں مجھ معصوم کی ابھی تک شادی بھی نہیں ہوئی ہے کچھ تو رحم کر لیں۔۔۔۔۔۔عمیر نے مسلسل اس کو لہر کی طرف دیکھتے دیکھ کے اسے شرارتن چھیڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چپ کر کے سونگ سنو تم۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے کہا اور پھر اپنی نظریں سامنے کر لی

ہو تیری نظروں نے کچھ ایسا جادو کیا

لٹ گئے ہم تو پہلی ملاقات میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل کو وہ وقت یاد آیا جب وہ اس کی جیپ سے ٹکرائی تھی اس کی وپ کالی گھری بڑی آنکھیں اس وقت بھی اس کو اٹریکٹ کر رہی تھی اور آج بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہو آنکھ اٹھی۔۔۔۔۔

پائوں رکھنا نازمین پر

جان رک جا دو گھڑی بھر۔۔۔

تھوڑے تارے تو بچھادوں میں تیرے واسطے۔۔۔۔۔۔ساحل کو وہ وقت یاد آیا جب وہ چھوٹی تھی تو اسے زمین پر پائوں بھی نہیں رکھنے دیتا تھا کہیں اسے چوٹ نا لگ جائے اور اب اب تو خود وہ اسے تکلیف دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔وہ سب یاد کرتے اس نے آنکھیں میچی۔۔۔۔۔۔۔

آزمالے مجھ کو یارا

تو ذرا سا کر اشارہ

دل جلا کے جگمگا دوں

میں تیرے راستے۔۔۔۔۔

ہاں میرے جیسا عشق میں پھر ملے یا نا ملے

کل سوچنا کیا

ہاتھ یے دے دے میرے ہاتھ میں۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے ایک نظر اٹھا کے لہر کو دیکھا وہ اس سے محبت بھی کرتا تھا پر اظہار نہیں کرنا چاہتا تھا وہ اسے تکلیف دینا چاہتا تھا پر اس کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے بھی اپنی نظریں اوپر کی تھی ایک پل کے لئے دونوں کی نظریں ٹکرائی ساحل نے جلدی ہی اپنی نظریں پھیر لی تھی۔۔۔۔۔۔

اترو مال آ گیا چلو جو لینا ہے لے لو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے ان سب کو کہا اور اس کے بعد وہ سب مال میں گئے اور شوپنگ کرنے میں مصروف ہو گئے تھے عمیر تو اریزے کو پورے دھیان سے شوپنگ کروا رہا تھا پر عمر نے اس طرف کوئی دھیان نا دیا تھا۔۔۔

بھائی تو بھی آ کے شوپنگ کر لے۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے عمر سے کہا

نہیں تم لوگ کرو میں آ گیا ہوں یے ہی کافی ہے باقی کی ضرورت نہیں جب شوپنگ ہو جائے تو بتا دینا۔۔۔۔۔۔عمر نے اسے سوکھا جواب دیا

اف کون کہتا ہے کی ساحل لالا کھڑوس ہیں کوئی میرے بھائی کو دیکھ لیں ان سے زیادہ کھڑوس ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اریزے آپ ناجا کے زینب کی شوپنگ بھی دیکھ لیں بھائی نے تو کروانی نہیں دیکھیں کب سے یونہی کھڑی ہے بس۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے اریزے سے کہا

جی سائیں ٹھیک ہے۔۔۔۔اریزے اسے کہتی زینب کے پاس آ گئی اور اس کی مدد کرنے لگی شوپنگ میں دل تو زینب کا بھی نا تھا بس جو دکھا رہی تھی وہ بھی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یے دیکھو تم پے کتنا پیارا لگے گا نا یے لال لہنگا۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اس کے سامنے ایک لہنگا کیا۔۔۔۔۔۔

ہمممم۔۔۔زینب نے بے دلی سے جواب دیا اس کا سارا دھیان ساحل کی طرف تھا جو کی سوٹس دیکھتی لہر کو دیکھ رہا تھا اور یہیں بات زینی کو بہت غصہ دلا رہی تھی

جائو تم یے ٹرائے کر کے آئو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اسے ڈریس تھمایا

نہیں اریزے۔۔۔۔۔۔۔زینی نے انکار کیا

نہیں آپی بلکل نہیں جائیں پہنیں۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اسے سوٹ تھمایااور بھیجا ٹرائل روم۔کی طرف اس کی ضد پے وہ لہنگا پہن کے باہر نکلی پر اس سے سے سنبھل بھی نہیں رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اسے سنبھالتے سں منبھالتے آگے بڑھی کا پائوں لہنگے میں الجھااور وہگری اس سے پہلے کی وہ گرتی کسی نے اسے اپنی پناہوں میں تھام لیا تھا۔۔۔۔۔زینی نے اپنی آنکھیں ڈر سے میچ لی تھی لیکن جب اسے یے احساس ہوا کی وہ گری نہیں ہے تو اس نے اپنی آنکھیں کھولی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اپنے سامنے کوئی اجنبی کھڑا دیکھ کے اس نے اسے گھورا

چھوڑو مجھے۔۔۔۔۔۔۔زینب نے اسے غصے سے کہا غصے میں اس کی گالیں پھول گئی تھی وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پکا چھوڑدوں محترمہ اگر چھوڑ دیا تو گر جائیں گی۔۔۔۔۔۔شہریار(سلمان شاہ اور آمنہ کا بیٹا لہر کا کزن بھائی)کا دل اسے دیکھ ایک الگ ہی بیٹ میں دھڑک رہا تھا

چھوڑیں مجھے۔۔۔۔۔۔۔زینی نے غصے سے اس سے کہا۔۔۔۔۔۔

شہریار نے اسے آزاد کیا تھا۔۔۔سوری

بد تمیز۔۔۔۔۔۔۔

ایکچلی محترمہ اگر میں آپ کو پکڑتا نہیں تو گر جاتی آپ اور اتنے سب لوگون کے سامنے انسلٹ بھی ہو جاتی۔۔۔۔۔۔۔اور میں نے بچایا ہے گرنے ٹھینکس تو ٹھیک ہے نا کہیں پر بد تمیز تو نا کہیں نا۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے اسے دلچسپی سے دیکھ کے مسکرا کر کہا۔۔۔۔۔۔۔۔زینی نے اسے ایک غصیلے نگاہ سے دیکھا پھر آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار بھی اس کو پشت کو دیکھ کر مسکراتا آگے بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔

ساحل سائیں دیکھیں نا یے ڈریس مجھ پر کیسا لگے گا۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ایک بلو لہنگا ساحل کے سامنے کر کے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔

بہت اچھا لگے گا۔۔۔۔۔ساحل کے پاس کھڑے عمر نے مسکرا کے جواب دیا ۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے پہلے اسے پھر عمر کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔

یے میری بیوی ہے اور اس نے مجھ سے پوچھا سو تم اپنے کام سے کام رکھو۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور تم پر یے ڈریس بلکل اچھا نہیں لگ رہا چلو میرے ساتھ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے عمر کو دیکھ کے کہا اور لہر کو کہا اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے وہاں سے لے گیا۔۔۔۔۔۔لہر کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا اس نے اسے اپنی بیوی کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یے لو یے اچھے لگینگے تم پر تم یے سب پہن لینا فنکشن پر اور باقی رہی جیولری کی بات تو چلو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے چار لہنگے پکڑائے اور دوسری شوپ کی طرف لے آیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔یے لو یے ٹھیک ہیں اچھے لگینگے ان کے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے جیولری تھمائی۔۔۔۔۔۔۔۔اب ہو گئی نا تمہاری شوپنگ بس میں یے پیک کرواتا ہوں تب تک تم اریزے والوں کو لے آئو۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے کہا اور وہ ہاں کرتی آگے بڑھ گئی وہ اپنے خیالوں میں گم چل رہی تھی جب اسے کسی نے کھینچا تھا اس سے پہلے کی وہ اسے تھپڑ مارتے اس نے اس کا ہاتھ بیچ میں پکڑ لیا۔۔۔۔۔۔۔

کیا کر رہی ہو گڑیا میں ہوں۔۔۔۔۔۔شہریار نے اسے دیکھ کے کہا۔۔۔۔۔۔۔

اوہ بھائی آپ۔۔۔۔۔۔۔لہر اس کے سینے سے لگی تھی۔۔۔۔۔۔کیسے ہیں

آپ۔۔۔۔۔۔۔اور بھائی باقی سب کیسے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دادا سائیں دادی بھیا

بھابھی تایا تائی چاچا چاچی سب کیسے ہیں اور اماں سائیں کیسی ہیں

وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ایک ہی سانس میں سارے سوال پوچھ ڈالے۔۔۔۔۔۔

میری جان ہم سب ٹھیک ہیں آپ کیسی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔میری جان

۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے اس سے مسکرا کے پوچھا

بھائی بلکل ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر۔اس سے پہلے کی لہر اور

کچھ کہتی اسے اریزے کی آواز آئی شاید وہ اسے ڈھونڈ رہی تھی

یے لو موبائل اپنے پاس ہی رکھنا جب بھی ضرورت ہو کونٹیکٹ کرنا او کے اب

جائو۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے اسے اس کا موبائل دیا اور اسے جانے کا

کہا۔۔۔۔۔۔۔وہ جس وقت شہر سے واپس آرہا تھا تو شاہ کی گاڑیوں کو شہر کی طرف جاتا

دیکھ اور لہر کو دیکھ کے اس نے بھی ان کا پیچھا کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جی

بھائی۔۔۔۔۔۔۔لہر انہیں ہاں کہتی وہاں سے چل دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں اریزے چلو ساحل سائیں کہتے ہیں اب چلو۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اریزے سے کہا

ہاں ٹھیک ہے چلو۔۔۔۔۔۔۔وہ سب باہر کی طرف گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر کے موبائل پے یوسف کا مسج آیا تھا کی وہ اس سے اسی وقت ملنا چاہتا ہے اور ساتھ ایڈریس بھی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آجائو عمیر بیٹھو چلنا نہیں ہے کیا۔۔۔۔۔۔ساحل نے عمیر کو کھڑا دیکھ کے پوچھا

لالا سائیں آپ لوگ جائیں مجھے ہاسپٹل میں کچھ کام ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے اسے جواب دیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم نے مجھے بلایا تھا کیوں خیریت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر یوسف کے پاس آیا تھا اس کی بات ابھی مکمل نا ہوئی تھی کی سامنے شاہ جی کو دیکھ کے وہ چپ ہو گیا۔۔۔۔۔۔

آ گئے تم۔۔۔۔۔۔یوسف اسے دیکھ کے کھڑا ہوا تھا

ہاں۔۔۔۔۔مجھے تمہارا مسج موصول ہوا تھا تو میں شوپنگ سے سیدھا یہاں چلا آیا کیوں کوئی ضروری کام تھا کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں میرے خیال سے اب ہمیں شاہ جی کو بھی اپنے کام میں شامل کر لینا چاہیے کیونکہ ان کے ساتھ کے علاوہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے عمیر سے کہا

پر پتر بات کیا ہے آپ لوگ کچھ بتائو گے ہمیں یا نہیں۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے ان دونوں کی توجہ اپنی طرف کروائی۔۔۔۔۔۔۔

تم شیور ہو یوسف کی ہمیں سب کچھ بتا دینا چاہیے شاہ جی کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمیر نے ایک بار پھر اس سے کنفرم کیا۔۔۔۔۔۔۔

ہاں کیونکہ شاہ جی کے علاوہ ہماری کوئی مدد نہیں کر سکتا اس لیے ہمیں شاہ جی کو سب بتا دینا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی ہمیں آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف عمیر کو جواب دے کر شاہ جی کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں بیٹا سائیں بولیں کیا بات کرنی ہے آپ نے ہم تو کب سے سننا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔۔ عمیر ان کے گھٹنوں کے قریب

نیچے بیٹھا تھا

کیسے مدد۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے سوالیہ ان دونوں کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی آپ کو اس بات کا یقین ہے نا کی سحر کے ساتھ زیادتی اور اس کا قتل اسرار نے نہیں کیا۔۔۔۔۔۔یوسف نے ان سے کنفرم کرنا چاہا۔۔۔۔

ہاں بیٹا سائیں ہمیں یقین ہے اس بات کا کی ہمارے نواسے ایسے کوئی حرکت نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے پورے یقین سے اسے جواب دیا

اچھا شاہ جی تو چلیں ہمارے ساتھ ہمیں آپ سے کسی کو ملوانا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے ان کا ہاتھ پکڑ کے ان کو کھڑا کیا

پر یوسف لالا ابھی ضروری ہے کیا۔۔۔۔۔۔عمیر نے اس سے پوچھا

ہاں ابھی چلو تم گاڑی نکالو۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اس سے کہا جس پے وہ ہاں کرتا گاڑی نکالنا چلا گیا

پر بیٹا سائیں آپ ہمیں لے کے کہاں جا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی بس کسی سے ملوانا ہے آپ کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپ چلیں ہمارے

ساتھ۔۔۔۔۔۔یوسف انہیں کہتا آ کے گاڑی میں بیٹھا اور وہ بھی آگے کا راستہ اس نے خاموشی سے طئے کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پھر ایک جگہ گاڑی روک کے انہیں ایک گھر کے اندر لے گئے۔۔۔۔۔۔۔۔

ارسلان۔۔۔۔۔۔یوسف نے اسے پکارا جس پے شاہ جی نے بے یقینی سے اسے دیکھا اور پھر روم سے نکلتے اس شخص کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں شاہ جی یے ارسلان ہے ہے۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے ان کی آنکھوں میں سوال دیکھ کے انہیں بتایا۔۔۔۔۔۔یوسف کے کہنے کی دیر تھی کی اسرار شاہ جی کے سینے سے لگے تھے۔۔۔۔۔۔۔نانا سائیں۔۔۔۔۔۔اسرار نے انہیں محبت سے پکارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا سائیں کیسے ہیں آپ اور کہاں تھے۔۔۔۔۔۔۔اتنے دن۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے اس کے ماتھے پر محبت سے بوسہ دیا پھر ان سے پوچھا

نانا سائیں میں ٹھیک ہوں آپ آئیں بیٹھیں یہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے انہیں بٹھایا پر سب کچھ بتایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اے اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر میرا بچہ زندہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احسان شاہ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور پھر اسرار شاہ کے ماتھے پے ایک اور بوسہ دیا

اچھا اچھا شاہ جی ہم آپ کو یہاں لاڈیاں کرنے نہیں لائے ہمیں بتائیں کی قاتل کون ہے آپ کو کچھ اندازہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمیر نے شرارت سے کہا

بیٹا سائیں اتنے دن بعد اپنے بچے کو دیکھا ہے لاڈیاں کرنا تو بنتا ہے نا ہمارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور رہی بات قاتل کی تو بیٹا سائیں اگر ہمیں اس بارے میں پتا ہوتا تو اتنے دن نا لگاتے انہیں ڈھونڈنے میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے عمیر کو جواب دیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوہ شٹ اب کسے پتا لگائینگے ہم جب کی ہم میں سے کسی کو کچھ بھی نہیں پتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے پاس پڑی چیئر کو ٹانگ مار کے گرایا

ریلیکس یوسف سب ہو جائیگا یار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے اس کے کندھے پے ہاتھ رکھ کے اسے ریلیکس کرنا چاہا۔۔۔۔۔۔۔۔

کب یار ارسلان کب جب ہم میں سے کسی کو کچھ پتا نہیں تو کیسے ہم سچ سامنے لائینگے

کیسے پتا چلے گا کی کون تھا قاتل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اس کے ہاتھ پے اپنا ہاتھ رکھا

میری جان جھوٹ کا اندھیرا چاہے کتنا گھرا کیوں نا ہو پر سچ کی روشنی اس اندھیرے کو ضرور ختم کرتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے اس کے غصے کو ٹھنڈا کرنا چاہا

پر کب جب ہم میں سے کسی کو پتا ہے نہیں ہے کی وہ روشنی ہم نے کہاں سے لانی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک منٹ ایک منٹ۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر کے کہنے پے سب اس کی طرف متوجہ ہوئی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ جی آپ کو یاد ہے جب آپ نے مجھے اور اریزے کو ماضی بتایا تھا تب یے بھی بتایا تھا کی ان دنوں اپوزٹ گائوں والوں سے آپ کی لڑائی چل رہی تھی نا تو ہو سکتا ہے کی انہوں نے کیا ہو سب ازاٹ پوسبل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے ان سب کی طرف دیکھ کے پوچھا پہلے تو سب حیران سے انہیں دیکھ رہے تھے

بتائیں شاہ جی یے ممکن ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر ان کے گھٹنوں کے قریب پائوں کے بل پے بیٹھ کے پوچھا

ہاں یے ممکن ہے پتر کیونکہ ملک کی اس وقت وجدان سے بہت زیادہ لڑائی چل رہی تھی جس زمین پر وجدان اسکول بنوانا چاہتے تھے اسی زمین پر ملک اپنی فیکٹری بنانا چاہتا تھا وجدان بھی ایک وکیل تھا اس نے اس پر کیس بھی کیا تھا جس سے وہ دو سال جیل میں بھی گذار کے آیا تھا یے ممکن تو ہے پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پر کیا شاہ جی۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اس سے پوچھا

پر ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔انکی آدھی بات اسرار نے کمپلیٹ کر لی۔۔۔۔۔۔۔

ہم یے تو ہے۔۔۔۔۔۔۔یوسف بھی وہیں عمیر کے قریب زمین پر بیٹھ گیا

تو اب کیا کرنا ہے۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے اس سے پوچھا

دیکھو پہلے تو ہمارے پاس کوئی سراخ بھی نہیں تھا پر ہمیں ایک سراخ تو ملا نا ویسے ہی ثبوت بھی مل جائیگا بس ہمیں یقین رکھنا ہے۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے ان کی ہمت بڑھانا چاہی

صحیح کہہ رہا ہے عمیر ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہیے پہلے تو کچھ بھی پتا نا تھا اب اتنا تو پتا چل

گیا ہے نا تو آگے بھی پتا چل جائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی

شاہ جی تو کیا اس لڑائی کے بعد آپ کا یا شاہ زین انکل کا کوئی کانٹیکٹ ہے۔۔۔۔۔ عمیر نے ان سے پوچھا

نہیں بلکل نہیں بلکہ ابھی تک ہماری دشمنی قائم ہے اور صرف ہماری نہیں بلکہ شاہ زین کی بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی پھر کیسے پتا لگائینگے ہم۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے ان کی طرف دیکھ کے پوچھا

میرے پاس ایک آئیڈیا ہے۔۔۔۔۔۔۔ عمیر کے کہنے پے سب نے اس کی طرف دیکھا

واٹ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم لوگوں کا دماغ صحیح ہے پتا بھی کیا کہہ رہے ہو پتا بھی ہے تم دونوں کو۔۔۔۔۔۔۔۔ان کی بات سن کے احد کا تو دماغ گھوم گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(عمیر نے انہیں آئیڈیا دیا تھا کی وہ ان کے گھر سے کوئی تعلق رکھ لیں رشتہ جوڑ لیں تو شاہ جی نے انہیں بتایا تھا کی ملک کے بیٹے کے تین بیٹے ہیں جو شادی

شدہ ہیں اور ایک بیٹی ہے جو ابھی کنواری ہے۔۔تو عمیر کے مطابق اس کا رشتہ شاہ خاندان میں کسی لڑکے سے کروانا چاہیے اور وہ اب صرف احد ہی رہتا تھا جس کی ابھی وہ منتیں کر رہے تھے)

یار پلیز احد ہماری تمہارے علاوہ اور کوئی مدد نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے معصوم سا موں بنا کے اس سے کہا

ہاں یار اتمہارے علاوہ اور کوئی ہماری مدد نہیں کر سکتا۔۔۔یوسف نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔۔۔۔۔

اگر میرا نکاح طئے نا ہوا ہوتا تو میں کر لیتا۔۔۔۔۔۔عمیر نے اس سے کہا

تو یوسف بھائی سے کروالیں نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احد نے چڑ کر کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یوسف ہمارے لیے آپ لوگوں جیسا ہی ہے پر وہ اس خاندان کا بیٹا نہیں ہے نا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور اس کے لئے ہمیں اس خاندان کے لڑکے کی ضرورت ہے اس وقت صرف آپ ہی ہماری مدد کر سکتے ہیں شاہجی نے اسے محبت سے کہا

شاہ جی پر میں سائرہ سے محبت کرتا ہوں۔۔۔۔۔میں کسی اور سے شادی نہیں کر

سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔احد بے بسی کی انتہا پر تھا

تو یے میرا وعدہ ہے کی تیری اس سے شادی نہیں ہو گی۔۔۔۔۔۔عمیر نے اس سے کہا

پاگل ہو گئے ہو کیا ہمیں تو یے بھی نہیں پتا کی وہ اصلی گناھگار ہے بھی یا نہیں اور تو ایسے

ہی وعدہ کر رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے عمیر کو ڈپٹا

وہ سب میرا کام ہے۔۔۔۔۔عمیر نے اسے یقین دلایا۔۔۔۔۔۔

پکی بات ہے نا۔۔۔۔۔۔۔دیکھ لو شادی نہیں کرونگا میں۔۔۔۔۔۔۔احد نے اس سے

کنفرم کرنا چاہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں مت کرنا۔۔۔۔۔۔۔میرا پروممس اس کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے پھر تیار ہوں میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احد نے ان سب سے کہا جس پے سب

نے سکون کا سانس لیا

اب لالا آپ تیار ہو جائو ان کے گھر نوکر بن کے جانے

کے لئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر اسرار سے مخاطب ہوا اس کی بات پے سب کا دماغ

گھوما تھا

کیا مطلب میں کیسے اور کیوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے ہر بڑا کر اس سے پوچھا

دیکھیں لالا صرف رشتہ جڑنے سے سب پتا نہیں لگے گا اس کے لئے ہمیں کسی ایسے کی ضرورت ہے جو چوبیس گھنٹے ان کے گھر رہے اور جاسوسی کرے۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے اس سے کہا

پر مجھے کسی نے پہچان لیا تو۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے ڈر سے پوچھا

اوہو لالا اکیسویں صدی ہے یے یہاں میک اپ سے آل لک چینج ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔۔عمیر نے اس کی عقل پے ماتم کیا

اوہو عمیر واہ تجھے ڈاکٹر نہیں جاسوس ہونا چاہیے تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف کے کہنے پے سب کا قہقہا گونجا تھا

آج نکاح کا دن تھا اور سب مہمان آچکے تھے پر ابھی تک عمر نا آیا تھا وہ صبح سلون جانے کا کہہ کے گیا تھا

اتناوقت ہو گیا کہاں رہ گیا عمر۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے پریشانی سے سر تاج شاہ سے پوچھا نکاح ے وقت سے ایک گھنٹا زیادہ ہو گیا تھا پر ابھی تک عمر نا آیا تھا ساحل اور احد اسے ڈھونڈنے گئے ہوئے تھے باقی سب بھی اس کے دوستوں کو کال کر کے پتا کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی عمر پورے گائوں میں کہیں نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل اور عمیر ابھی واپس آئے تھے

تو کہاں چلا گیا یے لڑکا یا اللہ اب کیا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔سر تاج شاہ نے پریشانی سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔

اب اتنے سارے مہمانوں کے سامنے اس نے ہماری ناک کٹوادی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیا جواب دینگے کیا عزت رہ جائیگے ہماری ان سب کی نظروں میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی پریشانی سے وہیں پڑے صوفے پے بیٹھ گئے۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی آپ پریشان نا ہو آجائیگا وہ۔۔۔۔۔امان شاہ نے انہیں ہمت دی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے بعد بھی ان سب نے دو دو گھنٹے اس کا انتظار کیا تھا

اب تو لوگ بھی باتیں بنانے لگے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی۔۔۔۔۔۔۔۔سر تاج شاہ نے انہیں دیکھا۔۔۔۔

ایک کام کرتے ہیں عمیر اور اریزے کا نکاح پڑھوا دو۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے حکم دیا۔۔۔۔۔

تو پھر زینی۔۔۔۔۔۔شاہ جی۔۔۔۔۔۔۔امان شاہ نے ان سے پوچھا

اب آپ ہی بتائیں کیا کر سکتے کون کرے گا زینی سے شادی۔۔۔۔۔۔۔۔عین وقت پے دلہا کہاں سے لائینگے ہم۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے پر ہشانی سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔

میں کرونگا شادی۔۔۔۔۔۔شاہ جی اگر آپ کی اجازت ہو تو۔۔۔۔۔۔۔۔کسی کی آواز پے سب نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔۔۔۔۔۔۔شہریار کو وہاں کھڑا دیکھ کر ساحل شاہ کے ماتھے پے بل پڑے تھے وہ فورن سے پہلے اس کے قریب گیا تھا اور اسے گریبان سے پکڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی یے کہنے کی۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے غصے سے کہا

ساحل۔۔۔۔۔۔۔۔۔چھوڑو مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل۔۔۔۔۔۔۔۔اب اگر خود تمہارے لڑکے نے ہی شادی سے بھاگ کے بے غیرتی کی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں میں تو بس ایک لڑکی کی عزت بچانا چاہتا ہوں پتا ہے اگر آج اس کی شادی نا ہوئی تو لوگ کتنی باتیں بنائیں گے بس امان انکل کی پگڑی کی لاج رکھنا چاہتا ہوں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے اس کا ہاتھ اپنے گریبان سے ہٹایا۔۔۔۔۔۔۔

ہر گز نہیں ساحل شاہ کبھی بھی اپنے خاندان میں سے کسی کی بھی شادی دشمنوں میں نہیں ہونے دے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے غصے سے کہا

تو کیا کرو گے کوئی اور اوپشن ہے تمہارے پاس کوئی ہے جو اس سے شادی کرے یا تم ہی بتائو کرو گے تم اس سے شادی ساحل شاہ بتائو کرو گے تم زینب سے شادی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے بھی اسے اتنے ہی غصے میں جواب دیا

کیوں کیا ہوا جواب نہیں ہے نا تمہارے پاس۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل کو خاموش پا کر اس نے اس سے پوچھا

ساحل شاہ اور کوئی اوپشن نہیں ہے تمہارے پاس۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے اس کے کندھے پے ہاتھ رکھا

صحیح کہہ رہا ہے شہریار چلو تم میرے ساتھ نکاح ہو گا ابھی اسی وقت تمہارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے اسے کہا

پر شاہ جی۔۔۔۔۔۔سر تاج شاہ نے کچھ کہنا چاہا

یے ہمارا حکم ہے اور ہم چاہتے ہیں کی ہمیشہ کی طرح آج بھی آپ سب ہمارے فیصلے کا مان رکھیں۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی کے کہنے پے سب نے اپنا چہرہ نیچے کر لیا اب کیا کہتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آجائو شہریار آپ ہمارے ساتھ۔۔۔شاہ جی نے اسے اپنے ساتھ آنے کا کہا۔۔۔۔اور عمیر تم بھی پہلے ہی نکاح میں کافی دیر ہو گئی ہے اب اور نہیں ہونی چاہیے سب انتظار کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل لالا ایک بات کہوں ہمیشہ سکون سے فیصلے لیا کریں یوں جذبات اور غصے میں ہم ہمیشہ غلط فیصلے ہی کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے اس کے کندھے پے ہاتھ رکھ کے کہا اور پھر شاہ جی کے ساتھ وہاں سے چلا گیا پیچھے سے ساحل بھی غصے سے حویلی سے باہر چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل کہاں جا رہے ہو

ساحل۔۔۔۔۔۔۔ساحل۔۔۔۔۔۔۔۔۔سر تاج شاہ نے اسے پکارا پر وہ جا چکا تھا

عمر نے تو غلطی کی تو کی لر شاہجی نے بھی غلط فیصلہ کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سر تاج شاہ نے امان شاہ سے کہا

اللہ مالک ہے اب چلیں آپ نکاح کے لئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔امان شاہ نے ان سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔اور پھر وہ بھی وہاں آگئی اور ان دونوں جوڑوں کا نکاح ہو گیا تھا اس کے بعد دونوں کو ساتھ بٹھایا تھا عمر کی جگہ شہریار سے نکاح یے بات سب کو حیران کر رہی تھی آخر عمر کہاں گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب سے زیادہ تو زینب پریشان تھی کہاں اسے ساحل سے نکاح کرنا تھا اور کہاں پہلے عمر کے ساتھ شادی کی بات اور اب اس کے ساتھ شادی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زینب نے ایک نظر اوپر کر کے اپنے ساتھ بیٹھے اس شخص کو دیکھا وہ اسے دیکھا دیکھا لگ رہا تھا تھوڑا سوچنے پر اسے یاد آیا کی وہ وہیں تھا جو اس دن اس سے شوپنگ مال میں ٹکرایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو اب تو تمہارا ہی شوہر ہوں گھر چل کر دیکھ لینا پر مہمانوں کے بیچ ایسے گھور کے مت دیکھو لوگوں نے کیا سوچنا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے اس لے گھورنے پے اس سے شرارت سے کہا

تمہیں دیکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زینی نے اسے کہا اور اس کی طرف سے موں موڑ لیا

بھائی نکاح مبارک ہو۔۔۔۔۔۔اس سے پہلے کی شہریار کوئی جواب دیتا لہر اس کے پاس آئی۔۔۔۔۔۔۔اور شہریار اس سے گلے ملا تھا۔۔۔۔۔۔اس کے بھائی کہنے پے زینی نے انہیں دیکھا مطلب وہ اس کا بھائی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بھائی خیال رکھنا زینب کا اب تو میری پے نند پلس بھابھی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے مسکرا کر زینی کو دیکھ کے کہا جس پے زینی نے نظریں پھیر لی۔۔۔۔۔۔۔۔ضرور میری جان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے لہر کو مسکرا کر کہا۔۔۔۔۔۔۔۔

لہر اس کو ڈھیر ساری مبارک باد دے کے۔۔۔۔۔۔اریزے اور عمیر طرف آگئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بہت پیارے لگ رہے ہو دونو۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ان کو دیکھ کے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔ ٹھینکس۔۔۔۔۔۔عمیر نے اسے مسکرا کے جواب

دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اوہو ہماری پیاری سے دلہن تو کچھ زیادہ ہی شرما رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اریزے کو دیکھ کے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاہاہاہاافکورس اتنا اچھا ہز بینڈ جو ملا ہے اسے۔۔۔۔شرمانا تو بنتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے شرارت سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

اور بتائو تم لوگوں نے احد سے بات کی۔۔۔۔۔۔۔لہر نے عمیر کے قریب آکر سرگوشی کی

ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے یک لفظی جواب دیا۔۔۔۔۔۔

تو کیا وہ مان گیا۔۔۔۔۔۔۔لہر نے جلدی سے اس سے پوچھا

ہاں ماننا تو تھا اس نے جب ہم سب نے اسے منایا۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے اسے کہا

اچھا اور آج ملک آئے ہیں کیا۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اس سے پوچھا

یے بات مجھے تو نہیں پتا جا کے شاہ جی سے پوچھو۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے اسے کہا اور وہ ہاں کہتی اسٹیج سے نیچے آگئی گولڈن کلر کے لہنگے پے لائٹ سی جیولری پہن کے ڈیپ میک اپ اپنے لمبے بالوں کی سائیڈ چوٹی کیے اس سے کچھ لٹیں نکلی ہوئی وہ بہت پیاری

لگ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ادھر ادھر نظر دوڑائی پر ساحل شاہ کہیں نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یوسف لالا۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل سائیں کہاں گئے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہیں نظر نہیں آرہے۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے یوسف سے پوچھا

مجھے نہیں پتا بھابھی سائیں۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے انہیں جواب دیا اور وہ اسے ہاں کہتی شاہ جی کی طرف آگئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے آپ سائیڈ پر آئینگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ان سے کہا۔۔۔۔۔۔۔اور وہ ان کے ساتھ سائیڈ پر آگئے۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی وہ ملک صاحب آئے کی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ان سے پوچھا

نہیں بیٹا سائیں ہم نے انہیں دعوت تو دی تھی پر آئے تو نہیں ہے

وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے اسے پریشانی سے جواب دیا

شاہ جی آپ پریشان نا ہو سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے انہیں تسلی

دی۔۔۔۔۔۔اس کے بعد شادی کی کچھ رسموں کے بعد ان دونوں کو رخصت کر دیا۔۔۔۔۔۔۔اریزے کو رخصت ہو کر عمیر کے روم میں آئی تھی اور زینب چودھریوں کے حویلی

لو جی ایک بڑی تبدیلی تو آ ہی گئی پہلے تو اس گائوں سے کوئی اس طرف جاتا تھا تو اس کو ایک مہینہ تو ہو سپٹل میں رہنا پڑتا تھا اور اب اس گھر کی بیٹی اس گھر رخصت ہو کر گئی ہے۔۔۔۔۔۔۔اب آئی گی صحیح معنی میں تبدیلی۔۔۔۔۔۔یوسف نے عمیر سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہم صحیح کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خیر اب جائو دلھے صاحب بھابھی جی انتظار کر رہی ہو گی۔۔۔۔۔۔یوسف نے اس سے کہا اور وہ وہاں سب کو اللہ حافظ کہتا اٹھ کر اوپر اپنے روم کی طرف آ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر دروازے کے سامنے شانزے سائرہ مائرہ اور لہر کھڑی تھی اس کا مطلب اب ان سب کو نیک دینا پڑے گا۔۔۔۔۔۔ عمیر نے دل میں سوچا۔۔۔۔۔۔۔۔

ہٹو یہاں سے۔۔۔میں نے اندر جانا ہے۔۔۔۔۔۔۔ عمیر نے ان سب سے نور ملی کہا

اوہیلوایسے کیسے کہاں جارہے ہوپہلے ہمیں نیک دو پھر جانا دلہے

صاحب۔۔۔۔۔۔۔۔سائرہ نے اسے کہااور پھر سب نے اس کے سامنے ہاتھ

کیا۔۔۔۔۔۔۔۔

بلکل نہیں میں نہیں دینا کچھ بھی جائو یہاں سے۔۔۔۔۔۔

توآپ جائواریزے بھی نہیں ملنی آپ کو۔۔۔۔۔۔لہر نے اسے ٹھینگا

دکھایا۔۔۔۔۔۔۔

اف اچھالو یے۔۔۔۔۔عمیر نے ہر ایک کی ہتھیلی پے ایک گفٹ پیک رکھا

۔۔۔۔۔۔۔اب تو جائو یہاں سے۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے ان سے کہا

اوہو کچھ زیادہ ہی جلدی ہے بھابھی سائیں سے ملنے کی۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اسے چھیڑا

ہاں نااب جائو یہاں سے۔۔۔۔۔عمیر نے ان کو چلتا کیااور ان کے جاتے ہی وہ روم میں

آیا۔۔۔۔۔۔روم میں انٹر ہوتے ہی گلاب کے پھولوں کے خوشبو اس کا استقبال کر

رہی تھی اور وہ سامنے ہی اس کی دشمن جان بیڈ پے گھونگھٹ نکالے بیٹھی

تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ چلتا ہوا اس کے قریب گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جیسے جیسے وہ

قریب آرہا تھا اریزے کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اس کے قریب آ کے بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔ عمیر نے اس کا گھونگھٹ اوپر کیا۔۔۔۔۔۔۔۔ہائے رے لگتا ہے آج تو جان ہے لے لو گی تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمیر نے اس کی طرف دیکھ کے محبت سے کہا اور ایک جیولری بوکس اس کی طرف بڑھایا یے لو آپ کی موں دکھائی اچھی ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمیر نے اسے کھول کے دکھائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہ۔۔۔۔ہ۔۔ہان۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اسے اٹک اٹک کے جواب دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمیر نے گفٹ بوکس سائیڈ پر رکھا اور اس کا دوپٹا اتار کے نیچے رکھا جیسے جیسے عمیر کا لمس اس کے جسم کو چھو رہا تھا اس کی سانسیں تیز ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ عمیر نے پہلے اس کا دوپٹہ پھر جیولری اتاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور پھر اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی سانسوں میں اپنی سانسیں اتارنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے لمس میں محبت تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لہر وہاں سے سیدھا اپنے روم میں آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔پر ابھی تک ساحل نا آیا تھا وہ اس کا انتظار کر رہی تھی پر ابھی تک نا آیا تھا لہر چینج کرنے کے ارادے سے اٹھی اور الماری سے سوٹ نکال رہی تھی جب روم ڈور اوپن ہوا لہر نے مڑ کر اس طرف دیکھا تو ساحل اندر آیا تھا پر اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے شاید وہ ہوش میں نا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر جلدی سے اس کے قریب گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سائیں کیا ہوا آپ کو ایسے کیوں چل رہے ہیں سائیں آپ ٹھیک تو ہیں نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ساحل کو تھاما۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی سانسوں سے شراب کی بدبو آ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔سائیں آپ شراب پے کے آئے ہیں۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اس کی طرف دیکھ کے پوچھا

ہاں کیوں۔۔۔۔۔ن۔۔۔۔ن۔۔۔ نہیں۔۔۔۔پ۔پ۔۔پے سکتا کیا۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اٹک اٹک کے اپنی بات کہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سائیں آئیں بیٹھیں یہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں آپ کے لئے پانی لاتی ہوں س۔۔۔۔۔۔لہر نے اسے بیڈ پے بٹھایا۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں تم بھی یہیں میرے پاس بیٹھو۔۔۔۔۔۔۔لہر جانے کے لئے مڑی تھی کی ساحل

نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا اور وہ اس کے اوپر گر گئی۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل سائیں یے یے کیا کر رہے ہیں آپ سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اٹھنا چاہا پر ساحل نے اس کی کمر کے گرد اپنے بازو باندھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شششششش۔۔۔۔ساحل نے اس کے ہونٹوں پے انگلی رکھ کے اسے چپ رہنے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔یہیں رہو نا میرے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس کی گال کو چھوتی لٹوں کو اپنے ہاتھ سے اس کے کان کے پیچھے کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اس جے لمس پے نظریں نیچی کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے بغیر سمجھنے کا موقعا دیا اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں کی قید میں لے لیا....۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر کی سانسیں بند ہونے لگی تھی پر شاید ساحل نے آج اسے کوئی رہائی نہیں دینی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جب اسے احساس ہوا کی اس کو سانس لینے میں مشکل ہو رہی ہے تو اس نے اس کے ہونٹوں کو آزادی دی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔بہت پیاری لگ رہی ہو ساحل نے اسے جی بھر کے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی بات پے لہر کے گال بلش کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔تمہیں پتا ہے لہر جب تم پیدا ہوئی تھی تب سے مجھے تم سے محبت ہے

جب تمہیں پہلی بار اپنی گود میں اٹھایا تھا تبھی سوچ لیا تھا کی تمہیں اپنی وائف بنائو نگا۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل کہنے کے ساتھ اپنے ہاتھوں سے اس کے لہنگے کی پیٹی کی ڈوری کھول رہا تھا اس کے اتنا قریب ہونے پر اور اس کے لمس پر لہر کی سانسیں تیز ہو رہی تھی آج وہ اس کا ایک الگ ہی روپ دیکھ رہی تھی وہ اس کے لئے محبت بھری الفاظ بول رہا تھا ورنہ تو وہ ہمیشہ اس کے لئے نفرت بھرے الفاظ ہی استعمال کرتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں پتا ہے جب تم نے مجھے بتایا تھا کی تم کسی اور سے پیار کرتی ہو اور جب مجھے پتا چلا کی تم ہی میری لہر ہو یقین مانو میرے لیے یے سوچ ہی جان لیوا تھی کی تم کسی سے محبت کرتی ہو لہر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر میں تم سے بے تحاشا محبت نہیں نہیں میں تم سے بے تحاشا عشق کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے بلا آخر آج اپنی محبت کا اظہار کر ہی لیا تھا اس سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے بعد ساحل اس پر جا بجا اپنی محبت ظاہر کر رہا تھا اور اس کے ہر لمس میں صرف محبت تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ روم میں آیا تو اس کے روم کا نقشہ ہی تبدیل تھا اس کی پرفیوم کی بوٹلس ٹوٹی ہوئی تھی زمیں پر اس کے شیشے بکھرے ہوئے تھے بیڈ شیٹ آدھے بیڈ پر آدھے بیڈ سے نیچے تکیے سب زمین پر پھینکے ہوئے تھے اور ساتھ گلاب کے پھول کی پتیاں اور لڑیاں بھی زمین پر بے دردی سے پڑی اپنی بے قدری پر افسوس کر رہی تھی اور وہ سامنے لال لہنگے میں بیڈ سے ٹیک لگائے گھٹنوں میں سر دیے رو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔پورے روم میں اس کی سسکیاں گونج رہی تھی۔۔۔۔۔۔شہریار کانچ سے پائوں بچاتا اس تک آیا اور اس کے قریب گھٹنوں کے بل بیٹھ کے اس نے اسے ہلایا تھا۔۔۔۔۔۔۔پر اس کی طرف سے کوئی جواب نا ملنے پر اس نے اسے پکارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔زینب۔۔۔۔۔۔اپنے پاس کسی کی آواز سن کے اس نے چہرہ اوپر کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی آنکھوں کا کاجل اور میک اپ بکھرا ہوا تھا لپ اسٹک بھی پوری خراب ہو چکی تھی مانگ ٹیکا بھی اسس کے سر جیسے تیسے اٹکا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اس کا دوپٹا بھی اس کے کندھے پر تھا۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے سب سے پہلے اس کا دوپٹہ اس کے سر پر رکھا۔۔۔۔۔۔۔اور پھر اسے اٹھا کے بیڈ پے بٹھایا اور اسے پانی دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں پینا مجھے۔۔۔۔۔۔۔زینب نے اسے انکار کیا

زینب پانی پیو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے پانی کا گلاس اس کے اور قریب کیا۔۔۔۔۔۔۔

نہیں میں نے بولا نا مجھے نہیں پینا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زینب نے گلاس کو دور دھکیلا تھا جس سے وہ ٹوٹ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے لمبا سانس لے کے خود کو کمپوز کیا اور پھر اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔دیکھو میں جانتا ہوں جس حالات میں شادی ہوئی اسے قبول کرنا تمہارے لیے آسان نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں تمہیں یے نہیں کہہ رہا کی اس رشتے کو قبول کرلو پر اس طرح خود کو تو تکلیف نا دو۔۔۔۔۔۔مجھ سے فرینڈ شپ ہی کرلو۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے اپنا ہاتھ اس کے آگے کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔میرا وعدہ ہے تم جب تک تم خود اس رشتے کو قبول نہیں کرتے میں بھی اپنے حقوق نہیں لونگا بلکل نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے اسے یقین دلایا جس پے زینی نے اسے غور سے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔اب ایسے کیا دیکھ رہی ہو فرینڈ شپ کرلو۔۔۔۔۔شہریار نے مسکرا کے اس سے کہا جس پے زینی نے بھی پھیکا سا مسکرا کے اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔

کہاں تھے تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمرا بھی گھر میں داخل ہوا تھا کی سر تاج شاہ جو ہال میں اسی کا انتظار کر رہے تھے اسے دیکھتے ہی اس پر برس پڑے۔۔۔۔۔۔۔

تم سے پوچھ رہا ہوں میں کہاں تھے تم کچھ بولو گے یا بس ایسے ہی دیوار کی طرح کھڑے

رہو گے تم۔۔۔۔۔۔۔۔ سر تاج شاہ کو اس کے اس طرح سے خاموش رہنے پے اور زیادہ غصہ آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہیں نہیں بس شہر تھا۔۔۔۔۔۔۔ عمر نے بے دلی سے جواب دیا۔۔۔۔۔۔

کتنے سکون سے جواب دے رہے ہو تم تمہیں اندزہ بھی ہے کی تمہارے نا آنے سے ہماری کتنی بے عزتی ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں پتا ہے صرف تمہارے نا آنے سے اس بچی کی کیا عزت رہ جاتی لوگ کیا کیا کہتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بابا سائیں میں آپ جو پہلے ہی بتا چکا ہوں کی میں کسی سے محبت کرتا ہوں اور اس کے علاوہ میں کسی سے شادی نہیں کرو نگا۔۔۔۔۔۔۔۔ عمر نے انہیں بڑے اطمنیان سے جواب دیا

تم جانتے ہو وہ شادی شدہ ہے بھابھی ہے تمہاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سر تاج شاہ کا دل کیا اسے اسی وقت شوٹ کر دے

بابا سائیں چاہے جو بھی ہو وہ صرف اور صرف میری ہے ساحل لالا تو ان سے محبت بھی نہیں کرتے پھر کیوں بابا سائیں اور میں ان سے بہت محبت کرتا ہوں اور اسے بہت زیادہ

خوش رکھونگا۔۔۔۔۔بہت زیادہ باباسائیں کبھی ان کی آنکھ میں آنسو بھی نہیں آنے دونگامیرا وعدہ ہے باباسائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عمر ہمیں آپ سے اس بے غیرتی کی امید ہر گز نا تھی کاش ہمارا صرف ایک ہی بیٹا ہوتا۔۔۔۔۔۔۔۔سر تاج شاہ نے اسے دیکھ کے غصے سے کہااور وہاں سے چلے گئے۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ کیوں نہیں سمجھتے عمر دیکھیں آپ کے باباسائیں کتنے پریشان ہیں آج انہیں اپنے بھائی باباور گائوں والوں کے سامنے کتنا شرمندہ ہوناپڑاہے اور صرف آپ کی وجہ سے آج ہمارے گھر کی بیٹی کی شادی دشمنوں سے ہوئے ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔انیسہ بیگم نے اسے سمجھانا چاہا

تو کیاہو گیااماں سائیں جب میں انہیں پہلے ہی بتاچکاہوں سب تو یے کیوں نہین سمجھتے انہیں ہی شوق چڑھاہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمر انہیں جواب دے کے اپنے روم میں چلا گیا کیونکہ ابھی اسے مزید لیکچر بلکل نہیں سننے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح اذان کی آواز پے اس کی آنکھ کھلی تھی اس نے دیکھا تو وہ ساحل کے سینے پے سر رکھ کے سو رہی تھی رات جو ہوا اسے یاد کر کے اس کے چہرے پے ایک شرمیلی سی مسکان آئی تھی اس کی گالیں بلش ہوئی تھی اس نے اٹھنا چاہا پر اس کی کمر پے ساحل کی بازوئوں کا گھیرا ہونے کی وجہہ سے وہ اٹھ نا پائی اس نے ایک نظر اٹھا کے ساحل شاہ کو دیکھا تھا وہ سکون سے سو رہا تھا۔۔۔۔۔۔سوتے ہوئے کتنے معصوم لگتے ہیں نا آپ

سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ویسے تو جلاد ہیں جلاد۔۔۔۔۔۔۔۔۔جب دیکھو غصہ آپ کی ناک پے چڑھا رہتا ہے۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اس کی ناک پے انگلی رکھ کے کہا اس کے چھونے سے ساحل ہلکا سا مسکرایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اڑے واہ ساحل آپ مسکراتے بھی ہیں ورنہ مجھے تو یہیں لگتا تھا کی آپ بس ہمیشہ غصہ کرتے رہتے ہیں

۔۔۔۔۔۔۔کاش آپ ہمیشہ ایسے ہی رہیں۔۔۔۔۔۔۔آپ کو پتا ہے میں آپ سے ڈھیروں باتیں کرنا چاہتی ہوں آپ سے سب کچھ شیئر کرنا چاہتی ہوں جب آپ اپنے زمینوں سے کام سے آئیں تو آپ کو مسکرا کے اپنے پورے دن کی روٹین بتانا چاہتی ہوں سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر افسوس آپ جب بھی آتے ہیں بس غصہ ہی کرتے ہیں مجھ پے۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر میں موں بنا کر کہا اور پھر اپنا ہاتھ پیچھے کر کے آرام سے اس کے ہاتھ ہٹائے اور اس کے اتھے پر لب رکھ کر وہاں سے اٹھ

گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے اپنے لیے بھی وائیٹ سوٹ اور ساحل کے لئے بھی وائٹ سوٹ نکالا ریڈی ہونے کے بعد وہ ایک مسکراتی نظر ساحل پر ڈال کر وہاں سے نیچے آ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نیچے اس وقت شاہ بیبی کے علاوہ کوئی بھی نا تھا شاید سب شادی کی وجہ سے تھک گئے تھے اور ابھی تک اٹھے نا تھے شاہ بیبی قرآن کی تلاوت کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ وہاں سے کچن میں آئی وہاں ملازمائیں ناشتا بنا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چھوٹی بیبی صاحبہ آپ اٹھ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ان میں سے ایک ملازمہ نے ان کو دیکھ کے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔بیبی چائے پین گی آپ۔۔۔۔۔۔۔

نہیں تم بس مجھے بتاؤ کی ساحل سائیں صبح ناشتے میں کیا کھانا پسند کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ملازمہ سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔

بیبی جی چھوٹے شاہ جی۔۔۔۔۔۔تو صبح سب سے پہلے چائے پیتے ہیں ویسے ان کا پسندیدہ ناشتہ تو آلو کے پراٹھے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا کیا تم مجھے بنانا سکھاؤ گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ملازمہ سے پوچھا۔۔۔۔۔

ہاں چھوٹی شاہ بیبی جی کیوں نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ملازمہ نے اسے کہااور اس کے بعد اس نے لہر کو پراٹھے بنانا سکھایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے ابھی تم مجھے اماں سائیں کا ناشتہ دے دو میں انہیں کھلا کے آجائوں۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اس سے کہااور اس کے بعد ملازمہ نے اسے ثمینہ بیگم کا ناشتہ پکڑایا۔۔۔۔۔۔۔لہر کچن سے باہر آئی تھی شاہ بیبی ابھی تک تلاوت کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر ان پر ایک نظر ڈالتی اوپر ثمینہ بیگم کے روم کی طرف چل دی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ساحل کی جب آنکھ کھلی تو اس کا سر بھاری بھاری ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ اٹھا بیٹھ کے اس نے اپنے سر کو اپنے ہاتھوں میں تھاما رات جو جو ہوا وہ سب اس کی آنکھوں کے سامنے ایک فلم کی طرف گھوما تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ ایک پل میں سیدھا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اف یے کیا کر دیا میں نے۔۔

۔۔۔۔۔۔نہیں نہیں بلکل نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل کو تو سمجھ ہی نا آرہا تھا وہ کیا

کہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب کیا کہو نگا میں اسے۔۔۔۔۔۔۔کیا۔سوچے
گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔یے کیا کر دیا میں نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیا سوچے گی بیوی ہے میری
نکاح ہوا ہے میرا اس سے میں نے کچھ غلط تو نہیں کیا بلکل نہیں سب کچھ ٹھیک ہے اب
بیوی ہے اتنا تو حق ہے میرا۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر ایسے کیسے اور نجانے میں نے اس سے نشے
میں کیا کیا کہا ہو گا پاگل ہوں میں مجھے کیا پڑی تھی جو شراب پی لی۔۔۔۔۔۔۔۔ہر گز
نہیں ساحل شاہ تم اس سے صرف نفرت کرتے ہو بس نفرت اور کچھ
نہین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر اگر اس نے کچھ پوچھ لیا تورات کے بارے
میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیا پوچھے گی اگر پوچھ بھی لیا تو کہو نگا شوہر ہوں تمہارا حق ہے
میرا جو بھی کروں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے خود کلامی کی اور پھر اٹھ کے باہر ہینگ کیا
ہوا سوٹ اٹھایا اور فریش ہونے چلا گیا

۔

اماں سائیں میں اندر آجائوں۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ثمینہ بیگم کے روم کا ڈور نوک کیا ثمینہ

بیگم جو کی کھڑکی سے باہر کا موسم دیکھ رہی تھی اس کی آواز پے اس نے اس کی طرف مسکرا کے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔

آجائو۔۔۔۔بیٹا سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔کھڑی کیوں ہوں۔۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم نے مسکرا کر اسے جواب دیا

کیا دیکھ رہی تھی اماسائیں آپ باہر کی طرف۔۔۔۔۔۔لہر نے ان سے پوچھا۔۔۔۔

کچھ نہیں بیٹا سائیں بس باہر کا نظارا دیکھ رہی تھی صبح صبح کا موسم کتنا پیارا لگتا ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو اماں سائیں یہاں سے کیوں دیکھ رہی ہیں آپ باہر چلیں نا کھڑکی سے دیکھنے کا فائدہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے کھانے کی پلیٹ ان کے بیڈ پے رکھی

نہیں بیٹا سائیں ہم یہیں ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم نے مسکرا کر کہا۔۔۔۔

بلکل نہیں اماں سائیں آپ آج باہر چلیں گی اور ناشتہ بھی سب کے ساتھ کریں گی۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ان کو ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بٹھایا اور ان کے بالوں کو کنگی کرنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

نہیں نہیں بیٹا سائیں۔۔۔۔۔۔۔

پر کیوں اماں سائیں کیوں نہیں وجہ آپ کو بھی تو باہر آنا چاہیے۔۔۔۔۔لہر نے ان کے ماتھے پے تیل لگایا

نہیں بیٹا سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بلکل نہیں آپ چلیں گی ہمارے ساتھ آج باہر بس بات ختم۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ان کے بالوں کی چوٹی کی

پر بیٹا سائیں۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پر کیا اماں سائیں کیا آپ اپنی بہو کی اتنی سے بات نہیں مان سکتی پہلی بار اس نے آپ سے کچھ مانگا ہے اب آپ اسے اتنا تو دے ہی سکتی ہیں نا۔۔۔۔۔۔لہر نے ان کا دوپٹہ بیڈ سے اٹھا کے ان کے سر پر سجایا

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم نے اس کے ماتھے کو چوما

ٹھینک یو سو مچ اماں سائیں۔۔۔۔۔۔۔لہر نے انہیں ہگ کیا۔۔۔۔۔۔

سنو۔۔۔۔۔۔احد نے اپنے پاس سے گذرتی سائرہ کو کہا۔۔۔۔۔۔۔

جی سائیں۔۔۔۔۔سائرہ اس کی طرف مڑی۔۔۔۔۔۔

ہمیں آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔۔۔۔احد آج پہلی بار اس سے سیریسلی بات کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی جی۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے اس طرح سیریسلی بات کرنے پر سائرہ کو حیرت ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیکھو میں تمہیں کمپلیٹ بات تو بتا نہیں سکتا بٹ ہاں میں تم سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں اور نکاح بھی تم ہی سے کرونگا وعدہ ہے میرا اور پلیز اگر کچھ ایسا ہو تو میرا یقین کرنا پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔احد اسے کہہ کے وہاں سے چلا گیا پر سائرہ ابھی تک حیران تھی کی وہ ایسے کیوں کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل نیچے آیا تو سب ڈائننگ ٹیبل پے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بھی وہیں آگیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گڈ مارننگ۔۔۔۔۔کیسے ہیں دلہے صاحب۔۔۔۔۔اس نے عمیر کو دیکھ کے مسکرا کر چھیڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گڈ مارننگ لالا سائیں آپ کو تو اندازہ ہو گا ہی کی شادی کے پہلے دن دلہا کیسا ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔عمیر نے اسے آنکھ دبا کے کہا۔۔۔۔جس پے وہ پھیکی سی مسکان ہنسا تھا۔۔۔۔۔اس سے پہلے کی وہ کچھ اور کہتا اسے اوپر سیڑھیوں سے لہر کے ساتھ ثمینہ بیگم بھی آتی نظر آئی۔۔۔۔۔۔۔وہ ان کو دیکھ کے حیرانی سے کھڑا ہوا اس کو یوں دیکھ کے سب نے سیڑھیوں کی طرف دیکھا حیران تو سب ہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر ساحل کو دیکھ کے مسکرائی تھی اس نے وہیں سوٹ پہنا ہوا تھا جو اس نے اس کے لئے نکالا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل جلدی سے ان کے قریب آیا تھا اور اپنا ہاتھ ثمینہ بیگم کے آگے کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اماں سائیں آئیں۔۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم نے مسکرا کر اسے دیکھا اور پھر اس کا ہاتھ تھام لیا اور ساحل انہیں ڈائننگ ٹیبل تک لے آیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اماں سائیں آپ یہاں آج مجھے آپ کو یہاں دیکھ کے کتنی خوشی ہو رہی ہے آپ نہیں جانتی۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے مسکرا کر ان سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے جواب پے وہ بس مسکرائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کے بعد سب نے ناشتہ شروع کیا تھا لہر نے ساحل کی پلیٹ میں ٹیڑھے میڑھے پراٹھے رکھے۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے پہلے پراٹھے پھر لہر کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔

لہر کو لگا شاید وہ نہیں کھائے گا۔۔۔پر ساحل نے وہ کھانا کھا لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمیں آپ سب سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔۔کھانے کے بعد احسان شاہ نے ان سے کہا۔۔۔۔۔۔انکے کہنے پے سب ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور اس سے پہلے ہم چاہتے ہیں کی گھر کی عورتیں بھی یہاں موجود ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جائو گھر کی لڑکیوں کو بھی بلا لائو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہجی کے کہنے کی دیر تھی کی کچھ دیر بعد ہی وہ سب وہاں پے حاضر تھے۔۔۔۔۔۔۔

ہم نے سوچا ہے کی ہم احد کے بھی اب شادی کروالیں۔۔۔۔۔۔۔وہ بھی بڑا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی کہنے پے سائرہ نے نظریں جھکائی تھی احد نے ایک نظر سائرہ کو دیکھا اس کی دل کی دھڑکن معمول سے تیز رفتار پر دھڑک رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

مبارک ہو اب آپ کی شادی ہو گی آپی۔۔۔۔۔۔مائرہ نے سائرہ کے کان میں سرگوشی کی تھی

ہم چاہتے ہیں کی احد کی شادی ہم ملک عطاءاللہ کی پوتی شمائیلہ سے کروائیں ۔۔۔۔۔۔اور احد کی بھی یہیں خواہش ہے۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی کی بات پے سائرہ کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے اس نے بے یقینی سے احد کو دیکھا تھا اس کے اس طرح سے دیکھنے پے احد نظریں جھکا گیا تھا

پر شاہ جی ان سے کیوں۔۔۔۔۔۔۔امان شاہ نے انسے پوچھا

بیٹا سائیں ان کی اور ہماری لڑائی کوئی اتنی بڑی نہیں ہاں وہ الگ بات ہے کی ہم اب ان سے کو لینا دینا نہیں پر ہم چاہتے ہیں ہم ان سے رشتہ رکھیں اسی میں دونوں گائوں کی بھلائی ہے۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے شاہ جی جیسا آپ چاہیں۔۔۔۔۔تو بس بتا دیں کب چلنا ہے ان کے گھر۔۔۔۔۔۔سر تاج شاہ نے ان سے کہا

بس آج شام کو۔۔۔۔۔شاہ جی ان سب کو کہہ کے وہاں سے چلے گئے تھے اور اس کے

بعد دھیرے دھیرے سب وہاں سے چلے گئے۔۔۔۔۔۔لہر جانے کے لئے مڑی تھی جب ساحل نے اسے پکارا

سنو۔۔۔۔۔۔

جی جی۔۔۔ساحل سائیں۔۔۔۔۔۔لہر نے اسے مسکرا کر جواب دیا۔۔۔

وہ مجھے تم سے کچھ کہنا تھا۔۔۔۔۔ساحل نے ہچکچا کے کہا۔۔۔۔۔۔

جی جی ساحل سائیں بولیں ہم سن رہے ہیں۔۔۔۔۔۔لہر نے مسکرا کر جواب دیا

وہ۔۔۔۔۔وہ۔۔۔ ٹھینکس۔۔۔۔ساحل نے اسے کہا اس سے پہلے کی لہر کوئی بات کہتی وہاں عمر آ گیا تھا اسے دیکھ کے ساحل کے ماتھے پے بل پڑے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر سائیں آپ ابھی اوپر جائیں اسی وقت اور عمر آپ ہمارے ساتھ آئیں ہمیں آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے کہا اور اس کا جواب سنے بغیر وہاں سے چلا گیا تھا

پاگل انسان ٹھینکس ہی تو کہہ رہا تھا پھر بھی ایسے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اس کی پشت کو دیکھ کر کہا اور پھر وہاں سے اوپر چلی گئی

آدھا گھنٹا ہو گیا تھا اسرار کو حویلی پہنچے اس نے کال بھی کی تھی عمیر کو پر وہ ابھی تک نا آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اف پتا نہیں کہاں رہ گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔اسے بہت گھٹن ہو رہی تھی ان کپڑوں اوپر سے نکلی داڑھی مونچھ

کون ہو تم۔۔۔۔۔۔۔ساحل جو کی باہر جا رہا تھا گیٹ کے قریب یوں کسی انجان کو کھڑا دیکھ کے اسے سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے ساحل کو دیکھا وہ ابھی تک ویسا تھا کچھ تبدیل نا ہوا تھا بس اب وہ تھوڑا سنجیدہ تھا۔۔۔۔

کہاں کھو گئے کچھ پوچھا ہے تم سے میں نے۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس کو خود کو یوں گھورتا پا کر پوچھا

وہ وہ سائیں۔۔۔۔۔۔عمیر سائیں نے بلایا ہے ہمیں۔۔۔۔۔

اچھا نام کیا ہے تمہارا۔۔۔۔۔۔۔

سائیں وہ وہ۔۔۔غلام حسین نام ہے ہمارا۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے جلدی جلدی اپنا جھوٹا نام بتایا۔۔۔۔۔۔۔

ویسے حیرت پے اپنا نام بتانے میں بھی اتنا ہچکچا رہے ہو۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اپنے گلاسس اتار کے اسے دیکھا

سائیں ایسا نہیں ہے۔۔۔۔۔

اپنا آئی ڈی کارڈ دکھائو مجھے۔۔۔۔۔ساحل نے تھوڑا کڑک ہو کر اس سے کہا۔۔۔۔۔

جی سائیں۔۔۔۔۔۔

میں نے کہا آئی ڈی کارڈ دکھائو مجھے۔۔۔۔۔۔

جی جی۔۔۔۔۔حاضر سائیں۔۔۔۔اسرار نے اسے آئی ڈی کارڈ تھمایا۔۔۔۔۔۔وہ تو شکر تھا عمیر نے اس کی جھوٹی کمپلیٹ ڈاکیومنٹ بنا کے دیے تھے اسے۔۔۔۔۔۔۔

ہم ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔انورا سے اندر لے جائو۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے اپنا آئی ڈی کارڈ واپس دیا اور ملازم کو حکم دے کر اپنی جیپ آگے بڑھالی اس نے سکون کا سانس لیا۔۔۔۔۔۔حد ہوتی ہے کاش اتنی تفتیش تم سحر کی ڈیتھ کے وقت کرتے۔۔۔۔۔اسرار نے دل۔میں سوچا۔۔۔۔۔۔

عمیر سائیں آپ نے کسی غلام حسین کو بلایا تھا وہ آیا ہے آپ سے ملنے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر حال میں بیٹھا اسرار کا انتظار ہی کر رہا تھا جب ملازم نے آ کر اسے بتایا۔۔۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے تم لے آئو۔۔۔۔۔۔عمیر کے کہنے کے کچھ دیر بعد ہی وہ ملازم اسرار کے ساتھ حاضر ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہاں رہ گئے تھے تم کتنی دیر سے کھڑا انتظار کر رہا تھا تمہارا پتا ہے ابھی ساحل سے ٹکر ہوئی تھی اگر اسے پتا لگ جاتا تو۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار ملازم کے جاتے ہی اس پر پھٹ پڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہو اچھا نا سوری۔۔۔۔۔ابھی چلو ہمیں شاہ جی کے پاس جانا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے اسے کہا۔۔۔۔۔اور وہ دونوں شاہ جی کے روم میں آئے تھے جہاں احد پہلے ہی موں پھلائے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا تجھے اس طرح کیوں بیٹھا ہے۔۔۔۔۔۔۔عمیر اس کے قریب بیٹھا جیسے تمہیں تو پتا ہی نہیں ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احد نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا

اوہو یقین رکھ میں تیرا نکاح اس سے نہیں ہونے دونگا۔۔۔۔۔۔

ہمم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ناناسائیں کب چلنا ہے ہم نے بتائیں۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے شاہ جی سے پوچھا

بس بیٹا سائیں کچھ دہر تک۔۔۔۔۔۔۔

عمیر آپ کو یقین ہے کی وہ ہاں کرینگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احد نے اس سے کنفرم کیا

ہاں کیونکہ دادا سائیں کے مطابق جس زمین پر لڑائی ہوئی تھی وہ 500 ایکڑ زمین ہے اور وہ وہاں اپنی بڑی سی فیکٹری بنانا چاہتا ہے اور وہ زمین تو ابھی تک ویران ہی ہے اگر اسے ابھی بھی اس زمین کی نیڈ ہو گی تو شیور لی وہ ہاں کریگا۔۔۔۔۔۔۔۔ عمیر نے انہیں اپنا کونسیپٹ سمجھایا۔۔۔۔۔۔۔

ہمم۔۔۔۔۔۔ صحیح کہہ رہے ہو تم۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔۔۔

شام کا وقت تھا وہ سب جانے کے لئے تیار تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پکی بات ہے نا لہر بیٹا سائیں آپ اکیلی رہ لینگی نا۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے لہر سے پوچھا تھا ۔۔۔۔۔۔کیونکہ اس وقت حویلی میں صرف وہیں تھی باقی سب جا رہے تھے اور اس کا کہنا تھا کی وہ نہیں جانا چاہتی کیونکہ ثمینہ بیگم گھر پر اکیلی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں شاہ جی میں رہ لونگی آپ فکر نا کرہں اور اکیلی کہاں ہوں گھر پر اماں سائیں بھی ہیں اور اتنی ساری ملازمائیں بھی تو ہیں۔۔۔۔۔۔لہر نے انہیں مطمئن کرنا چاہا۔۔۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے بیٹا سائیں خیال رکھنا اپنا بیٹا سائیں۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے اس کے ماتھے پے ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور وہاں سے وہ سب نکل گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر ان کے نکلتے ہی واپس حویلی کے اندر آ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔شام کے چھ بج رہے تھے وہ کچن میں گئی اور ساحل کے لئے کھانا تیار کرنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے ملازمہ کی مدد سے ساحل کے لئے بریانی بنائی اور رائتہ بھی۔۔۔۔۔اس نے گھڑی پر وقت دیکھا تو سات بج کر پندرہ منٹ ہو رہے تھے وہ ملازمائوں کو جانے کا کہہ کے روم میں آئی اور وضو کر کے مغرب ادا کی ساحل کے آنے کا وقت ہو رہا تھا اس نے بلو کلر کا فراک نکالا اور وہ پہن کے اس نے اس کے لمبے بالوں کو کھلا چھوڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کانوں میں

جھمکے پہن کے اس نے ہلکا سا میک اپ کیا اور ریڈ لپ اسٹک لگائی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بہت زیادہ پیاری لگ رہی تھی باہر سے گاڑی رکنے کی آواز پر بیڈ پے پڑا دوپٹا اپنے گلے میں ڈال کے جلدی سے نیچے آئی وہ ابھی تیزی تیزی سے سیڑھیاں اتر رہی تھی جب ۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے قدم سامنے ساحل کی جگہ عمر کو دیکھ کے وہیں تھم گئے ۔۔۔۔۔۔عمر اسے بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اس کو خود کو یوں دیکھتا پا کر لہر تو وہیں برف کی ہو کی رہ گئی تھی اسے گبراہٹ ہونے لگی تھی عمر کی نظریں ویسے بھی اسے کنفیوز کرتی تھی۔۔۔۔۔وہ اس کی طرف قدم بڑھا رہا تھا لہر بھی پیچھے ہٹ رہی تھی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

۔۔۔۔۔۔۔۔ک۔۔۔۔ک۔۔۔۔۔۔ک۔۔۔۔کیا۔۔۔۔چاہیے

۔۔۔۔۔ب۔ب۔بھائی۔۔۔۔۔۔لہر نے لکھڑا کے الفاظ ادا کیے۔۔۔۔۔۔

تم۔۔۔۔۔۔عمر نے اسے جواب دیا۔۔۔۔۔

عمر کے یک لفظی جواب پر لہر کا تو گلا خشک ہو کے رہ گیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔ک۔۔۔۔۔ک۔۔۔کیا کہہ رہے ہیں آپ عمر بھائی۔۔۔۔۔۔۔لہر کو اپنے الفاظ کسی کھائی سے آتے ہوئے محسوس ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہائے رے لہر

اب تو اورہ پیچھے بھی نہیں جا سکتی تھی دیوار آ گئی تھی

محبت ہو گئی ہے تم سے۔۔۔۔۔۔۔عمر نے اس کے دونوں طرف دیوار سے اپنے ہاتھ رکھ لیے تھے وہ اس کے بلکل قریب تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ت م جانتی ہو پہلی بار دیکھا تھا تب ہی تم پر مر مٹا تھا پر ہائے رے قسمت تم لالا کی بیوی بن گئی پر کوئی نہیں تم صرف میری ہو تم پر صرف میرا حق ہے صرف میرا۔۔۔۔۔۔۔لالا تو صرف تم سے نفرت کرتے ہیں بٹ سچ میں میں تمہیں بس محبت دونگا بس محبت۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمر نے اس کے چہرے پے آتی لٹوں کو اپنے ہاتھوں سے پیچھے کیا تھا۔۔۔۔۔۔

اس کے اس طرح سے کہنے پے لہر کی تو اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی تھی ۔۔۔۔۔۔اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا اس اس کا دل کر رہا تھا وہ وہیں دفن ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اپنی پوری طاقت سے اسے پیچھے دھکیلا تھا اور وہاں سے بھاگی تھی۔۔۔۔۔پر عمر نے اس کو کلائی سے پکڑ لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔اور اسے اپنے قریب کھینچا تھا اس نے اس کی کلائی پیچھے کی طرف موڑی تھی جس پے لہر نے ایک سسکی لی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم کہاں بھاگ رہی ہو میں نا کہا نا تم صرف میری ہو صرف میری۔۔۔۔۔عمر نے اس کی کلائی پر دباؤ بڑھا کے اسے کہا اس کے ہونٹ اس

کے کان کے اتنے قریب تھے کی اگر وہ بول رہا تھا تو اس کے ہونٹ اس کے کان سے ٹچ کر رہے تھے لہر نے آنکھیں بند کر کے ساحل کے آنے دعا صدقے دل سے مانگی تھی اور شاید اس وقت اس کی دعا کی قبولیت کا ہی وقت تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

عمر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل کی گرج پورے حال میں گونجی تھی۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ساحل کی آواز پے اس نے اپنی بند آنکھین کھولی تھی اور سامنے اسے دیکھا تھا جس کے ماتھے پے غصے کی وجہ سے بل پڑے ہوئے تھے وہ تیزی سے عمر کی طرف بڑھا اور لہر کو کھینچ کے اپنے پیچھے کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی ساحل شاہ کی بیوی کی عزت پر آنکھ بھی ڈالنے کی۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے غریبان سے پکڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔اور اس کے موں پے چار پانچ مکے رسید کیے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔اور اس کے بعد اسے گرا کے اسے مارا تھا اس کا چہرہ لہولہاں ہو چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میری لہر کو چھونے کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے غصے سے اس کے پیٹ پے لات ماری تھی۔۔۔۔۔۔

ساحل سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ساحل کو اس طرح پیٹتا دیکھ کر گھبرا کر اسے بلایا

کہیں اسے کچھ ہو ہی نا جائے۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے بلانے پے ساحل نے اسے دیکھا تھا اور پھر اٹھ کے اسے سینے سے لگایا تھا اس کے سینے سے لگتے ہی لہر کے آنسو جواب تک اس نے ضبط کیے ہوئے تھے اب بہنا شروع ہوئے تھے۔۔۔۔۔

ساحل شاہ اپنی زندگی میں پہلے ہی اپنی جان سے پیاری بہن کو کھو چکا پے اب اپنی محبت کو کھونا نہیں چاہے گا دوبارہ اس کی طرف آنکھ اٹھا کے بھی دیکھا تو وہ حشر کرونگا کی پوری زندگی یاد رکھو گے تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ملازم حسین۔۔۔۔۔

ملازم حسین۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے گارڈ کو آواز لگائی تھ

جی جی سائیں۔۔۔۔۔

اسے ہسپتال لے جائو۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے عمر کی طرف اشارہ کیا

جو حکم سائیں۔۔۔۔۔ملازم حسین نے سر کو خم دے کر کہا۔۔۔۔۔۔۔

تم چلو میرے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل اسے لے کے روم میں آیا تھا اسے بیڈ پے بٹھایا تھا اس کی سسکیاں روم میں گونج رہی تھی ساحل نے پانی نکال کے اسے

دیا۔۔۔۔۔۔

یے لو پانی پیو۔۔۔۔۔۔ساحل نے پانی کا گلاس اس کے سامنے کیا۔۔۔۔۔۔

لہر نے پانی کا گلاس پکڑا اور اسے لبوں سے لگایا۔۔۔۔۔۔اس کی کلائی پے انگلیوں کے بہت گھرے لال نشان تھے۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے فرسٹ ایڈ بوکس نکالا اور اس کے قریب زمین پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس کے ہاتھ سے گلاس لے کے ٹیبل پر رکھا اور اس کی کلائی پکڑ کر اس پر مرہم لگانے لگا۔۔۔۔۔۔۔درد سے لہر کی ہلکی سی چیخ نکلی تھی۔۔۔۔۔۔

درد ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ساحل نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے پوچھنے پے لہر نے ہاں میں سر کو خم دی۔۔۔

سوری اب آرام سے کرونگا۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے اسے مسکرا کر سوری کہا اور اس کے زخم پر پٹی کرنے کے بعد وہاں سے اٹھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب تم ریسٹ کرو یہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے کہا اور بیڈ پر سیدھا بٹھایا۔۔۔۔۔۔۔۔اور اس پر کمبل ڈالا۔۔۔۔۔۔۔تم یہیں رہو میں آتا ہوں۔۔۔۔ساحل اسے کہتا نیچے آگیا اور کچن میں سے اس کے لئے کھانا نکالا اور اوپر آیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔لو کھانا

کھالو۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس کے سامنے کھانے کی پلیٹ رکھی۔۔۔۔۔۔

ساحل سائیں میری کلائی میں درد ہے میں کیسے کھائوں۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اس کے سامنے اپنی کلائی دکھائی۔۔۔۔۔۔۔۔جس پے ابھی ساحل نے پٹی کی تھی

اچھا ٹھیک ہے میں کھلاتا ہوں۔۔۔۔۔ساحل اس کے قریب بیٹھا اور اسے کھانا کھلانے لگا کھانا کھلا کے اسے پین کلر دی۔۔۔۔۔۔۔آپ بیٹھو میں اماں سائیں کو کھانا کھلا کے آیا۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس سے کہا اور روم سے باہر آ گیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہ کی گاڑیوں کو دیکھ کے ملک کے حویلی میں سب سطرک ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

احسان شاہ جب گاڑی سے باہر نکلا تو۔۔۔۔۔۔۔عطاءاللہ ملک اس کے سامنے آیا تھا

شاہ جی آپ ہمارے گھر خیریت۔۔۔۔۔۔۔عطاءاللہ ملک نے اس سے کہا اس کے ہاتھ میں گن بھی تھی

اڑے ملک صاحب اس بار ہم آپ کے گھر کسی دشمنی کے لئے نہیں بلکہ رشتے داری

کے لئے آئے ہیں۔۔۔۔۔شاہ جی نے مسکرا کر ان سے کہا

کیا مطلب شاہ جی ہم کچھ سمجھے نہیں۔۔۔۔۔۔ملک صاحب نے ان سے پوچھا

اڑے اندر تو لے چلیں کیا ساری باتیں یہیں کروائیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے مسکرا کر اس سے کہا۔۔۔۔۔۔۔اس کے بعد سب اندر آئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

ملک صاحب آج ہم آپ کے گھر کچھ مانگنے آئے ہیں۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے مسکرا کر کہا

شاہ جی کیسے دشمن سے مسکرا کر باتیں کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے مسکرا کر عمیر کے کان میں سرگوشی کی

وہ کہتے ہیں ناضرورت میں گدھے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے۔۔۔۔۔۔عمیر نے بھی مسکرا کر اس کے کان میں سرگوشی کی

کیا مطلب ہم سمجھے نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ممتاز ملک (عطاءاللہ ملک کا بیٹا اور شمائلہ کا باپ) نے ان سے کہا

آج ہم اپنے پوتے احد شاہ کے لئے آپ کی پوتی شمائلہ ملک کا ہاتھ مانگنے آئے

ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے مسکرا کر ان سے کہا

اوہ اچھا۔۔۔۔۔۔۔سرمد ملک (عطاءاللہ ملک کا پوتا ممتاز ملک کا بیٹا شمائلہ ملک کا بھائی) نے کہا وہ بار بار سائرہ کو گھری اور حوس بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا جسے دیکھ کے احد کو بہت زیادہ غصہ آرہا تھا اس کی عمر چالیس سال تو ہو گی ہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب وہ تو آپ لوگوں پے ہے کی آپ ہمارے پوتے کا رشتہ قبول کرتے ہیں یا ں نہیں دیکھیں اگر ہم نے رشتہ کر لیا تو ہمارے گاؤں میں موجود جو بھی کڑواہٹ ہے ختم ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے بھی بات میں اپنا حصہ ڈالا۔۔۔۔

ہاں بلکل اگر آپ وقت چاہتے ہیں تو وہ بھی کے لیں۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے ان سے کہا

نہیں نہیں وقت کی کیا ضرورت آپ لوگوں کو کون نہیں جانتا اور یے تو ہماری شمائیلہ کی قسمت ہے جو اس کا رشتہ آپ لوگوں کے گھر سے آیا ہے ہمیں قبول ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔عطاءاللہ ملک نے مسکرا کر اپنی بات کہی۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں دادا صحیح کہہ رہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔سرمد ملک نے سائرہ کو دیکھ کر ایک خبیز

سی مسکان مسکرا کر کہا۔۔۔۔۔۔۔

تو اس کا مطلب ہے کی آپ لوگوں کو ہمارا رشتہ قبول ہے۔۔۔۔۔۔۔تو ہم ہاں سمجھے آپ کی طرف سے۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے ان سے پوچھا

ہاں شاہ جی بلکل۔۔۔۔۔۔۔ممتاز ملک نے ہنس کے کہا۔۔۔۔۔۔۔

تو بھئی ہماری بہو کو بلائیں ہم اپنے نام کی انگوٹھی تو پہنا دیں اسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔امان شاہ نے مسکرا کر کہا

جائو شمائیلا کو لے آئو۔۔۔۔۔ممتاز ملک نے ملازم کو کہا اور اس کی کچھ دیر بعد ہی وہ ان سب کے بیچ تھی

پروین بچی کو انگوٹھی پہنائو۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے احد کی اماں سائیں کو کہا۔۔۔۔

آئو بیٹا سائیں یہاں آئو۔۔۔۔۔۔۔پروین بیگم نے اسے احد کے ساتھ بٹھایا۔۔۔۔۔۔۔احد نے سامنے بیٹھی سائرہ کو دیکھا جس نے چہرہ جھکایا ہوا تھا شاید اپنے آنسو چھپانے کے لئے۔۔۔۔۔۔

پروین بیگم نے اس کے سر پر دوپٹہ ڈالا اور اس کی انگلی میں انگوٹھی

پہنائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ماشاءاللہ۔۔۔۔۔۔۔ماشاءاللہ۔۔۔۔۔اللہ نظرے بد سے بچائے دونوں ایک ساتھ کتنے پیارے لگ رہے ہیں ناپروین بیگم نے ان دونوں کو دیکھ کے کہا۔۔۔

آخر ان کا ایک ہی بیٹا تھا وہ تو اپنی بہو کے صدقے واری جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔اس کے بعد سب نے مٹھائی کھائی

اور یے ہماری طرف سے کچھ تحائف اور یے ایک ملازم ہماری بہو کا خیال رکھنے کے لئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے پہلے کچھ تحفوں اور پھر اسرار کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔۔

اڑے اس کی کیا ضرورت تھی۔۔۔۔۔۔ممتاز ملک نے ان سے کہا

اڑے کیوں ضرورت نہیں آخر شاہ خاندان کی بہو ہے یے۔۔۔۔۔۔اور ہاں ہم شادی جلدی چاہتے ہیں۔۔۔۔۔۔شاہجی نے ان سے کہا

ہاں جی کیو نہیں آپ کی ہی ہے جب چاہیں لے جائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔عطاءاللہ ملک نے مسکرا کر کہا اور اس کے بعد سب نے کھانا کھایا تھا اور کچھ باتوں کے بعد وہ واپسی

کے لئے روانہ ہوئے تھے

ساحل جب روم میں واپس آیا تو وہ سو چکی تھی وہ فریش ہونے چلا گیا اس کے بعد نیچے آیا ملازمہ نے اسے کھانا نکال کے دیا۔۔۔۔۔۔ساحل نے وہ کھایا

کس نے بنائی ہے بریانی۔۔۔۔۔۔ساحل نے ملازمہ سے پوچھا۔۔۔۔۔

چھوٹی شاہ بیبی نے۔۔۔۔۔۔ملازمہ نے ان کو بتایا۔۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔ساحل کھانا کھا کے اٹھا ہی تھا کہ سب گھر آئے تھے۔۔۔۔

کیسی رہی شاہ جی ملاقات رشتہ ہو گیا۔۔۔۔۔۔ساحل نے شاہ جی سے مسکرا کر پوچھا۔۔۔۔۔

بہت اچھی بیٹا سائیں رشتہ بھی پکا ہو گیا ہے۔۔۔۔۔شاہ جی نے اسے مسکرا کر بتایا۔۔۔۔۔

مبارک ہو احد سائیں۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے اس کے کندھے پے ہاتھ رکھ کے مبارکباد دی جس پے احد پھیکا سا مسکرایا تھا

لہر کہاں ہیں۔۔۔۔۔شاہ جی نے ساحل سے پوچھا

شاہ جی وہ ان کے سر میں درد تھا تو میڈیسن کھا کے سو گئی ہیں۔۔۔۔۔۔ساحل نے آدھا سچ اور آدھا جھوٹ بتایا

اچھا ٹھیک ہے بیٹا سائیں ویسے بھی کافی رات ہو گئی ہے اب ہمیں بھی سونا چاہیے ۔۔۔۔۔۔شاہ جی نے اس سے کہا اور اس کے بعد سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے ساحل جب روم میں آیا تو وہ گھری نیند سو رہی تھی کمفرٹر آدھا اس پر آدھا بیڈ کے نیچے تھا ساحل وہ دیکھ کے مسکرایا تھا اور شاید روم میں اے سی چلنے کی وجہ سے روم ٹھنڈا ہو گیا تھا اور اسے سردی لگ رہی تھی ساحل اس کے قریب آیا تھا اور اس نے اس کے اوپر کمفرٹر ڈالا تھا اس کی نظر ایک پل کے لئے اس پر ٹھری تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل شاہ نے اس کی پیشانی پے اپنے ہونٹ رکھے تھے اور اسے دیکھ کے ایک نظر اپنی سائیڈ پر آ کر لیٹ گیا تھا۔۔۔۔ساحل نے اسے اپنی طرف کر کے اسے اپنی باہوں میں لیا۔۔۔۔۔۔۔۔اور اس کا ماتھا اپنے سینے پے رکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صبح وہ سب ناشتے کی ٹیبل پر موجود تھے کی پیچھے سے شہریار کی آواز پر سب مڑے تھے

السلام علیکم۔۔۔۔۔۔شہریار نے مسکرا کر سلام کیا۔۔۔۔۔۔تمہاری ہمت کیسے ہوئی

یہاں آنے کی۔۔۔۔۔۔ساحل کو اسے دیکھ کے اور غصہ آیا تھا

ناساحل شاہ ناب تو ہم آپ کے جیجا جی ہیں اب ایسے ذلیل تو نا کریں نا۔۔۔۔

شہریار نے مسکرا کر اس سے کہا

دیکھو جو بھی ہو شادی تو ہو گئی ہے چاہے دشمن خاندان سے ہی کیوں نا ہوئی ہو

۔۔۔بٹ ہو گئی ہے اور ہمارے یہاں بہو بیٹیوں کو رانیوں کی طرح رکھا جاتا ہے اس

لیے میں یے انویٹیشن دینے آیا تھا آج شام کو ولیمہ ہے ہمارا آئے ہوپ سو کی سب

آئینگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے کارڈ اور مٹھائی شاہ جی کے سامنے

رکھی۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے امید ہے کی آپ لوگ پرانی دشمنی کو نئی رشتیداری میں نہیں آنے

دینگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے ان سے کہا اور اس کے بعد لہر کے پاس گیا

کیسے ہی میری گڑیا رانی۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے اس کا ماتھا چوما۔۔۔۔۔

لالا سائیں میں بلکل ٹھیک ہوں آپ بتائیں کیسے ہیں اور گھر میں سب کیسے ہیں دادا سائیں کیسے ہیں اب۔۔۔۔۔۔۔لہر نے بھی مسکرا کر اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔

الحمداللہ۔۔۔۔۔اچھا اب میں چلتا ہوں خیال رکھنا اپنا۔۔۔۔۔۔شہریار نے مسلسل ساحل کو اس کو گھورتا پایا تو اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔۔۔۔۔

مجھے امید ہے آپ سب آئینگے۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے جاتے جاتے پیچھے سے ہانک لگائی۔۔۔۔۔۔۔

ہم بلکل نہیں جائینگے۔۔۔۔۔۔ساحل نے شاہ جی کو دیکھ کے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہم سب جائینگے شام کو آپ سب تیار رہنا۔۔۔۔۔۔شاہ جی کے کہنے پے ساحل نے بے یقینی سے شاہ جی کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

پر کیوں شاہ جی۔۔۔۔۔۔۔

کیونکہ ہم نے اپنی بیٹی بیاہی ہے اس گھر میں اس کے ہر سکھ دکھ میں ساتھ دینا فرض ہے ہمارا جس نے چلنا ہے چلے جس نے نہیں چلنا ہم سمجھ لینگے کی اس کی نظر میں ہمارے فیصلے کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی ان سے کہہ کے وہاں

سے چلے گئے تھے۔۔۔۔۔۔

اوہ اندھے ہو کیا دیکھ کے نہیں چل سکتے تم۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار اپنی ہی دھن میں چل رہا تھا جب کسی سے ٹکرا گیا اور کسی لڑکی کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے چہرہ اوپر کر کے اسے دیکھا تو ایک لڑکی جس نے پنجابی سوٹ پہنا ہوا تھا اس کی بڑی بڑی کالی آنکھوں میں کاجل تھا اس کے بڑے بالوں کی چٹیاں آگے کی ہوئی تھی اور اس سے کچھ لٹیں اس کے چہرے کو چھو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

ایسے کیا ٹکر ٹکر دیکھ رہے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ستارا نے اس کو خود کو یوں گھورتا پایا تو اس سے پوچھا

کچھ نہیں سوری۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے اس پر سے نظریں ہٹائی۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا تمہارے سوری سے میرے یہ سارے پھول ٹوکری میں واپس

آجائینگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ستارا نے اسے گھور کے کہا

میں نے کہا نا سوری اب ایسے کیوں گھور رہی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے اسے گھورتا پا کر چڑ کر کہا

مجھے واپس ڈال کے دو یے سب۔۔۔۔۔۔۔۔۔ستارا نے نیچے گرے پھولوں کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔۔۔

ہر گز نہیں۔۔۔۔۔۔۔میں نہیں ڈالوں گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے ٹکا جواب دیا۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ملازم ہو ملازم رہو انکل جی ایسے نخرے نا کرو۔۔۔۔۔۔۔ستارا نے اسے کہا

اوئے انکل کسے کہا۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے اسے انگلی دکھائی۔۔۔۔۔۔

تمہیں اور کوئی ہے کیا یہاں۔۔۔۔۔۔۔۔ستارا نے اس کی طرف انگلی کر کے اشارہ کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں کس اینگل سے تمہیں انکل لگتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے اس کی انگلی کو پکڑ کر اس سے کہا

اب یے جو دہشت گردوں والی دھاڑی مونچھ لگائی ہے نا تو انکل نہیں تو تمہیں سلمان خان کہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ستارا نے اس کے ہاتھ سے اپنی انگلی چھڑائی۔۔۔۔۔

نہیں میں اس سے بھی زیادہ ہینڈسم ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔

خوش فہمی۔۔۔۔۔۔ستارا نے طنزیہ کہا۔۔۔۔۔۔۔

ستارا کیا کر رہی ہو وہاں یہاں آ جاؤ اوپر جلدی مجھے ڈریس سلیکٹ کر کے دو۔۔۔۔۔۔۔۔۔شائلہ نے اس کے پاس آئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے لے جانے لگی۔۔۔۔۔۔

تمہیں تو میں بعد میں دیکھ لونگے۔۔۔۔۔۔۔۔ستارا نے اسے انگلی سے وارن کیا اور اس کے ساتھ چل دی وہ اس کی پشت کو دیکھ کر مسکرایا تھا

آپ نے مجھے بلایا تھا۔۔۔۔۔۔۔شانزے کو ملازم نے آ کر اطلاح دی تھی کی یوسف اسے اوپر چھت پر بلا رہا ہے اور وہ اوپر آئی تھی اس نے اس کی پشت کو دیکھ کر اس سے

پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی ہاں وہ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔۔یوسف نے اس کی طرف مڑ کر اس سے کہا۔۔۔۔۔۔

جی بولیں۔۔۔۔۔۔شانزے نے اسے ایک نظر دیکھا پھر اپنی نظریں جھکا لیں۔۔۔۔۔۔۔

وہ۔۔مجھے۔۔۔۔۔۔کیسے کہوں۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔۔جی۔آپ کو کیا۔۔۔۔۔۔۔شانزے نے اس سے پوچھا

مجھے آپ سے شادی کرنی ہے۔۔۔۔کیا آپ کرینگی مطلب کی آپ کسی سے محبت تو نہیں کرتی نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے ایک ہی سانس میں بغیر رکی ساری بات کہہ دی۔۔۔۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔۔شانزے نے نا سمجھی سے پوچھا

کیا جی ابھی جو کہا سنا نہیں کیا۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اس سے پوچھا

سنا ہے۔۔۔۔۔

تو جواب دو نا۔۔۔۔۔۔ہاں یانا۔۔۔۔۔۔۔دیکھو اگر ہاں ہے تو جلدی بتائو۔۔۔۔۔۔۔

جی مجھے کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔۔۔۔شانزے اسے جواب دے کے جلدی سے نیچے چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف کی تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

اماں سائیں۔۔۔۔۔دیکھیں کون سا ڈریس اچھا ہے میں بھائی کے ولیمے پے پہنوں۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ثمینہ بیگم کے سامنے دو ڈریس کیے۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہاں جا رہی ہو بیٹا سائیں۔۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم نے مسکرا کر اس سے پوچھا۔۔۔۔

اماں سائیں میرے بھائی کا ولیمہ ہے آج اور آپ بھی چلیں گی میرے ساتھ وہاں پے۔۔۔۔۔۔۔۔چلیں گی نا لہر نے ان کو محبت سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔

ہاں کیوں نہیں۔۔۔۔۔ضرور میری پیاری سی بیٹی اتنی محبت سے کہہ رہی ہے تو ضرور چلیں گے۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم نے اسے محبت سے کہا ان کی بات پے اس کا چہرا کھل اٹھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اماں سائیں۔۔۔آئے لو یو سو مچ۔۔۔۔۔۔لہران کے سینے سے لگی تھی۔۔۔۔۔

اچھااب بتائیں میں کونسا ڈریس پہنوں۔۔۔۔۔۔۔

ان میں سے کوئی بھی ڈریس نہیں آج میں میری بیٹی کو خود تیار کرونگی۔۔۔۔۔۔۔۔

اڑے عمر کیا ہوا تمہیں اتنی چوٹیں کیسے لگی۔۔۔۔۔۔انیسہ بیگم نے ساحل کے ساتھ آتے عمر کو دیکھ کے کہا وہ کافی زخمی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کچھ نہیں چاچی سائیں۔۔۔بس ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا کل عمر کا اب ٹھیک ہے وہ۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے جواب دیا اس کے جواب پے عمر نے مڑ کر ساحل کو دیکھا۔۔۔۔۔۔

چاچی سائیں میں اسے اس کے روم میں لے کے جا رہا ہوں آپ اس کے لئے کھانا کے آئیں۔۔۔۔۔۔ساحل انہیں کہہ کے اسے روم میں لایا اور بیڈ پے بٹھا کے پانی پلایا اسے۔۔۔۔۔۔۔

لالا سائیں آپ نے اماں سائیں سے جھوٹ کیوں بولا۔۔۔۔۔۔۔عمر نے اسے دیکھ کے پوچھا۔۔۔۔۔

تو کیا بتاتا انہیں میں نہیں چاہتا گھر میں کوئی تمہیں غلط سمجھے۔۔۔تم چھوٹے ہو غلطیاں ہوتی رہتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔اور مجھے یقین ہے آگے سے تم ایسی غلطی نہیں کروگے۔۔۔۔۔اور ہاں کل جو تمہیں مارا تھا لالا ہوں تمہارا حق رکھتا ہوں جب غلطی کرو تب سزا دینے کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے مسکرا کر اس سے کہا۔۔اس سے پہلے کی عمر کوئی جواب دیتا انیسہ بیگم روم میں آگئی تھی۔۔۔۔۔ساحل نے وہ کھانا عمر کو کھلایا پھر اسے میڈیسن کھلا کے اسے ریسٹ کرنے کا کہہ کے اپنے روم میں آگیا۔۔۔۔۔اس کے سامنی ہی لہر کھڑی تھی اس نے پیچ کلر کا ہیوی لہنگا پہنا ہوا تھا ساتھ ہیوی جیولری ۔۔۔۔۔۔۔وہ بہت زیادہ پیاری لگ رہی تھی ایک دم کسی ریاست کی شہزادی کی طرح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل کی نظریں اس پر ٹھہر سی گئی تھی خود کو یوں اس کی نظروں کے حصار میں دیکھ کے لہر نے نظریں جھکائی تھی۔۔۔۔۔ساحل اس کی طرف بڑھ رہا تھا اس کے دل کی دھڑکن ویسے ویسے تیز ہو رہی تھی اس کے پاس پہنچ کے ساحل نے اس کے ماتھے پے بوسہ دیا۔۔۔۔۔۔۔بہت پیاری لگ رہی ہو اپنی نظر اتار

لو۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے کہا۔۔۔۔۔۔

جی۔۔۔۔۔جی۔۔۔۔۔لہر نے ہچکچا کے بس اتنا ہی کہا

اماں سائیں کی شادی کا لہنگا پہنا ہے تم نے۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے بتایا۔۔۔۔۔۔اماں سائیں کی خواہش تھی کی یے ان کی بیٹی اپنی شادی پر پہنے پر خیر بہت پیاری لگ رہی ہو تم۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے مسکرا کر اسے کہا

آپ چل رہے ہیں۔۔۔۔۔۔لہر نے ساحل سے پوچھا

ہاں صرف شاہ جی کی وجہ سے تم جائو نیچے میں آتا ہوں ریڈی ہو کے۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے کہا اور ڈریس لے کے واشروم میں چلا گیا چینج کرنے اور لہر نیچے آ گئی۔۔۔۔۔۔۔

—

بابا سائیں آپ ان سے رشتہ کیوں جوڑ رہے ہیں آخر بلکہ آپ کو پتا بھی ہے کی ہم نے کیا کیا ہے اور جب حقیقت سامنے آئے گی تو ہمارا کیا حال کرینگے وہ سوچا ہے آپ

نے۔۔۔۔۔۔۔اسرار وہاں سے گزر رہا تھا جب کسی کمرے سے آتی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو وہیں رک گیا سننے کے لئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کی بعد میں دیکھی جائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔ابھی مجھے بس وہ زمین چاہیے۔۔۔۔۔۔۔

اوہیلو مسٹر۔۔۔۔۔یہاں کیا کر رہے جاسوسی کیوں کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ستارہ نے اس کو وہاں کھڑا دیکھ کے کہا اس سے پہلے کی اس کی بات پوری ہوتی اسرار نے اسے بازو سے پکڑ کے کھینچ کے دیوار سے لگایا اور اس کے موں پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔۔ستارا کی تو ہارٹ بیٹ فاسٹ ہو گئی تھی وہ اس کے اتنے قریب تھا کی اس کی سانسوں کی گرمائش اسے اپنے گال پے محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شششش چپ بلکل آواز نہیں اپنے کام سے کام رکھو دوبارہ میرے کام میں ٹانگ نا اڑانا اپنی۔۔۔۔۔۔اسرار نے اسے مصنوعی غصے سے دیکھ کے کہا

سمجھ گئی نا تم۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے اسے گھور کے کہا۔۔۔۔۔۔۔جس پے اس نے جلدی سے سر حامی میں ہلایا

ہم گڈ۔۔۔۔۔۔اسرار نے اسے کہا اور اس کے موں سے ہاتھ ہٹا کے چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔

اوبیٹا تمہیں تو میں دیکھ لونگی۔۔۔۔۔۔۔ستارا نے اس کی پشت کو دیکھ کے کہا

اڑے آج جان نکالنے کے ارادے ہیں کیا آپ کے محترمہ آپ کا ایک ہی شوہر ہے کچھ تو رحم کر لیں آپ اس معصوم میں ایسے ایسے ادائیں دکھا کے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر جب روم میں آیا تو سامنے ہی اریزے گولڈن اور وائٹ فراک میں تیار کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔

کیا عمیر سائیں آپ بھی نا۔۔۔۔اریزے نے اپنی نظریں نیچھی کی۔۔۔۔۔۔

میں بھی کیا ہاں۔۔۔۔۔۔عمیر نے اسے پیچھے سے ہگ کر کے کہا تھا۔۔۔۔۔

عمیر سائیں چھوڑیں کوئی آجائے گا۔۔۔۔۔۔۔اریزے نے اسے کہا

کسے نے آنا ہے تو آجائے میں کونسا کسی سے ڈرتا ہوں بیوی ہیں آپ

ہماری۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے اس کی گردن پر کس کی

عمیر سائیں پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے جائیں۔۔۔۔۔۔عمیر نے اسے آزاد کیا۔۔۔۔

ٹھینکس سائیں آپ بھی جلدی آجائیں دیر نا ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔۔اریزے اسے کہ کے نیچے کی طرف آگئی۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا ہوا زینب آپ ابھی تک تیار نہیں ہوئی۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے اس کا اجڑا حلیا دیکھا تو پوچھا

نہیں مجھ سے یے لہنگا ہی نہیں سنبھل رہا کیسے کروں۔۔۔۔۔۔زینی نے اپنے لہنگے کی طرف اشارہ کیا وہ کافی بھاری تھا۔۔۔۔۔۔

اوہو تو یے بات ہے۔۔۔۔۔۔اچھا آپ بیٹھیں۔۔۔۔۔۔شہریار نے اسے کندھوں سے پکڑ کے ڈریسنگ مرر کے سامنے بٹھایا۔۔۔۔۔۔۔۔

اب اگر آپ کی اجازت ہو تو میں تیار کر دوں آپ کو۔۔۔۔۔۔شہریار نے کنگی پکڑ کر اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

پر آپ کیسے۔۔۔۔۔زینی نے اسے دیکھا

آئے پرومس میں تمہیں چڑیل بلکل نہیں بناؤنگا اکثر گڑیا کو تیار کرتا تھا اتنا تو ائیڈیا ہے ہے مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے مسکرا کر کہا

ٹھیک ہے پر اگر میں بری لگی تو آپ کی خیر نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔زینی نے اسے مسکرا کر کہا۔۔۔۔اور اس کے بعد شہریار نے اس کے بالوں کا جوڑا کیا اور پھر اس کو میک اپ اینڈ جیولری پہنا کے سر پر دوپٹہ سجایا۔۔۔۔۔۔

اب دیکھ کے بتائیں کیسی لگ رہی ہیں۔۔۔۔۔۔شہریار نے اس کا رخ شیشے کی طرف کیا۔۔۔۔زینی واقعی بہت پیاری لگ رہی تھی

ٹھینکس۔۔۔۔۔۔زینی نے مسکرا کر اس سے کہا

کس لیے۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے کندھے اچکائے

مجھے اتنا پیارا ریڈی کرنے کے لئے۔۔۔۔۔۔۔

اڑے تم دونوں ابھی تک تیار نہیں ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔آمنہ بیگم ان کے پاس آئی تھی

ماشاءاللہ۔۔۔۔۔۔ماشاءاللہ۔۔۔۔۔۔کتنے پیارے لگ رہی ہے تم دونوں کی جوڑی۔۔۔۔۔ماشاءاللہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اللہ نظر بد سے بچائے۔۔۔۔۔آمنہ بیگم نے ان دونوں کی نظر اتاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب جلدی سے نیچے آئو دونوں کہیں دیر نا ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔۔

جی اماں سائیں ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے انہیں کہا اور وہ نیچے چلی گئی۔۔۔۔

اب چلیں ہم نیچے۔۔۔۔شہریار نے زینی سے پوچھا

ہاں چلو۔۔۔۔۔۔۔۔زینی نے اسے کہا پر جیسے ہی وہ چلنے لگی تو اس کا پائوں لڑکھڑا گیا۔۔۔۔۔

کیا ہوا آپ ٹھیک تو ہیں نا۔۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے اس سے پریشانی سے پوچھا۔۔۔۔

ہاں بس یے چپل ایسی ہے کی میں نہیں چل پا رہی۔۔۔۔۔۔۔زینی نے ہائے ہیلس کی طرف دیکھ کے کہا اس کی بات پے شہریار مسکرایا تھا

اچھا کوئی بات نہیں میرا ہاتھ تھام کے چلیں۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے اپنا ہاتھ آگے کیا۔۔۔۔۔۔۔زینی نے اسے بغور دیکھا پھر اس کے ہاتھ کو۔۔۔۔

یقین کرو گرنے کیا لڑکھڑانے بھی نہیں دونگا۔۔۔۔۔۔۔شہریار نے اسے مسکرا کر کہا اور زینی نے بھی اس کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔۔۔۔۔ہم انسان بھی نا کتنے ناسمجھ ہوتے ہیں سمجھتے ہی نہیں کی جو ہمارے قسمت میں ہے وہ ہمارے لیے بہترین ہے ہم بس اپنی چاہت کے پیچھے بھاگتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس وقت وہ سب چودھریوں کی حویلی میں داخل ہوئے تھے پورے بیس سال بعد انہوں نے اس حویلی کیا گائوں کے اس پار کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

وہ سب گاڑی سے باہر نکلے تو وہیں چودھری شاہ زمان ان کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔۔۔۔۔۔لہر ان کو دیکھ کے دوڑ کے ان کے پاس گئی تھی اور ان کے سینے سے لگی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔یے دیکھ کے ساحل کو برا ضرور لگا تھا کی اس نے اتنے دن ایک بیٹی کو ان کے گھر سے دور رکھا تھا پر انہوں نے بھی تو اس کی بہن اس سے چھینی تھی۔۔۔۔۔۔۔

بابا سائیں کیسے ہیں آپ۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ان کو دیکھ کر کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

الحمداللہ میری جان میں ٹھیک ہوں آپ بھی ٹھیک ہی لگ رہی ہے میری جان۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے۔۔۔۔۔

جائو میری جان آپ کی اماں سائیں سے بھی مل لیں اتنے دن سے آپ کے بغیر رہ رہی ہیں آپ دیکھ لیں ان سے مل لیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری کے کہنے پے لہر نے مڑ کر شاہ جی کو دیکھا تھا اور ان کے ہاں کے اشارہ ملتے ہی وہ حویلی کی اندر بھاگی تھی۔۔۔۔۔۔

آیئے آیئے شاہ صاحب آجایئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہاں کیوں کھڑے ہیں آپ آیئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے مسکرا کر ان کو ویلکم کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔پر ان میں سے سوائے شاہ جی اور عمیر کے باقی سب کے چہرے پر بیزاری تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ جی مسکرا کر اس سے بغلگیر ہوئے تھے اور پھر ان کے ساتھ اندر چلے تھے باقی سب بھی ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حویلی کو دیکھ کے ساحل کی بچپن کی یادیں تازہ ہوئی تھی ساحل کا سحر کا اسرار اور یوسف کا زیادہ بچپن یہیں اس حویلی میں ہی گذرا تھا نا چاہتے ہوئی بھی اس کی آنکھوں میں نمی آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وقت

بھی نا کیا کیا رنگ دکھاتا ہے۔۔۔۔۔۔جہاں اس نے بچپن گذارا تھا تب سوچا ہی نا تھا کی کبھی یہاں سے جائے گا اور وقت نے تب اسے یہاں سے نکال دیا تھا اور سحر کی موت کے وقت اس نے سوچا تھا کبھی وہ اس دہلیز پر پائوں نہیں رکھے گا اور آج۔اس دھلیز پر کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وقت اور تقدیر سے انسان کبھی نہیں جیت سکتا وقت جب پاسا پلٹتا ہے نا تو انسان نا جانے کہاں کہاں پہنچ جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر وہیں بہتر ہوتا ہے ہمارے لیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور یے بات ہم کم ہی سمجھتے ہیں ہم بس یے سمجھتے ہیں کی ہمارے لیے تو پس وہیں بھتر ہے جو ہم چاہ رہے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اصل وقت اور قسمت کا کھیل ہم نہیں سمجھ پاتے وہ ہمیں اس مقام پر لاتے ہیں جو ہمارے لیے بہترین ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ وہ وقت اور قسمت ہمارے رب نے ہمارے لیے لکھی ہوتی پے اور وہ بھتر جانتا ہے کی کیا بہتر ہے۔۔۔۔۔۔۔

اماں سائیں اماں سائیں۔۔۔۔۔۔۔لہر جا کے ان کے گلے سے سے لگی تھی۔۔۔۔۔امامہ بیگم کو تو اپنے کانوں پے یقین نہیں ہو رہا تھا کی اس نے لہر کی آواز سنی ہے۔۔۔۔۔۔۔پر لہر جب ان کے گلے سے لگی تھی تب انہیں اندازہ ہوا تھا کی وہ واقعی

ان کے پاس ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیسی ہو لہر کہاں تھی تم تم ٹھیک تو ہو نا کچھ ہوا تو نہیں نا تمہیں تم ٹھیک ہو نا وہاں کسی نے تمہیں مارا تو نہیں نا میری جان تم ٹھیک ہو نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔امامہ بیگم نے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کی پیالی بنا کر اس میں لیا اور ایک ہی سانس میں سارے سوال پوچھ ڈالے

اماں سائیں رلیکس ہم ٹھیک ہیں آپ کے سامنے ہیں دیکھ لیں اماں سائیں بلکل ٹھیک ہیں ہم ہمیں کیا ہو گا ہم بلکل ٹھیک آپ کے سامنے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔رلیکس ہوں آپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ان کے ہاتھوں پے اپنے ہاتھ رکھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میری جان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔امامہ بیگم بس اتنا ہی کہہ پائی تھی اور ان کے آنسو رواں ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہو اماں سائیں اب کیوں رو رہی ہیں میں سامنے تو ہوں آپ کے رونا بند کریں آپ پلیز میری پیاری امی جان۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ان کے آنسو اپنے ہاتھوں سے صاف کیے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر بیٹی سے ملنا ہو گیا ہو تو اپنے بابا سائیں سے بھی مل لیں۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی کی آواز پے امامہ بیگم نے مڑ کے دیکھا تھا شاہ جی باہیں پھیلائے اسی کو دیکھ رہے تھے امامہ بیگم جلدی سے ان کے سینے سے لگی تھی۔۔۔۔۔۔اور ان کے رونے میں روانی آگئی تھی۔۔۔۔۔۔۔شاہ جی کی آنکھوں سے بھی آنسو آئے تھے چاہے جو بھی ہو پر وہ بیٹی تھی ان کی اتنے دنوں بعد ملے تھے اس سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بابا سائیں۔۔۔۔۔۔کیسے ہیں آپ۔۔۔۔۔۔۔آپ کو اندازہ ہے بیس سالوں سے کتنی اذیت میں ہوں میں کتنا مشکل ہوتا ہے ماں باپ کے ہوتے ہوئے بھی ان سے دور رہنا بابا سائیں مجھ سے تو میرا سب کچھ چھین لیا گیا ماں باپ بھائی بیٹا اور اب بیٹی بھی بابا سائیں آخر میری غلطی کیا تھی۔۔۔۔۔ساحل نے اپنی بہن اور باپ کے چھیننے پے یے کیا نا سزادی ناپر اس نے مجھ سے تو میرا سب کچھ چھینا ہے ماں باپ بھائی بھا بھی پہلے بیٹا اور اب بیٹی بھی میں اسے کیا سزا دوں کیا وہ میرا گناھگار نہیں ہے بابا سائیں۔۔۔۔۔۔۔امامہ بیگم کے یے الفاظ وہاں سے دور کھڑے ساحل کے دل پے تیر کی طرح لگے تھے واقعی اس سے صرف اس کی بہن کو چھینا گیا تھا جس پے اس نے یے ری ایکشن کیا تھا تو کیا وہ بھی گناھگار تھا امامہ بیگم کا اس نے بھی تو ان سے سب

کچھ چھینا تھا اسے کے فیصلے پر حویلی والوں کا آنا جانا بند ہوا تھا اور اس نے اسرار کو بھی تو مارا تھا قاتل تو وہ بھی تھا اسرار میں اور اس میں بھی کوئی فرق نا رہا تھا جو کام اسرار نے کیا تھا وہیں اس نے بھی تو کیا ہے اس نے بھی تو اس کا قتل کیا تھا پر شاید وہ اسرار سے بھی زیادہ گناھگار ہے کیونکہ اس نے صرف اسرار کا نہیں بلکے بہت رشتوں کا بھی قتل کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔اس نے ان سب جذبوں کا بھی قتل کیا تھا اس نے امامہ آنٹی کو انکے ماں باپ بھائی بھابھی سب سے دور رکھا تھا اس نے ان سے ان کے بیٹے کو بھی چھینا تھا اور اب ان کی بیٹی کو بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے ایک ماں باپ سے اس کی اولاد کو دور کیا تھا اس نے بھائیوں سے اس کی بہن کو دور کیا تھا جیسے سحر کو دور کیا گیا تھا ویسے ہی اسنے لہر کو بھی تو چھینا تھا پر اس کے بھائیوں نے تو اسے نہیں مارا یہاں تک کی جب اسرار کا قتل کیا تھا تب بھی شاہ زمان انکل نے اسے کچھ نا کہا تھا۔۔۔۔۔۔اس نے لہر کو بھی کم اذیتیں نا دی تھی جس لڑکی کو کبھی اس کے گھر والوں نے بڑے آواز میں کچھ کہا بھی نا تھا اس نے اس پے ہاتھ اٹھایا تھا اس نے اس کے جذباتوں کو روندا تھا اسے تکلیف دی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی وجہہ سے ایک گائوں دو گائوں میں تقسیم ہو گیا تھا وہ تو بہت بڑا گناہگار تھا اس نے تو بہت بڑا گناہ کیا تھا وہ تو نا جانے کتنے لوگوں کے رشتوں احساس اور جذبوں کا قاتل تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے دماغ میں یے ساری باتیں

گھومنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔اب اس میں اتنی ہمت نا تھی کی ایک پل اور وہ وہاں رہ سکے ۔۔۔۔۔۔وہ جلدی سے وہاں سے نکلا اور حویلی سے باہر آکر اس نے یوسف کو کال ملائی تھی

ہاں بولو کیا ہوا۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے کال اٹینڈ کر کے اس سے کہا تھا۔۔۔۔۔۔

یوسف مجھے ابھی اسی وقت تم سے ملنا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اپنی سانسوں پر قابو پاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

کیا ہوا تمہیں تمہاری سانسیں کیوں پھول رہی ہے تم ٹھیک تو ہو نا۔۔۔۔۔۔یوسف نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف کو اس طرح خود کے لئے پریشان ہوتا دیکھ اس کی آنکھوں سے آنسو پھنسلا تھا وہ سب اس کی اتنی پرواہ کرتے تھے پر اسے تو کسی کی فکر نا تھی۔۔۔۔۔وہ تو آج تک سب کو تکلیف دیتا آیا تھا اس نے ان میں سے کسی کی تکلیف کیوں محسوس نا کی تھی شاید نفرت میں اسے کچھ بھی نظر نا آیا تھا وہ اتنے سالوں سے بس تکلیف دیتا آیا تھا۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا تم ٹھیک تو ہو نا۔۔۔۔۔ساحل۔۔۔۔۔۔۔ساحل۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اس کی طرف سے خاموشی پا کر اسے پکارا۔۔۔۔۔۔اس کے پکارنے پر وہ اپنی سوچوں کے

بھنور سے باہر آیا تھا

ہاں میں ٹھیک ہوں بس تم سے ملنا چاہتا ہوں ابھی کے ابھی۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے یے کہہ کے کال رکھ دی تھی یوسف نے ایک نظر موبائل کو دیکھا پھر جلدی سے وہان سے نکلا تھا کیونکہ جانتا تھا اس نے کہاں ملنے کا کہا ہے۔۔۔۔۔۔۔

ساحل نے کال کٹ کر کے موبائل کو جیب میں رکھا تھا اور جلدی سے گاڑی کی طرف آیا تھا اگر ابھی وہ کسی سے شیئر نا کرتا تو اس کا دماغ ضرور پھٹ جاتا پچھتاوا بہت تکلیف دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا ساحل بیٹا سائیں آپ ٹھیک تو ہیں نا۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری جو کی کچھ مہمانوں کو چھوڑنے گئے تھے واپس آرہے تھے کی ساحل کی لال آنکھیں دیکھ کے گھبرا گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے ان کی طرف دیکھا مطلب اتنا سب کچھ ہونے کے بعد بھی ان کو اس کی فکر تھی کاش وہ بھی ان کی طرح ہوتا معاف کرنے والا محبت کرنے والا تو آج اسے یے دن نا دیکھنا پڑتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آئی ایم سوری پھپھا جی۔۔۔۔۔۔ساحل نے انہیں کہا تھا اور گاڑی میں بیٹھ کے گاڑی نکالی تھی۔۔۔۔شاہ زمان چودھری ابھی تک حیران تھا کی آخر اسے ہوا کیا ہے کیوں ایسا

کر رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پہلی بار اس نے سوری کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل مانتا تھا کی۔ غلطی اسرار کی بھی تھی پر اس نے اس کی غلطی پر سب کو سزا دی یے تو ٹھیک نا تھا اڑے اس نے تو اس کی ایک بات بھی نا سنی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بابا سائیں۔۔۔۔۔ساحل سائیں کہاں جا رہے تھے۔۔۔۔۔۔لہر جو ساحل کو حویلی سے باہر جاتا دیکھ چکی۔ تھی اس کے پیچھے آئی تھی پر وہ جا چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پتا نہیں بیٹا سائیں کیا ہوا ہے ساحل کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے اسے دیکھ کے پوچھا۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیوں بابا سائیں وہ ٹھیک تو تھے نا۔۔۔لہر نے پریشانہ سے پوچھا

ہاں وہ ٹھیک تھا بس سوری کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اس کیے پوچھ رہا ہوں وہ ٹھیک تو ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے اس سے پوچھا

اچھا بابا سائیں۔۔۔۔۔۔

ہاں بابا کی جان آپ پریشان نا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور خوش ہوں دیکھیں آج دو فیملیز ایک بار پھر مل گئی ہیں اللہ نے چاہا تو بہت جلد ساحل سائیں بھی ٹھیک ہو جائیں

گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے اسے مسکرا کر کہا

ٹھینکس بابا سائیں۔۔۔۔۔۔لہر نے ان کا ہاتھ تھام کر کہا

کس لیے میرا بیٹا۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔۔۔۔

بابا سائیں اگر آپ اس دن مجھے ہمت نا دیتے تو آج کچھ بھی ٹھیک نا ہوتا اس دن آپ نے مجھے بتایا کی صحیح کیا ہے اور غلط ٹھینکس بابا سائیں واقعی نفرت چاہے کتنی گھری اور پرانی کیوں نا ہو پر محبت اس کو ختم کر ہی۔دیتی ہے جیسے اندھیرا چاہے کتنا گھرا کیوں نا ہو پر روشنی کی ایک کرن سے ختم ہو جاتا ہے وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ان کو دیکھ کے کہا

میرا بیٹا محبت صبر اور یقین ایسی طاقتیں ہیں جن سے ہم ہر نا ممکن کو بھی ممکن کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔محبت جب ہمارے دل میں ہو تو ہم سامنے والے کے دل میں بھی پیدا کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔اور اس کی نفرت برداشت کرنے کے لئے ہمیں صبر کی ضرورت ہوتی ہے اور ان دونوں کے لئے یقین کی ضرورت ہوتی

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور مجھے میری بیٹی پے پورا یقین ہے۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری

نے اس کی پیشانی پے لب رکھے تھے فخر سے مان سے۔۔۔۔۔

ویسے نئے جوڑے سے بھی۔ ملی ہیں یا بس اپنے نانا اور دادا کے خاندان کے میل ملاپ میں ہی لگی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری کی بات پے لہر مسکرائی تھی

نہیں بابا سائیں بس اماں سائیں کے پاس تھی وہ ڈھیروں شکایتیں لگا رہی تھی نانا نانی اور ماموں والوں سے بس وہیں سن رہی تھی اب جا کے دیکھتی ہوں ان کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر ان کو کہ کے اسٹیج پے زینی اور شہریار کی طرف آئی تھی۔۔۔زینی کے چہرے پے مسکان دیکھ کے لہر کو بھی دلی سکون ملا تھا وہ کسی کی محبت کی قاتل نہیں بننا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اپنی محبت کو کھونے کا احساس کیسا ہوتا ہے وہ محسوس کر چکی تھی اور اب کسی اور کی محبت کی قاتل نہیں بننا چاہتی تھی۔۔۔۔۔۔

.....Congratulations 💏❤️لہر نے ان دونوں کو دیکھ کے مسکرا کر کہا

ٹھینکس گڑیا۔۔۔۔۔۔شہریار نے مسکرا کر کہا اس سے پہلے کی وہ کچھ اور کہتا شہریار کے فرینڈ اس کے قریب آئے تھے اور اسٹیج سے لے کے گئے تھے کسی سے ملانے کے لئے۔۔۔۔۔

خوش ہو نا تم۔۔۔۔۔۔لہر نے زینی سے پوچھا۔۔۔اس کے پوچھنے پے زینی نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاں بہت۔۔۔۔۔۔۔زینی نے مسکرا کر کہا

تم سب بہت اچھے ہو لہر آئے ایم سوری میں نے تمہارے ساتھ جو بھی کیا۔۔۔۔۔۔ریئلی سوری۔۔۔۔۔پر واقعی قسمت ہمارے لیے جو فیصلے کرتی ہے وہ ہمارے لیے بہتریں ہوتے ہین اور مجھے یقین ہے کی لالا کو بھی بہت جلد تم سے محبت ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زینب نے اسے دیکھ کے محبت سے کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں پتا ہے پہلے میں نے سوچا تھا کی نا جانے میں دشمنوں کے گھر جا رہی ہوں کیا حشر ہو گا میرا مجھے لگا میں بہت بے مول ہوں جس سے محبت کرتی ہوں اسے پسند نہیں ج سے نکاح ہو نا تھا وہ چھوڑ کے چلا گیا اب کوئی صرف میرے بابا کی عزت کے لئے شادی کر رہا ہے نجانے کیا ہو گا میرے ساتھ کیا پتا وپ بھی بدلے کے لئے میرے ساتھ نکاح کر رہا ہو۔۔۔۔۔۔۔میں اس رات بہت روئی تھی اپنی قسمت پر۔۔۔۔۔۔۔پر مجھے شہریار نے بکھرنے سے سنبھال لیا اس نے مجھے بتایا کی میں بہت قیمتی ہوں ان کے لیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں بہت خوش ہوں کی میرے مالک نے مجھے ایسا ہمسفر دیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ہمیں وہ دیتا ہے جس کا کبھی ہم سوچ بھی

نہیں سکتے۔۔۔۔۔۔۔اور مجھے یقین ہے وہ تمہیں تمہارے صبر اور محبت کا اجر ضرور دے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔زینی نے اسے محبت سے دیکھ کے کہا اس کی بات پے لہر بس مسکرائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ جب گائوں کی پچھلی طرف کنویں کے قریب پہنچا تھا تو یوسف وہاں پہلے سے ہی موجود تھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا ہوا ساحل کیوں بلایا ہے وہ بھی رات کے اس پہر مجھے تم نے سب کچھ ٹھیک تو ہے نا یارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف کو اس کی لال آنکھیں اور بکھری بکھری حالت دیکھ کے افسوس ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور ٹینشن بھی۔۔۔۔۔۔۔

میں نے بہت غلط کیا ہے یوسف بہت غلط۔۔۔۔۔۔۔ساحل بس یے کہہ کے وہیں زمین پر بیٹھ گیا تھا یوسف اس کی یے حالت دیکھ کر اور پریشانی ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہے یارا کچھ بتائو گے تم۔۔کسی نے کچھ کہہ دیا کیا شاہ جی نے کچھ کہا

کیا۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف بھی اس کے قریب بیٹھ گیا تھا اور پریشانی سے اس سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہیں تو مسئلہ ہے مجھے اس وقت کسی نے روکا نہیں کچھ کہا نہیں اگر میں کر رہا تھا تو بڑے تھے مجھ سے چار تھپڑ لگاتے مجھے کیا کر لیتا میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل کھوئے کھوئے لہجے میں کہہ رہا تھا اسکی باتوں پے یوسف کا تو دماغ گھوم رہا تھا وہ کیا کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کون کہتا تجھے کس کام سے روکتا کیوں تھپڑ لگاتا۔۔۔۔۔۔کھل کے بتا کیا کہنا چاہتے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اسے کہا

آج امامہ پھپھو کے الفاظ ان کی باتیں سن کے مجھے اندازہ ہوا میں کتنا غلط تھا اڑے مجھ سے تو صرف میری بہن چھینی تھی پر میں نے تو بہت کچھ چھینا ہے ان سے ان کے سب اپنے اور اگر اسرار قاتل ہے تو میں بھی قاتل ہوں میں نے بھی تو خون کیا ہے تو سزا تو مجھے بھی ملنی چاہیے اڑے میں نے صرف ایک نہیں ہزاروں قتل کیے ہیں نجانے کتنے رشتوں کے قتل کیے ہیں نجانے کتنے جذبوں کے قتل کیے ہیں میرے فیصلے پر گائوں دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوا ہے میری وجہ سے نجانے کتنے لوگ اپنے اپنوں سے

دور ہوئے ہیں اور میری ہی وجہ سے میرا خاندان بھی ٹوٹ گیا ہے تم لوگوں کو میری کتنی پرواہ ہے اور میں ہوں جسے کسی کی پرواہ نہیں تم سب کو تکلیف دی ہے یے جو سب ہوا اس میں امامہ آنٹی کی تو کوئی غلطی نا تھی جو میں نے ان سے سب کچھ چھین لیا اور تو اور اس سب میں لہر کی بھی تو کوئی غلطی نا تھی میں نے اسے بھی اتنی سزا دی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس سب میں غلطی صرف میری ہے صرف میری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں نے کسی ایک کی غلطی کی سزا سب کو دی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔بہت کوشش کے بعد بھی اس کی آواز اور آنکھوں میں نمی آچکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ساحل جس ایک شخص کا تم کہہ رہے تھے غلطی تو اس کی بھی نا تھی تم کس بنا پر کہہ رہے ہو کہ اس کی غلطی ہے بس اس بنا پر کی صبح وہ اس کے ساتھ گیا تھا اور جگہ واردات سے اس کا لاکیٹ ملا تھا اور وہ تین سے چار دن غائب رہا تھا۔۔اور اس سے ایک دن پہلے سحر نے اس کی ڈائری جلائی تھی اس نے سحر پے ہاتھ اٹھایا تھا اور تو نے اسے مارا تھا بس اس وجہ پر تم اس پر الظام لگا رہے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل اس سے پہلے بھی ان دونوں کی بہت لڑائیاں ہوئی ہے اس سے پہلے اس نے ایسا کچھ کیوں نہیں کیا اور اکیلے

بھی تو کئی بار گیا ہے وہ اس نے پہلے کیوں نہیں کیا تب اس میں اتنی سمجھ نا تھی کی وہ بدلہ لیتا وہ بھی ایسا بلکل نہیں اڑے اگر ایسا ہوتا تو کبھی واپس وہاں نا آتا کہیں دور چلا جاتا وہ واپس آیا نا صرف اسی لیے کی وہ سچ تھا اڑے یار اگر وہ جھوٹا ہوتا تو کبھی آتا ہی نہیں وہ آیا تھا پر تم نے تو اسے کچھ کہنے کا موقعہ ہی نہیں دیا یار۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اس کے کندھے پے ہاتھ رکھا تھا آج واقعی ساحل کو پتا چل رہا تھا کی اس نے آج تک کتنی غلطیاں کی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یوسف مجھے اسرار کی قبر پر لے چلو مجھے وہاں جانا ہے۔۔۔۔۔۔۔

وہاں جا کر کیا کرو گے۔۔۔۔کوئی مردہ نا تمہیں ثبوت دے سکتا ہے اور نا ہی تمہیں اس سے معافی مل سکتی ہے۔۔۔۔۔۔کاش تم نے اس دن اس کی بات سن لی ہوتی میری جان۔۔۔۔۔۔۔تم مجھے کل شام میں ملنا مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اسے کہا تھا اور وہاں سے چلا گیا تھا وہ چاہتا تھا کی اس وقت وہ خود کو سمجھ کر کوئی فیصلہ کر لے اپنی غلطیاں تسلیم کر لے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لہر اس وقت کچن میں تھی وہ ساحل کی سوچوں میں گم تھی کی وہ رات کا گیا ہوا تھا پر ابھی تک نہیں آیا تھا کیا رات اسے کچھ برا لگا تھا جو وہ ابھی تک نہیں آیا تھا نجانے کہاں ہو گا کیسا ہو گا وہ انہیں سوچوں میں گم تھی کی عمر کی آواز پے اس نے چونک کے سر اوپر کیا اور اسے دیکھا۔۔۔

ج۔۔۔ج۔۔جی۔۔۔۔۔۔لہر نے ہچکچا کے اسے جواب دیا وہ ابھی تک اس سے خوفزدہ تھی عمر اس کو یوں خوفزدہ دیکھ کے عجیب لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔۔عمر نے اسے کہا۔۔۔

جی۔۔جی۔۔۔بولیں۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اسے جواب دیا تھا پر ابھ ء تک وہ گھبرا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

آئی ایم سوری۔۔۔۔۔۔۔۔عمر نے چہرا جھکا کے کہا تھا

جی۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے حیرانی سے اسے دیکھا

آئی ایم سوری بھابھی سائیں میں نے جو کیا اس کے لئے ریئلی سوری بھابھی سائیں میں جانتا ہوں معاف کرنا آسان نہیں پر بھابھی سائیں بس ایک بار آگے کبھی آپ کو

شکایت کا موقعہ دے دیں بس ایک موقعہ دے دیں بس ایک

موقعہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بھابھی اگر آپ کہتی ہیں تو میں ہاتھ بھی جوڑ لیتا ہوں بلکے اگر

کہتی ہو تو پائوں بھی پکڑ لیتا ہوں بھابھی سائیں پر آپ معاف کر دو

مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی طرف سے کوئی جواب نا ملنے پر عمر نے اپنے ہاتھ

جوڑے تھے

اڑے اڑے یے کیا کر رہے ہیں کوئی بات نہیں غلطی سب سے ہوتی ہے میرے دل

میں کوئی ایسی بات نہیں اس لیے اب آپ بھی اس بات کو بھول جائو۔۔۔۔۔۔لہر نے

اس کے جوڑے ہاتھوں کو الگ کیا تھا اور مسکرا کر کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیکس بھابھی سائیں آپ جانتی نہیں آپ نے کتنا بڑا احسان کیا ہے مجھ پر میں زندگی

بھر آپ کا شکر گذار رہوں گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمر نے مسکرا کر ان سے کہا تھا اور باہر چلا

گیا تھا اگر کچھ دیر اور رکتا تو کمٹرول کھو دیتا وہ ویسے بھی پچھتا رہا تھا پر لہر پہلی نظر کی محبت

تھی اسے بھولنا آسان نا تھا پر آج اس نے اسے دل و جان سے بھابھی مان لیا

تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ باہر آیا تو احداد اس بیٹھا تھا اکثر وہ خوش ہی نظر آتا تھا کیونکہ کافی

شوخی مزاج تھا وہ پر آج یوں اداس کچھ عجیب تھا۔۔۔۔۔۔عمر اس کی طرف آیا اور اس

کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

کیا ہوا میرے بھائی کو کیوں اداس ہے۔۔۔۔۔۔عمر نے اسے کسی بچے کی طرح پچکارا تھا عمر کے اس طرح سے کہنے پے احد نے حیرانگی سے اسے دیکھا تھا اکثر وہ سڑو ہی رہتا تھا آج اسے کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احد نے اسے دیکھ گردن پھر سے نیچے کر لی تھی ۔۔۔۔۔۔اس کا مطب وہ کسی سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔عمر اس کی اس حرکت پر مسکرایا تھا اس نے اس کے کندھے پے ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔۔میری جان شیئر کرنے سے دل ہلکا ہو جاتا ہے ہو سکتا ہے میں تمہاری کوئی مدد کر سکوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں آپ میری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔احد نے اس کا ہاتھ کندھے سے ہٹایا تھا

اڑے کیوں۔۔۔۔۔

کیونکہ میں نے خود ہی اپنے پائوں پر کلھاڑی ماری ہے۔۔۔۔۔۔احد اس طرح ناراض ناراض کوئی چھوٹا بچا ہی لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا بتائو تو ہو سکتا ہے میں مدد کر سکوں تمہاری۔۔۔۔۔۔۔عمر نے بھی ٹھان لیا تھا کی وہ

آج سب جان کے ہی رہے گا۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے یے شادی نہیں کرنی ہے مجھے سائرہ سے شادی کرنی ہے میں سائرہ سے محبت کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احد نے ہار مانتے ہوئے بتایا۔۔۔۔۔

تو کیوں کر رہے ہو ملک کہ بیٹی سے شادی شاہ سائیں تو کہہ رہے تھے کی تم اس سے محبت کرتے ہو نہیں کرت تو منع کر دو نا سمپل۔۔۔۔۔۔۔۔ عمر نے اسے کہا اس کی بات پے احد کا تو دماغ ہی گھوم گیا تھا اس کی زندگی برباد ہو رہی تھی اور اسے سمپل لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

او بھائی کوئی سمپل نہیں ہے مجھے وہ بھی کرنی پڑے گی۔۔۔۔۔۔احد نے اسے تنگ آ کر کہا

ہوا کیا ہے بتائو گے کچھ میں ویسے بھی کچھ دن سے نوٹ کر رہا ہوں تم اور عمیر یوسف اور شاہ سائیں کے بیچ کوئی پلینگ چل رہی ہے کچھ بتائو گے کیا۔۔۔۔۔۔۔۔ عمر نے اسے کہا۔۔۔۔۔

نہیں بتا سکتا۔۔۔۔۔احد نے اسے کہا

پکی بات ہے نہیں بتائو گے میں سائرہ تک یے نیوز پہچائوں کی آپ کو تمہیں وہ ملکوں کی بیٹی پسند ہے۔۔۔۔۔۔۔عمر نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔۔۔

بھائی یے بے غیرتی بلکل نہیں سنین میں بتاتا ہوں پر وعدہ کرنا ہو گا کی کسی ک بتائو گے تو بلکل نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وعدہ میں نہیں بتائو نگا۔۔۔۔۔۔اس کے بعد احد نے عمر کو سب بتایا تھا سارا پاسٹ اور جو جو ابھی ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

او تیری اتنا کچھ ہو گیا اور ہمیں پتا ہی نہیں ہے چلو اب تم اس لڑکی سے بات کر لو ہو سکتا ہے کی کسی اور سے شادی کرنا چاہتی ہو تم اس سے بات تو کر کے دیکھو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لالا میں کیا بات کروں اس سے مجھ سے نہیں ہوتی آپ کر دیں گے

پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احد نے اسے ہی بلے کا بکرا بنایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بھائی

پلیز پلیز لالا سائیں پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔۔۔احد نے اس کی بازو پکڑ کے اسے منانا شروع کر دیا۔۔۔۔۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے تم میٹنگ فکس کرو کسی ریسٹورینٹ میں بات میں

کر لو نگا۔۔۔۔۔۔آخر کار عمر نے ہار مانی۔۔۔۔۔۔

ٹھینک یو سو مچ لالا سائیں آئے لو یو میں ابھی میٹنگ فکس کرواتا ہوں۔۔۔۔۔۔اس نے عمر کو کہہ کے فون پر اسرار کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے دوسری رنگ پر کال اٹین کری تھی۔۔۔۔۔۔۔

ہاں بولو کیا مسئلہ ہے۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے کال اٹینڈ کر کے اس سے کہا تھا۔۔۔۔۔

سنو مجھے شائلہ سے ملنا ہے۔۔۔۔۔۔احد نے اسرار سے کہا تھا۔۔۔۔۔۔

کیا کیوں۔۔۔۔۔اس کی بے تکی بات اسرار کو بلکل سمجھ نا آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھو بس مجھے ملنا ہے ایڈریس میں تمہیں مسج کرتا ہوں اس پر۔۔۔۔۔۔ابھی کے ابھی۔۔۔۔۔۔۔

پر کیوں دیکھ تو نے کوئی ایسے حرکت کی تو۔۔۔۔۔۔۔

نہیں نیں لالا کچھ نہیں ایسا کچھ نہیں کرو نگا پلیز آپ بس میری یے بات مان لیں لالا پلیز دیکھیں میں نے بھی تو آپ لوگوں کی بات مان کے سیکریفائز کی ہے آپ بھی کوشش کر لیں پلیز لالا پلیز۔۔۔۔۔۔احد نے بے بسی سے اسے کہا تھا

اچھا ٹھیک ہے بیٹا سائیں آپ پہچو وہاں میں بھیجتا ہوں یہاں سے۔۔۔۔۔۔اسرار نے اسے کہہ کے کال کٹ کری اور ایک منٹ بعد ہی اسے ایڈریس مسج میں ملا تھا وہ سیدھا شمائلہ کے روم کی طرف گیا تھا پر ہائے رے قسمت ستارہ ابھی روم سے نکلی تھی اور دونوں آپس میں ٹکرائے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہے دیکھ کے نہیں چل سکتی تم جب دیکھو ٹکراتی رہتی ہو۔۔۔۔۔۔اسرار نے اپنا ماتھا مسلتے ہوئے اس سے کہا

انسان ہو یا پتھر میرا تو سر ہی پھوڑ ڈالا اور اندھے تم ہو میں نہیں سمجھے۔۔۔۔۔۔۔ستارہ نے اسے انگلی سے وارن کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہٹو پیچھے میرا کوئی موڈ نہیں تم سے بے حس کرنے کا۔۔۔۔۔اسرار نے اسے سائیڈ پے دھکیلا تھا۔۔۔۔۔۔

اوہیلو کہاں جا رہے ہو تم۔۔۔۔۔۔۔۔ستارہ اس کے سامنے آئی تھی۔۔۔۔۔۔

مجھے شمائلہ سے ملنا ہے۔۔۔۔

میں نہیں ملنے دونگی پہلے وجہہ بتائو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ستارہ نے اس سسے پوچھا

میں نے پہلے بھی کہا تھا کی میرے معاملے میں دخل نا دو تم اپنے کام سے کام رکھو۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے اسے کھینچ کے دور کیا تھا اور روم میں آیا تھا

شمائلہ بیبی جی مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی جی بولیں۔۔۔۔۔۔

احد سائیں آپ سے ملنا چاہتے ہیں اس ایڈریس پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرر نے موبائل اس کے سامنے کیا جانتا تھا وہ موڈرن تھی چلی جائے گی وہ تو ویسے بھی یہیں چاہتی تھی

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔کب تک۔۔۔۔۔۔شمائلہ نے اسے دیکھ کے پوچھا۔۔۔۔

ابھی۔۔۔۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔ستارہ چلو مجھے ریسٹورینٹ جانا ہے۔۔۔۔۔۔۔شمائلہ نے اسے کہا اور چل دی۔۔۔۔۔۔اسرار نے ایک نظر اسے دیکھا اس نے پینٹ شرٹ پہنی تھی سر پر کیا کندھے پر بھی دوپٹہ نا تھا اور ایسے ہی چل دی تھی۔۔۔۔۔۔۔اس سے اچھی تو وہ ستارہ تھی کم از کم ڈھنگ کی ڈریسنگ تو کرتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عمر پچھلے آدھے گھنٹے سے وہاں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا پر وہ ابھی تک نا آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھ لے احد ابھی تک تیری فیوچر وائف نہیں آئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمر نے اسے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔

لو آگئی۔۔۔۔۔۔۔احد نے اس طرف اشارہ کیا عمر نے مر کر دیکھا تو دو لڑکیاں اس طرف آرہی تھی۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں بولو کیا بات کرنی ہے آپ نے۔۔۔۔۔۔۔ شائلہ نے اسے دیکھ کے پوچھا وہ دونوں ان کے سامنے چیئر پر بیٹھے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ وہ۔۔۔۔۔۔۔احد نے کنفیوز ہو کر عمر کو دیکھا۔۔۔۔۔۔

اسے نہیں مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ عمر نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا اور شائلہ نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا

میرا بھائی آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتا وہ کسی اور سے محبت کرتا ہے وہ صرف فیملی کے

دبائو میں آکر شادی کر رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو اس میں میں کیا کروں۔۔۔۔۔ شائلہ نے کندھے اچکائے اس کی بات پے عمر کا تو دماغ ہی گھوم کے رہ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو آپ اس شادی سے انکار کر دیں جب ہم کہیں تب پلیز۔۔۔۔۔۔ عمر نے اسے کہا

اس میں میرا کیا فائدہ۔۔۔

وہ ٹیبل پے کوہنی رکھ کے عمر کی طرف جھکی تھی۔۔۔۔۔۔۔

دیکھیں آپ ایک ایسے شخص کے ساتھ کیسے رہ سکتے ہیں جو کی آپ سے محبت ہی نا کرتا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ عمر کو تو اس کی دماغی حالت پے شک ہو رہا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے میری ایک شرط ہے۔۔۔۔۔۔۔ وہ چیئر پے سیدھی ہو کے بیٹھی تھی

جی جی بولیں ہمیں سب منظور ہے۔۔۔۔۔۔۔ احد نے جلدی سے کہا تھا

سوچ لیں۔۔۔۔۔ شائلہ نے عمر کو دیکھ کر کہا اس کی باتوں پر ستارہ بھی حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

جی جی سوچنا کیا ہے آپ بولیں ہمیں سب منظور ہیں۔۔۔۔۔۔ عمر نے اس سے

کہا۔۔۔۔

تمہیں مجھ سے شادی کرنی ہو گی وہ بھی ابھی کورٹ میں۔۔۔۔۔۔شائلہ نے عمر سے کہا تھا۔۔۔

واٹ۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمر بے ہوش ہونے کے قریب تھا دماغ تو احد اور ستارا کا بھی گھوم گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یس تمہیں مجھ سے شادی کرنی ہو گی ابھی بولو شرط منظور ہے ورنا میری بلا سے یے کسی سے بھی محبت کرتا ہو مجھے فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔۔۔شائلہ نے کہا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شمی دماغ ت ٹھیک ہے تیرا کیا کر رہی ہے تو۔۔۔۔۔ستارا نے اس کے کان میں سرغوشی کی تھی۔۔۔۔

جسٹ ویٹ اینڈ واچ باقی باتیں میں تجھے بعد میں بتائو نگی۔۔۔۔۔۔۔۔شائلہ نے اسے کہا۔

ہاں جی تو کیا جواب ہے آپ کا مسٹر۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمر نے بڑے آرام سے جوابدیا تھا اس کے

جواب پے احد کا تو دماغ گھوما تھا یے کیا ہو رہا تھا

کیا ہوا لہر سائیں۔۔۔۔آپ کا چہرہ ایسے پیلا پیلا کیوں ہے آپ کی طبعیت تو ٹھیک ہے نا۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم نے اس کے بالوں میں تیل لگاتے ہوئے اس سے پوچھا

اماں سائیں پتا نہیں کل سے عجیب سی فیلنگ ہو رہی نا کھانے کو دیکھتے ہی الٹی آنے لگتی ہے اور گھٹن بھی ہو رہی ہے بہت جی بھی بہت مچلا رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔میرا دل کر رہا کچھ کھٹا میٹھا کھائوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اف میں تو کل سے تنگ آ گئی ہوں اماں سائیں ۔۔۔۔۔لہر کی بات پے ان کے چہرے پے مسکان آئی تھی انکے مالش کرتے ہاتھ رکے تھے لہر نے مڑ کر ان کو دیکھا تھا ان کی چہرے کی مسکان ہی انہیں بہت کچھ بتا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اماں سائیں۔۔۔۔۔۔۔لہر نے حیرت سے انہیں بلایا

جو میں سوچ رہی ہوں وہیں ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم نے مسکرا کر کہا۔۔۔۔

نہیں نہیں اماں سائیں ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔۔۔لہر نے لڑکھڑاتی زبان کے ساتھ اپنی بات کہی۔۔۔۔۔۔

لہر بیٹا سائیں ڈاکٹر ہیں آپ کو تو پتا ہی ہو گا پر میں تو اپنے حساب سے اور تجربے سے یہیں بتا سکتی ہوں کی میں دادی بننے والی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم نے مسکرا کر اس سے کہا۔۔۔۔اس سے پہلے کی لہر کوئی جواب دیتی اسے باہر سے ساحل شاہ کی آواز آئی تھی وہ اسے ہی بلا رہا تھا۔ تھا۔۔۔۔۔۔لہر جلدی سے نیچے گئی تھی۔ تھی۔۔۔۔۔۔

جی جی سائیں۔۔۔۔۔۔لہر اس کے سامنے آئی تھی۔۔۔۔۔

میرے ساتھ چلو۔۔۔۔۔ساحل نے اسے کلائی سے پکڑا تھا۔۔۔۔۔

پر کہاں لے جا رہے ہیں آپ ساحل لہر کو۔۔۔۔۔۔۔ثمینہ بیگم نے اس سے پوچھا

۔۔۔۔۔

اماں سائیں مجھے کام ہے۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے انہیں کہا

پر بیٹا سائیں ایسے کیسے کم از کم چادر تو پہن لینے دو انہیں۔۔۔۔۔۔۔پروین بیگم نے اسے دیکھ کے کہا۔۔۔۔۔۔۔

چاچی سائیں مجھے کچھ ضروری کام ہے۔۔۔۔۔لہر آپ دپٹہ سر پر لے

لو۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے کہااور باہر لے آیااس کی جیپ میں بٹھایااور جیپ اسٹارٹ

کر دی اس کی ایسی اجڑی اجڑی حالت لال آنکھیں دیکھ کے لہر پریشان ہو گئی تھی پر اس

میں اتنی بھی ہمت نا تھی کی وہ اسے کچھ پوچھتی۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے گاڑی

چودھریوں کی طرف موڑ دی تھی اور چودھریوں کی حویلی میں آ کر رکی

تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ تو لہر کو حیران کر رہا تھا وہ اسے یہاں کیوں لایا تھا لہر کو اب

گھبراہٹ ہو رہی تھی اس نے صدقے دل سے دعا کی تھی کی کچھ غلط نا

ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نیچے آئیں۔۔۔۔۔ساحل نے لہر کو نرم لہجے میں کہا۔۔۔۔۔۔۔۔پر اس کے لہجے کا درد

لہر محسوس کر پا رہی تھی پر ایک رات میں ایسا کیا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جو وہ اس

طرح اداس ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

نیچے آئیں لہر سائیں۔سائیں۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس کے سامنے اپنا ہاتھ آگے کیا تھا

جسے تھام کر لہر اس کے ساتھ چلنے لگی تھی وہ حویلی میں آیا تھا وہاں سب اس کو لہر کے

ساتھ دیکھ کے حیران تھا اور تو اور پریشان بھی ہر کسی کے دل میں الگ الگ خیال آ رہے

تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھپھو سائیں یے لیں آپ کی امانت۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے لہر کا ہاتھ امامہ بیگم کے ہاتھ میں دیا تھا۔۔۔۔۔۔

آئی ایم سوری پھپھو سائیں میں اپنے بدلے میں یے سب بھول گیا تھا کی میں اس سب میں آپ سب کو بھی تکلیف دے رہا ہوں میرے پاس الفاظ نہیں ہے کچھ کہنے کے لئے بس اتنا کہو نگا کی اگر ہو سکے تو مجھے معاف کر دیجیے گا اب آپ سب مجھے معاف کر کے اپنے سارے رشتے پھر سے جوڑ لیں پلیز میں آپ سب کی زندگی سے دور چلا جائوں گا بہت جلد بس ہو سکے گا تو مجھے معاف کر دیجیے گا میں جانتا ہوں میری غلطی معافی کے قابل نہیں ہے اور میں بہت جلد لہر کو طلاق دے کے اس رشتے سے بھی آزاد کر دو نگا۔۔۔۔۔ساحل اپنی بات کہہ کے وہاں سے جا چکا تھا اور اس کے الفاظوں سے لہر تو وہیں پتھر کی ہو کے رہ گئی تھی ابھی ابھی تو اس نے اس سے محبت کرنا شروع کی تھی ان کی زندگی میں نیا مہمان آنے والا تھا اور وہ ابھی سے اسے چھوڑ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔رشتہ ٹوڑ رہا تھا۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہاں جا رہے ہو سنو میری بات ساحل شاہ۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری بھی اس کے

پیچھے آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ان کی آواز سن کے رکا تھا۔۔۔۔۔۔جی بولیں۔۔۔۔۔ساحل نے جھکے سر اسے ان سے کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

تم آج بھی بس اپنی طرف سے ہی فیصلہ کر رہے ہو ساحل نا اس دن کسی کی سنی تھی اور نا ہی آج سن رہے ہو یوں جلد بازی اور جذباتوں میں آکر کیے گئے سب فیصلے غلط ہی ہوتے ہیں ساحل شاہ اور ایسے ایک فیصلے کا پچھتاوا تم جھیل رہے ہو تو کیوں اب دوسرا بھی اتنی ہی جلد بازی میں کر رہے ہو کیوں ساحل کیوں آج تو سن لو اس کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے اس سے کہا

آپ کیا کہنا چاہتے ہیں انکل صاف صاف کہیے۔۔۔۔۔۔میں اس کے بلکل قابل نہیں ہوں میں بلکہ کسی بھی رشتے کے قابل نہیں ہوں پھپھو سائیں سے ان کے بیٹے کو تو دور کر چکا ہوں اب بیٹی کو نہیں کرنا چاہتا اب میں نے جن کو جو بھی تکلیفیں دی ہیں ان کا ازالہ تو نہیں کر سکتا پر سب سے دور ضرور چلا جائوں گا۔۔۔۔۔۔ساحل وہیں زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

تو بیٹا سائیں انہیں چھوڑ کر آپ جائو گے تو کیا انہیں تکلیف نہیں ہو گی تب کیا انہیں درد

نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔تو کیا وہ آپ کے بغیر رہ لینگے۔۔۔۔۔۔آپ امامہ کو بیٹی واپس کر رہے ہو پر کیا اسے اس بات کا درد نہیں ہو گا کی اس کی بچی کا طلاک ہو گا تم اس کو چھوڑ رہے ہو اسے تکلیف نہیں ہو گی وہ تم سے محبت کرتی ہی اسے اس بات کی تکلیف نہیں ہو گی کی اس کی محبت اس سے دور جا رہی ہے جب دس سال سے وہ تمہاری محبت میں گرفتار ہے جب پندرہ سال کی تھی وہ تب سے تم سے محبت کرتی ہے اور تم سے چھوڑ رہے ہو اس پر کیا بیتے گی سوچا ہے تم نے میرا بیٹا اس دن بھی تم نے صرف اپنی بات کہی تھی اگلے کی نا سنی تھی کسی کی غلطی کی سزا کسے دی تھی اور آج بھی تم وہیں کر رہے ہو آج بھی تم اپنی غلطی کی سزا لہر کو دے رہے ہو آج بھی صرف اپنا فیصلہ ہی سنا رہے ہو اس کی نہیں سن رہے تم آج بھی وہیں کر رہے ہو جو اس دن کیا تھا ایک بار پھر تم غلطی کر رہے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بھی اس کے ساتھ زمین پر بیٹھ گئے تھے۔۔۔۔

انکل میں نے آپ کے ساتھ اتنا سب کچھ برا کیا پھر بھی آپ مجھ سے ناراض نہیں ہے غصہ نہیں ہے آپ کو مجھ سے نفرت نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے ان ی کی طرف دیکھ کر ان سے پوچھا۔۔۔۔۔

نہیں بیٹا سائیں بلکل نہیں آپ بھی میرے لیے ہمشہ سے اسرار کی طرح ہی رہے ہو

میں نے آپ کو میرا بیٹا ہی مانا ہے میں کیوں تم سے غصہ ہو کے نفرت کر کے خود کو جلائوں۔۔۔۔۔۔۔ نفرت غصہ ناراضگی صرف ہمیں ہی ختم کرتی ہے بس صرف ہمیں اور کسی کو نہیں یے صرف ہمیں ہی تکلیف دیتی ہے ہم ہی اس آگ میں جلتے ہیں اس لیے میں نے اپنے تمام معاملے اللہ کے سپرد کر دیے وہیں بھترین جاننے والا ہے۔۔۔۔۔۔۔بس اگر آج تم نے میری بیٹی کا دل دکھایا تو کبھی معاف نہیں کر پائو نگا تمہیں۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے اس کے کندھے پے ہاتھ رکھا۔۔۔

اور مجھے سزا مل رہے ہی میرے کیے کی پھپھا سائیں میں نے آپ سب کا دل دکھایا اور آج میرا اپنا دل چیر چیر ہو رہا ہے پھپھا سائیں میرا دل کر رہا ہے میری سانسیں یہیں بند ہو جائیں میں کیا کروں مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا پھپھا سائیں۔۔۔۔۔۔۔ساحل اب ان کے سینے سے لگ گیا تھا انسان چاہے کتنا ہی مضبوط کیوں نا ہو اسے کندھے کی ضرورت پڑتی ہی ہے جب وہ خود کو بے سہارا محسوس کرتا ہے اسے کسی اپنے کے سہارے کی ضرورت پڑتی ہے۔۔۔۔۔۔

بس بیٹا سائیں آپ اپنے کیے پر پچھتا رہے ہیں تو بس یہیں کافی ہے میری جان اگر پچھتا رہے ہیں تو اور کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں بس توبہ کر لیں اس مالک سے وہ معاف

کرنے والا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ زمان چودھری نے اس کو ہمت دینی

چاہی۔۔۔۔۔۔۔۔

پر میں نے بہت لوگوں کا دل دکھایا ہے پھپھا سائیں بہت لوگوں کا۔۔۔۔۔۔۔

آپ سب سے معافی مانگ لینا سب سے۔۔۔۔

ابھی ابھی بھی کسی کا دل دکھا کے آیا ہوں پھپھا سائیں۔۔۔۔۔پر حقیقت میں میں اس

کے بغیر نہیں رہ سکتا ہھپھا سائیں میں اس سے بہت زیادہ محبت کرتا ہوں میں اسے

کھونے کی طاقت نہیں رکھتا پھپھا سائیں بلکل نہیں۔۔۔۔۔میں مر

جائونگا۔۔۔۔۔۔میں مر جائونگا۔۔۔۔۔۔۔

میری جان آپ ابھی جا کے لہر کو منالو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھپھا سائیں میں نے اس کے ساتھ بہت برا کیا ہے میں نے اس کے بھائی کا قتل کیا ہے

میں نے اسے آپ سب سے دور کیا ہے پھپھا سائیں میں نے اسے مارا ہے ہاتھ اٹھایا ہے

اس پر اس سے بہت برا رویہ رکھا ہے وہ کبھی معاف نہیں کرے گی مجھے پھپھا

سائیں۔۔۔۔۔۔ساحل اب رو رہا تھا اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تے۔۔۔۔۔

میری جان اس سب کے لئے تو وہ معاف کر چکی ہے آپ کو۔۔۔۔۔۔۔ نہیں تو وہ اتنے دن کبھی بھی تمہارے پاس نا رہتی ساحل شاہ جی اس کے بھی چاچا ہیں بابا ہیں بھائی ہیں سب ہیں۔۔۔۔ اگر وہ ایک بار کہتی تو ہم تمہیں اس سے کوسوں دور بھیج سکتے تھے۔۔۔۔۔ ہم اسے تم سے الگ کروا سکتے ہیں پر اس نے منع کیا تھا وہ تمہاری نفرت ختم کرنا چاہتی تھی وہ تمہیں اس بات کے لئے معاف کر چکی ہے جائو اب اسے بھی منا لو اس کی۔ ناراضگی بھی ختم کر دو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شاہ زمان چودھری نے اسے کہا تھا۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com

پکا نا وہ مان جائے گی نا۔۔۔۔۔۔۔۔ ساحل نے ان سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

ہاں میری جان بس یقین رکھو اس نے تمہاری اتنے دنوں کی نفرت ختم کر دی تمہیں تو اس کی یہ چھوٹی سی ناراضگی ختم کرنی ہے جائو کر لو۔۔۔۔۔ شاہ زمان چودھری کے کہنے پے وہ اٹھا تھا اور اندر کی طرف بھاگا تھا

پھپھو سائیں لہر سائیں کہاں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ ساحل ان کے پاس آیا تھا اس کی سانسیں پھول رہی تھی اس کی آنکھوں میں پچھتاوا بھی صاف ظاہر تھا۔۔۔۔۔

بیٹا سائیں وہ اپنے روم میں ہے اوپر پر آپ دونو کچھ بتائو گے کی ہوا کیا

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔امامہ بیگم نے اس سے پوچھا پر وہ اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی اوپر کی طرف بھاگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل شاہ نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی تھی وہ بند تھا۔۔۔۔۔۔۔لہر سائیں دروازہ کھولیں لہر سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ساحل کی آواز سن کے اپنے آنسو صاف کیے تھے اور اٹھ کے دروازہ کھولا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب کیوں آئے ہیں یہاں چلے جائیں یہاں سے کس لیے آئے ہیں مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی آپ ہی چاہتے تھے نا میں آپ کی زندگی سے چلی جائوں تو چلی گئی ہوں نا اب کیا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پر لہر سائیں میری بات تو سنے آپ۔۔۔۔۔۔۔ساحل اس کی طرف آگے بڑھا تھا۔۔۔۔۔

خبردار ساحل سائیں جو آپ اس طرف آئے وہیں رک جائیں۔۔۔۔۔۔آپ میرے لالا کو کہتے تھے نا کی وہ قاتل ہے اڑے قاتل تو آپ ہیں ساحل شاہ۔۔۔۔آپ ہیں اصل قاتل اآپ نے میرے جذبوں کا میرے یقین کا قتل کیا ہے آپ نے تکلیف دی ہے مجھے آپ نے نا صرف مجھے بلکے سب کو تکلیف دی ہے آپ کو اندازہ بھی ہے آپ کی اس بات سے کتنی تکلیف پہنچی ہے ہمیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپ طلاق دینا چاہتے ہیں

نا ہمیں آپ نے یے بات کہنے سے پہلے ایک بار بھی نہیں سوچا تھا کی ہم پر کیا بیتے گی ساحل آپ نے میرا دل توڑ دیا ساحل میں چاہے کتنی بھی کوشش کر لیں پر آپ صرف دل توڑنا جانتے ہیں جوڑنا نہیں بس میں کچھ بھی کر لوں آپ کے لئے کچھ بھی کر لوں پر آپ کے دل سے نفرت نہیں ختم کر پائی میں ہار گئی۔۔۔۔۔۔ہار گئی ساحل میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں ہار گئی اپنی محبت جو اپنا بنانے میں ہار گئی۔۔۔۔۔۔۔آپ کی نفرت ختم کرنے میں ہار گئی۔۔۔۔۔۔۔میں ہار گئی ساحل

سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپ نے ہرا دیا مجھے۔۔۔۔۔آپ نے ثابت کر دیا کی آپ کی نفرت میری محبت سے زیادہ طاقتور ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔سائیں ہار گئی میری محبت آپ کی نفرت کے آگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر وہیں دروازے سے ٹیک لگا کے بیٹھ گئی تھی ساحل اس کے قریب آیا تھا اور اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا تھا لہر کے رونے میں اور روانی آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عمر بھائی آپ کا دماغ ٹھیک ہے آپ کو پتا ہے کی کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔۔۔۔بھائی

کوئی ضرورت نہیں ہے اس سے شادی کرنے کی عمیر لالا نے وعدہ کیا ہے وہ خود ہی دیکھ لینگے پلیز آپ تو نا کریں شادی نا جانے کیسی لڑکی ہے ڈریسنگ ہی دیکھ لیں آپ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احد نے عمر سے کہا تھا اس وقت وہ سب کورٹ کے باہر کھڑے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھو احد میں پہلے ہی بہت برا کر چکا ہوں اور اب میں چاہتا ہوں کی میں بھی تمہاری کچھ ہیلپ کر سکوں اور شادی تو کرنی ہے تو اس سے ہی صحیح۔۔۔۔۔۔۔اور رہی بات ڈریسنگ کی تو شادی ک بعد میں خود ہی ٹھیک کر لوں گا عمر شاہ نے اچھے اچھوں کو ٹھیک کیا ہے تو یے کیا بات ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ عمر شاہ اسے خود ہی دیکھ لے گا۔۔۔۔۔۔

پر لالا سائیں یے صحیح نہیں ہے آپ ایسے کیسے۔۔۔۔۔

بس تم فکر مت کرو۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمر نے اس کے کندھے پے ہاتھ رکھا۔۔۔۔۔

لالا سائیں آپ سمجھ کیوں نہیں رہے۔۔۔۔۔وہ دشمنوں کی بیٹی ہے کہیں اس کی کوئی چال نا ہو لالا سائیں اگر ایسا کچھ ہوا تو میں اس لیے کہہ رہا ہوں لالا سائیں ہمیں چلے جانا چاہیے لالا سائیں پلیز ابھی بھی وقت ہیں چلیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ناجی نا۔۔۔۔۔۔۔ بلکل نا۔۔۔۔۔ عمر بھی اپنی بات پے ڈٹا ہوا تھا احد نے اس وقت کو کوسا تھا جب وہ اسے یہاں لے آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

مطلب حد ہے لالا سائیں۔۔۔۔

شمائلہ کیا کر رہی ہے تو کیوں کر رہی ہے یے شادی۔۔۔۔۔۔۔ستارہ نے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔

بس۔۔۔۔۔۔۔۔ شمائلہ نے دور کھڑے عمر کو دیکھ کر کہا

میں کب سے دیکھ رہی ہوں کی تم اسے گھورے جا رہے ی ہو وجہ کیا ہے۔۔۔۔۔۔ستارہ نے اسے عمر کو دیکھتے پایا تو پوچھا

افکورس میرے فیوچر ہز بینڈ جو ہیں۔۔۔۔۔ شمائلہ نے بالوں کی لٹ کو انگلی میں مروڑتے ہوئے کہا

لیکن تو اسے بز بینڈ بنا کیوں رہی ہے۔۔۔۔۔۔ستارہ اس کے الٹے سیدھے جوابوں سے چڑ رہی تھی۔۔۔۔

میری جان میری بہنا وہ دیکھ نا کتنا ہینڈسم ہیں تو کیا اب اسے دیکھوں بھی

نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شائلہ نے عمر کو آنکھ مار کے کہا

تجھے شرم تو آتی نہیں ہے جو ایسے کام کر رہی ہے تو۔۔۔۔۔۔۔۔ستارہ تو تپ اٹھی تھی اس کی اس حرکت پر۔۔۔۔۔

اہاں میری جان اس کو دیکھتے ہی اس سے محبت ہو گئی جیسا ہز بینڈ چاہتی تھی بلکل ویسا ہے ایک دم ناول ہے ہیروز کی طرح ہینڈسم ڈیئرنگ اور تو اور شاہ بھی

ہائے۔۔۔۔۔۔۔۔شائلہ نے اسے دیکھ کے کہا۔۔۔۔۔

اوہو پاگل بس اس سب کی وجہ سے تو کسی سے بھی شادی کر لے گی۔۔۔۔۔۔

ہاں جی۔۔۔۔۔۔

گھر میں کیا جواب دے گی وہ سوچا ہے تو نے۔۔۔۔۔۔ستارہ نے اسے دیکھ کے پوچھا۔۔۔۔

میری زندگی ہے میرے مرضی۔۔۔۔۔شائلہ نے کندھے اچکائے۔۔۔۔

تجھے پتا ہے لوگ کیا کہیں گے۔۔۔۔۔ستارہ نے اس کے اس طرح انجان بننے پر ماتھا پیٹا

وہ میرا ہیڈک نہیں ہے۔۔۔شائلہ اسے کہہ کے وہاں سے عمر کی طرف چل

دی۔۔۔۔۔۔۔۔ہائے اور بامیں اس پاگل کو کیسے سمجھائوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اڑے احمد صاحب آپ کا یہاں کیسے آنا ہوا۔۔۔۔۔۔۔یوسف اور اس کے پاپا اس وقت بیٹھک میں بیٹے تھے ملازم نے آکر شاہ جی کو اطلاح دی تھی۔۔۔۔۔شاہ جی بیٹھک میں آئے تھے اور احمد یوسف کے ابو اسے گلے ملے تھے ان کا کم ہی آنا جانا ہوتا تھا حویلی میں۔۔۔۔۔۔۔۔

بس جی۔۔۔۔۔آج ہمارا آنا آپ کو بھاری پڑے گا۔۔۔۔۔۔احمد نے مسکرا کر انہیں جواب دیا۔۔۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔۔۔۔شاہ جی کو اس کی بات سمجھ نا آئی تھی۔۔۔۔۔

ہم آج آپ سے کچھ قیمتی چیز لینے آئے ہیں۔۔۔۔۔احمد نے مسکرا کر امان شاہ کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔

جی جی حکم کریں کیا چیز آپ کے لئے تو جان بھی حاضر ہے۔۔۔۔۔۔امان شاہ نے مسکرا

کر کہا۔۔۔۔

سوچ لیجیے۔۔۔۔۔۔۔

جی جی۔۔۔۔۔

آج ہم آپ کی چھوٹی بیٹی کا ہاتھ مانگنے آئے ہیں ہ اپنے بیٹے یوسف کے لیے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔احمد کی بات پے وہ سب مسکرائے تھے پہلے تو انکی گھمی گھمائی باتوں کی

وجہہ سے پریشان ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

جی جی ضرور کیوں نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔امان شاہ نے مسکرا کر کہا تھا کیونکہ ان کی بھی دلی

خواہش یہیں تھی تو انہوں نے جھٹ سے ہامی بھری تھی۔۔۔۔۔۔۔

اہاں پھر مٹھائی لائو جی۔۔۔۔۔۔۔۔۔احمد نے مسکرا کر کہا

ہماری بہو کہاں ہے اسے لائیں۔۔۔۔انگوٹھی تو پہنا دیں اپنے نام کی۔۔۔۔۔۔احمد کے

کہنے کی کچھ دیر بعد شانزے وہاں آئی تھی اور شانزے کو یوسف کے ساتھ بٹھایا

تھا۔۔۔۔۔۔۔۔لو یوسف انگوٹھی پہنائو۔۔۔۔۔۔۔۔احمد صاحب نے اسے انگوٹھی

دی۔۔۔۔۔۔۔۔

یوسف نے ایک نظر شانزے کو دیکھا اور پھر اس کا ہاتھ تھام کر اسے انگوٹھی پہنائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔میرا وعدہ ہے تم سے آج اس ہاتھ کو تھاما ہے تو کبھی اس ہاتھ کو چھوٹنے نہیں دونگا میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے مسکرا کر اس سے کہا اس کی بات پر شانزے نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

بابا سائیں کیوں اپنی موت کو دعوت دے رہے ہیں آپ۔۔۔۔۔۔اسرار وہاں سے گذر رہا تھا جب۔۔سرمد ملک (عطاءاللہ ملک کا پوتا ممتاز ملک کا بیٹا شائلہ کا بھائی) کی آواز اس کے کانوں میں پڑی اسرار نے اسی وقت اپنے موبائل کا کیمرہ اوپن کیا تھا اور وڈیو بنانے لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ہم کچھ نہیں کر رہے ہمیں بس وہ زمین چاہیے بس اور کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔۔ممتاز۔ملک نے غصے میں انے بیٹے سے کہا۔۔۔۔۔۔۔

بابا سائیں اس وقت بھی اس زمین کی لالچ میں ہی آپ نے سب کچھ کیا تھا اور آج بھی اس وقت بھی سحر کے ساتھ زیادتی اور اس کا قتل ہم نے کیا تھا بابا سائیں میں نے اور

آپ ابھی مجھے کیوں مروانا چاہتے ہیں باباسائیں کیوں اس وقت ہماری قسمت اچھی تھ
کی سارا الظام اسرار پر آگیا تھا پر ہر بار قسمت ہمارا ساتھ نہیں دے گی باباسائیں اس لیے
کہہ رہا ہوں باباسائیں اگر ساحل شاہ یا شاہ خاندان کو کچھ پتا چلا کی سحر کے ساتھ زیادتی
میں نے کی تھی اس کا قتل میں نے کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو وہ مجھے مار دینگے باباسائیں
پلیز نا کریں ایسا۔۔۔۔۔۔۔۔ سرمد کو تو اپنی جان کی فکر تھی اس لیے انہیں کب سے
منع کر رہا تھا اور باہر کھڑے اسرار کی آنکھوں میں اس کی بات پر خون اتر آیا تھا اس کا
دل کر رہا تھا وہ اسے اسی وقت مار دے پر اسے جوش سے نہیں ہوش سے کام لینا تھا اس
نے وہ ویڈیو اوف کی اور سیو کر کے یوسف اور عمیر کو واٹس ایپ کی تھی اس نے
موبائل جیب میں رکھا ابھی وہ جانے کے لئے مڑا تھا کی پاس پر اگلدان اس کا ہاتھ لگنے
کی وجہہ سے گر گیا تھا اس کی آواز پے ممتاز ملک اور سرمد ملک اسکی طرف متوجہ ہوئے
تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

ہے ئی یور کو وہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سرمد ملک جلدی سے اس کے پیچھے آیا تھا وہ جلدی
سے وہاں سے نکلا تھا اور اس نے یوسف اور عمیر کے نمبر پر مسج چھوڑا تھا کی گائوں کی
پچھلی سائیڈ وہ اس سے ملیں اور ساتھ ساحل کو بھی لے آئں دس منٹ کے اندر ارجنٹ

ہے۔۔۔۔۔۔۔

یوسف جو شانزے کے ساتھ بیٹھا تھا اسرار کے مسج موصول ہونے پر پریشانی سے وہاں سے نکلا عمیر کے ساتھ اور ساحل کو بھی کال ملائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بس کریں لہر سائیں اب رونا بند کریں۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے کہا۔۔۔۔۔

آپ کو کیا فرق پڑتا ہے میں مروں یا جیوں۔۔۔۔۔آپ تو چھوڑ رہے ہیں مجھے۔۔۔۔۔۔لہر اس سے الگ ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔

اڑے میری جان آپ کو چھوڑ کے میں نے جانا کہاں ہے آپ کے علاوہ میں زندہ ہی نہیں رہ سکتا آپ کو چھوڑ کر کہاں جائو نگا آئی ایم سوری نا میری جان معاف کر دو مجھے میں جانتا ہوں میں نے بہت ساری غلطیاں کی ہے اس کی معافی ملنا بہت مشکل ہے پر بس اس بار معاف کر دو مجھے دوبارہ کبھی تمہیں تکلیف نہیں دونگا لہر پلیز معاف کر دو مجھے میری جان پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اگر کہو تو کان پکڑتا ہوں۔۔۔۔۔۔ساحل

نے اپنے کان پکڑے تھے۔۔۔۔۔اچھا اٹھک بیٹھک کروں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس سے پوچھا۔۔۔۔

ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔۔لہر نے نروٹھے پن سے موں پھیر کر کہا تھا۔۔۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے گلے سے لگایا تھا

ساحل دور ہٹیں مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اسے دور ہٹانا چاہا۔۔۔۔۔۔

اگر نا ہٹا تو۔۔۔۔۔ساحل کو پتا تھا اس کی ناراضگی ختم ہو چکی ہے۔۔۔۔۔۔۔

ساحل سائیں پلیز۔۔۔۔۔۔

لہر سائیں پلیز مان جائیں نا۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس کی گال پر لب رکھ کر کہا تھا

اس سے پہلے کی لہر کوئی جواب دیتی ساحل کا موبائل رنگ ہوا تھا اس نے کال اٹینڈ کر کے موبائل کان سے لگایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ہاں بولو یوسف کیا ہوا۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس سے پوچھا

ساحل ابھی کے ابھی مجھے گائوں کی پچھلی طرف ملو۔۔۔۔۔۔۔۔جلدی

۔۔۔۔یوسف نے اسے کہا تھا۔۔اس کی پریشانی نوٹ کر کے ساحل نے اوکے کہا اور موبائل رکھا

اوکے آپ اپنا خیال رکھیں میں آتا ہوں تھوڑی دیر تک۔۔۔ساحل نے لہر کو کندھوں سے تھام کر مسکرا کر کہا

پر آپ کہاں جا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔

مجھے یوسف نے بلایا ہے۔۔۔۔ساحل کے بتانے پے لہر سمجھ گئی تھی کی ضرور کوئی بات پاسٹ سے جڑی ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے بھی چلنا ہے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ساحل سے کہا

نہیں آپ ریسٹ کرو میں آجاؤں گا تھوڑی دیر تک۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے فکر مندی سے کہا

نہیں مجھے لے چلیں کچھ میری بات بھی مان لیں ہر وقت اپنی نا چلایا کریں میں نے کہا میں نے جانا ہے تو جانا ہے۔۔۔۔۔۔لہر نے اس سے کہا اور اس سے پہلے جا کے اس کی جیپ میں بیٹھی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل بھی اس کے پیچھے آیا تھا اس کی ضد پے

مسکرا کر اس نے جیپ اسٹارٹ کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یوسف اور عمیر جب وہاں پہنچے تو اسرار پہلے سے ہی وہاں کھڑا تھا شاید وہ بھاگ بھاگ کر آیا تھا اس کی سانسیں پھول رہی تھی وہ اپنے گھٹنوں پے ہاتھ رکھ کے جھکا ہوا تھا شاید وہ پیدل آیا تھا اور دوڑ کر اس لیے اس کی سانسیں پھول رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا اسرار اتنا جلدی کیوں بلایا ہمیں آپ نے۔۔۔۔۔یوسف نے اسے دیکھ کے پوچھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ۔۔۔۔وڈیو۔۔۔۔۔۔وڈیو۔۔۔۔دیکھو جو میں نے بھیجی ہے تم دونوں کو۔۔۔۔۔۔اسرار نے لمبے لمبے سانس لیتے ساتھ ان کو کہا۔اس کے کہنے پے دونوں نے اپنے موبائل پے وڈیو دیکھی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو اس کا مطلب ہے کی قاتل سر مد ملک ہے۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے اسے دیکھ کے کہا

ہاں اور ساحل کہاں ہے مجھے اسے بھی دکھانا ہے یے سب۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے ان

سے پوچھا اس سے پہلے کی وہ کوئی جواب دیتے ساحل کی جیپ وہاں رکی تھی ساحل کے ساتھ ساتھ لہر بھی ان کی طرف آئی تھی اسرار کو دیکھ کر لہر کو ڈر ضرور لگا تھا کی کہیں ساحل اسے کچھ کر نا دیں۔۔۔۔۔۔

ہاں بولو اتنا ارجنٹ میں کیوں بلایا ہے۔۔۔۔۔۔اور یے کون ہے۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے یوسف سے پوچھا ان دونوں کے ساتھ اس انجان کو دیکھ کر ساحل نے پوچھا ۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار کے داڑھی مونچھ کی وجہ سے وہ اس کو پہچان نا پایا تھا ایک تو پہلے ہی بیس سال بعد دیکھ رہا تھا اس کے لئے اسے پہچاننا بہت مشکل تھا۔۔۔۔۔۔

وہ سب چھوڑو کی یے کون ہے تم بس یے دیکھو۔۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے موبائل اس کے سامنے کیا

کیا ہے اس میں۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے سوالیہ دیکھا

تم دیکھو تو صحیح۔۔۔۔۔یوسف نے اسے وڈیو اوپن کی اس میں ممتاز ملک اور سرمد ملک کچھ باتیں کر رہے تھے

بابا سائیں اس وقت بھی اس زمین کی لالچ میں ہی آپ نے سب کچھ کیا تھا اور آج بھی

اس وقت بھی سحر کے ساتھ زیادتی اور اس کا قتل ہم نے کیا تھا بابا سائیں میں نے اور آپ ابھی مجھے کیوں مروانا چاہتے ہیں بابا سائیں کیوں اس وقت ہماری قسمت اچھی تھ کی سارا الظام اسرار پر آ گیا تھا پر ہر بار قسمت ہمارا ساتھ نہیں دے گی بابا سائیں اس لیے کہہ رہا ہوں بابا سائیں اگر ساحل شاہ یا شاہ خاندان کو کچھ پتا چلا کی سحر کے ساتھ زیادتی میں نے کی تھی اس کا قتل میں نے کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو وہ مجھے مار دینگے بابا سائیں پلیز نا کریں ایسا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یے بات سن کے ساحل کے ہاتھوں سے موبائل چھوٹا تھا اسے اسرار کے الفاظ یاد آئے تھے کی جب سچ پتا چلے گا تب بہت پچھتائو گے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل کا تو دماغ ہی گھوم گیا تھا اس نے ایک بے گناہ کا قتل کیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ وہیں زمین پر بیٹھ گیا صحیح معنوں میں اب اسے پتا چل رہا تھا کی پچھتاوا کیا ہوتا ہے پہلے تو ٹھیک وہ اس بھرم میں تو تھا کی اسرار قاتل تھا اس نے قاتل کا قتل کیا تھا پر آج تو یے بھرم بھی ٹوٹ گیا تھا اسرار بے گناہ تھا۔۔۔۔۔۔۔اسے لگا وہ اگلی سانس نہیں لے پائے گا نا ہی وہ کوئی الفاظ ادا کر پا رہا تھا اس میں ہمت ہی نا تھی کچھ بولنے کی۔۔۔۔۔اسرار نے اپنی داڑھی مونچھ ہٹا کے اس کے کندھے پے ہاتھ رکھا تھا ساحل نے چہرہ اوپر کر کے اسے دیکھا پر ابھی بھی وہ اسے پہچان نا پایا تھا۔۔اسرار اس کے قریب بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا پچھتا رہے ہو اپنے اس دن کے غلط فیصلے پے کی تم نے ایک بے گناہ کو مار دیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے اسے دیکھ کے کہا اس کی بات پے ساحل نے چہرہ اوپر کر کے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

الفاظ نہیں ہے نا تمہارے پاس اپنی بات کہنے کے لئے آج اپنا دکھ اپنا پچھتاوا ظاہر کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہے نا تمہارے پاس کاش اس دن تم نے میرے الفاظ سن لیے ہوتے مجھے موقعہ دیا ہوتا کچھ کہنے کا تو تم آج یوں رونا رہے ہوتے سائیں پر تم نے اس دن بس اس غلط فہمی کو ہی اپنا لیا میری جان اور مجھے موقعہ دیے بغیر ہی رخصت کر دیا وہ تو شکر ہے میرے مالک کا کی اس نے مجھے زندگی دی ورنہ آج تم یہاں بہت زیادہ پچھتاتے شاید کبھی خود کو معاف نا کر پاتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار کی بات پے ساحل نے پہلے حیرانی سے اسے دیکھا پھر اس کے گلے لگ کے رونے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے معاف کر دے اسرار میں نے تم پر یقین نا کیا تم مجھے جو بھی سزا دو گے مجھے منظور ہے چاہے تم بھی مجھے مار دو میں اف تک نا کرونگا جو چاہے سزا دو میں جانتا ہوں میں نے جو غلطیاں کی ہیں جو فیصلے کیے ہیں وہ سب غلط تھے میں مانتا ہوں ان کی سزا میں زندگی

بھر بھگتوں تو بھی پوری نا ہو گی بس مجھے معاف کر دو سب سزائیں منظور ہے مجھے سب سزائیں بس مجھے معاف کر دے اسرار میرے پاس الفاظ نہیں ہے تم سے معافی مانگنے کے لئے کیونکہ میری وجہ سے تم نے بہت کچھ سہا ہے میں تم سب کا گناہ گار ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسرار نے سے کہا اس کو اس طرح روتا دیکھ سب کی آنکھیں نم تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بس ساحل۔۔۔۔۔۔۔جو ہوا وہ پاسٹ تھا ہمارا بھول جائو سب اگر تمہاری جگہ میں ہوتا تو شاید میں بھی یہیں کرتا جذبات اور غصہ۔ہمیشہ غلط فیصلہ ہی کرواتے ہیں اس لیے تو غصہ ایک مسلمان پر حرام ہیں کیونکہ اکثر ہم غصے میں ایسے فیصلے کر لیتے ہیں جن سے ہمیں تا عمر پچھتانا پڑتا ہے اور آج میں تمہیں سزا دے کر یا تم کو کچھ کر کے اپنے لیے پچھتاوا نہیں بنانا چاہتا ساحل میں تمہیں کب کا معاف کر چکا ہوں اور اس سب کے ذمیدار تم نہیں ممتاز ملک اور سر مد ملک ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ان کی وجہ سے ہی ہم سب کی لائف اسپوئل ہوئی ہے ہمیں اگر کسی کو سزا دینی ہے تو وہ صرف اور صرف ممتاز ملک اور سر مد ملک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے اسے مسکرا کر کہا اس کی بات پے ساحل بھی نم آنکھوں سے مسکرایا تھا اور اس کے سینے سے لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر کی

آنکھیں بھی نم تھی لہر نے نم آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھا۔۔۔۔۔لہر کی نظر ساحل کی پیٹھ پے ایک ریڈ لائٹ پر پڑی تھی اس کے ایک سیکنڈ بعد ہی لہر کو اندازہ ہو گیا تھا کی کوئی ساحل پر بندوک سے نشانہ باندھ رہا تھا لہر نے سامنے دیکھا تو کچھ دور ہی سرمد ملک اس پے نشانہ باندھ رہا تھا اس کا ہاتھ ٹر گر پر تھا ٹر گر دبانے کے لئے تیار۔۔۔۔۔۔۔۔لہر کے پاس کچھ وقت ہی تھا لہر جلدی سے ساحل کے آگے گئی تھی جب تک کوئی سمجھتا۔۔۔چار سے پانچ گولیاں لہر کو لگی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے اپنے بازو میں پکڑا تھا اس کا یو بہتا خون دیکھ کے اس کے تو ہوش وہواس خطا ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے سامنے دیکھا تو سرمد کے ہاتھ میں ہی بندوک تھی عمیر اور اسد اس طرف بھاگے تھے پر ان کے پہنچنے سے پہلے ہی وہ۔نکل چکے تھے اس وقت ان کے لئے ان کو پکڑنے پکڑنے سے زیادہ لہر کی جان امپورٹنٹ تھی۔۔۔۔۔

۔۔وہ واپس اسی طرف آئے تھے ساحل تو ابھی تک صدمے کی کیفیت میں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے لہر کی نبض چیک کی جو کی نا ہونے کے برابر چل رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل اٹھو ہمیں ابھی ہوسپٹل چلنا ہو گا۔۔۔۔۔۔عمیر نے اسے ہلا کے صدمے کی کیفیت سے باہر نکالا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں نہیں تمہیں کچھ نہیں ہو گا لہر سائیں آپ کو ہم کچھ نہیں ہونے دینگے کچھ بھی نہیں ۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے لہر کی گال تھتھپا کر کہا تھا۔۔۔۔۔۔اور اسے اٹھا کے وہ جیپ کی طرف آیا تھا۔۔۔۔۔

لہر سائیں آنکھیں کھلی رکھیں دیکھیں ہم آپ کو کچھ نہیں ہونے دینگے لہر سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے لہر کی بند ہوتی آنکھوں کو دیکھ کر اس کی گال تھتھپا کر کہا۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

س۔۔۔۔۔س۔۔۔۔۔۔س۔۔۔۔سا۔۔۔حل۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اپنی تیز ہوتی سانسوں سے ساحل کا نام پکارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی جی جان ساحل۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو اپنے لبوں سے لگایا۔۔۔۔۔۔۔۔

س۔۔۔س۔۔۔س۔ا۔۔۔ساحل۔۔۔۔۔م۔۔۔میں۔۔۔۔۔اب۔۔۔۔ابھ۔۔

ی۔۔۔مر۔۔۔۔۔نا۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔چ۔۔۔۔۔چاہت۔۔۔۔۔چاہتی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔مجھ۔۔۔۔۔ے۔۔۔آ۔۔۔آ۔۔۔۔آپ۔۔۔۔۔۔کے۔۔۔۔۔۔۔

سا۔۔۔۔۔تھ۔۔۔۔۔جی۔۔۔۔۔۔۔۔جینا۔۔۔۔۔۔۔ہی۔۔۔۔ہیں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابھ۔۔۔ابھی۔۔۔۔۔آ۔۔۔۔۔آ۔۔۔۔پ

۔۔۔۔۔۔ک۔۔۔۔۔۔ے۔۔۔۔۔ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔۔نے۔۔۔۔

۔۔۔۔لہر نے اپنی تیز ہوتی سانسوں اور درد کی شدت سے لڑ کھڑا کر

کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ نہیں ہو گا آپ کو میری جان کچھ نہیں ہو گا میں آپ کو کچھ نہیں ہونے

دونگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس کو دیکھ کر کہا۔۔۔۔۔۔۔

ساحل۔۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔۔خود۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر۔۔۔۔۔۔ہوں۔۔۔۔۔میں۔۔۔

۔۔۔جانتی۔۔۔۔۔۔ہوں۔۔۔۔

میں۔۔۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔بچ۔۔۔پائو نگی۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل۔۔۔۔۔۔۔

چپ ایک دم چپ تم بولو مت درد ہو گا پلیز چپ ہو جائو تمہیں کچھ نہیں

ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل تو تڑپ ہی اٹھا تھا اس کی بات پر

سا۔۔۔۔۔حل۔۔۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔

ابھ۔۔۔۔۔۔ی۔۔۔۔۔مر۔۔۔۔۔۔۔۔نا۔۔۔۔۔۔نہیں

چاہتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر کی آنکھیں بند ہو گئی تھی۔۔۔۔

لہر۔۔۔۔۔لہر۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر۔۔۔۔۔اپنی آنکھیں کھولیں پلیز لہر سائیں آنکھیں کھولیں لہر سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس کی گال کو تھپھا کر کہا۔۔۔۔۔۔۔یوسف گاڑی تیز چلائو۔۔۔۔۔ساحل یوسف پے چلایا تھا۔۔۔۔۔۔۔

رلیکس ساحل۔۔۔۔۔رلیکس ساحل۔۔۔۔۔۔کچھ نہیں ہو گا ہماری لہر کو کچھ بھی نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔

اسرار نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا

کیسے رلیکس ہو جائوں اسرار سنا نہیں تم نے کیا کہہ رہی تھی وہ۔۔۔۔۔۔

ساحل نے لہر کو دیکھ کر کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاسپیٹل پہنچ کر وہ جلدی سے اسے اندر لے گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر میری لہر ٹھیک تو ہو جائے گی نا۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے ڈاکٹر سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیکھیں ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے ان کا بلڈ بھی کافی لوس ہو چکا ہے ان کا بچنا کافی مشکل ہے باقی اوپریشن کے بعد پتا چلے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر اسے کہہ کے چلا گیا

یے لیں سر سائن کر لیں۔۔۔۔۔۔نرس نے اسے پیپر پکڑائے۔۔۔۔۔۔۔۔

یے کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے ان پیپر س کو دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔

سر اگر اوپریشن میں انہیں کچھ ہو گیا تو وہ ہماری یا ہاسپٹل کے ذمیداری نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نرس نے اسے کہا

اڑے ایسے کیسے اسے کچھ ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل اس نرس پر چلایا تھا۔۔۔۔۔۔

رلیکس ساحل آپ جائیں میں سائن کروا کے بجھواتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمیر نے نرس کو ڈرا دیکھ کر اسے کہا

اڑے دیکھو نا کہہ رہے ہے اسے کچھ ہو جائے گا اڑے ایسے کیسے اسے کچھ ہو گا اسے بتائو اسے کچھ نہیں ہو گا کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے عمیر سے کہا۔۔۔۔۔۔

ساحل کچھ نہیں ہو گا لہر کو۔۔۔۔۔۔۔پر تم سائن کر لو

میں نہیں کرو نگا سائن میں جانتا ہوں اسے کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔۔۔۔ساحل ایک دم

کسی پاگل کی طرح بی ہیو کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل سائیں اگر سائن نہیں کرینگے تو اوپریشن نہیں ہو گا آپ سائن کریں پلیز۔۔۔۔۔۔اسرار نے اسے سمجھانا چاہا

ساحل نے اس کے کہنے پر پیپر اور پین پکڑا اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے سائن کرتے ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔

یے لیں۔۔۔۔۔ عمیر نے سائن ہونے کے بعد وہ پیپر س نرس کو پکڑائے۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یوسف نے گھر فون کر کے سب کو بتا دیا تھا اور کچھ ہی دیر بعد وہ سب وہاں موجود تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوپریشن سٹارٹ ہوئے ڈھائی گھنٹا ہو گیا تھا پر ابھی تک کوئی خبر نا آئی تھی وپ وہیں دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔یے سب صرف میری وجہ سے ہو رہا ہے میرے اللہ اسے کچھ ہو گیا تو میں کبھی خود کو معاف نہیں کر پاؤنگا میری جان ہے وہ یا اللہ مجھے معاف کر دے اسے مجھ سے دور نا کر معاف کر دے مجھے میں نے جو بھی کیا

اس سب کے لئے یااللہ غلطیاں تو انسانوں سے ہی ہوتی ہیں میرا رب پر تو تو غفور ہے رحیم ہے معاف کرنے والا ہے میرے مالک مجھے بھی معاف کر دے مجھے میری لہر لوٹا دے۔۔۔۔۔۔۔

اس کو اس قدر پریشان دیکھ کے اسرار اس طرف آیا۔۔۔۔پریشان تو وہ بھی تھا اس کی بہن اتنے دن بعد وہ اس سے ملا اور اب وہ اس سے دور بلکل نہیں آج ان سب کی جان اوپریشن تھیٹر میں زندگی اور موت سے لڑ رہی تھی پچھلے ڈھائی گھنٹے ساحل صدمے کی کیفیت میں دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا وہ رو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔اسرار اس کی طرف آیا اس کے کندھے پے ہاتھ رکھا ساحل نے چہرہ اوپر کر کے اسے دیکھا اسرار اس کے قریب بیٹھا۔۔۔۔۔۔۔

فکر مت کرو وہ ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔اسرار خود خوفزدہ تھا پر اسے اس کو ہمت دینی تھی اس پر آج پہلے ہی بہت راز آشنا ہوئے تھے پہلے ہی بہت گلٹ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور اب لہر۔۔۔۔۔۔۔ان دونوں کو دیکھ کر یوسف بھی اس طرف آیا اور ساحل کی دوسری طرف بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

کیسے فکر نا کروں اسرار اس سب کی وجہ صرف میں ہوں تم تو بچ گئے پر ہر بار اللہ مجھ پر

اتنی مہربانی نہیں کرے گا بہت گناھگار ہوں میں میں نے تم سب کو تکلیف دی ہے اس لیے مجھے سزا ملی ہے پہلے سحر بابا سائیں چھوڑ گئے اور اب لہر اسرار اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں مر جائوں گا مجھے سب سزا منظور ہے بس مجھے یے سزا نا ملے اسے کچھ نا ہو میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسے کچھ ہو گیا تو میں کبھی خود کو معاف نہیں کر پائو نگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے بھیگی لہجے میں کہا تھا اس سے پہلے کی اسرار کچھ کہتا ڈاکٹر اوپریشن تھیٹر سے باہر آیا تھا۔۔۔۔۔ساحل اور باقی سب جلدی سے ان کی طرف گئے تھے

ڈاکٹر ڈاکٹر۔۔۔۔۔۔۔۔لہر کیسی ہے اب وہ ٹھیک تو ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے جلدی سے ڈاکٹر سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

im sorry mister shah.....

...ڈاکٹر کے الفاظ پے ساحل کا تو دماغ ہی گھوم گیا تھا وہ کس لیے سوری کر رہا تھا کہیں اس کی لہر کو کچھ نہیں بلکل نہیں وہ یے سوچنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا ڈاکٹر سوری کس لیے۔۔۔۔اسرار نے ڈاکٹر سے پوچھا ساحل کے تو اوسان ہی خطا ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔

ہم ان کے بیبی کو نہیں بچا پائے۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر کی بات پے ساحل کے دل میں ایک آس جگی تھی کی اس کی لہر تو ٹھیک ہے نا۔۔۔۔۔۔۔

لہر لہر کیسی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے ڈاکٹر سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

وہ اب خطرے سے باہر ہیں۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر کی بات پے سب کی جان میں جان آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔اس سے مل سکتا ہوں کیا۔۔۔۔۔ساحل نے ڈاکٹر سے پوچھا۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رلیکس مسٹر شاہ رلیکس ٹھیک ہیں وہ اب بس کچھ دیر تک انہیں روم میں شفٹ کر دیا جائے گا پھر مل لیجیے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر نے اس کی خوشی اور جلد بازی کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔

تم نے سنا اسرار وہ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔وہ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل مسکرا کر اسرار کے گلے سے لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں میری جان وہ ٹھیک ہے اسے کیا ہو سکتا ہے جب اس کے ساتھ اتنی دعائیں ہے تو

اسے کیا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے بھی مسکرا کر اسے کہا۔۔۔۔۔۔

تو چل میرے ساتھ۔۔۔۔ساحل نے اسے کہا اور اس کا ہاتھ پکڑ کے اسے لے جانے لگا۔۔۔۔۔۔

پر کہاں جا رہے ہو بتاتو دو۔۔۔۔۔۔۔یوسف نے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

تو تم بھی آ جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے یوسف سے کہا۔۔۔۔یوسف بھی ان کے ساتھ چلنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل ان دونوں کو لے کے پاس والی مسجد میں آیا اور ان تینوں نے وہاں شکرانے کے نفل ادا کیے۔۔۔۔۔۔۔وہ دونوں تو نفل پڑھ کے فری ہو چکے تھے پر ساحل ابھی تک جائے نماز پے بیٹھا دعا مانگ رہا تھا اور رو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ دونوں پاس بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہے اسے بیٹا۔۔۔۔۔۔۔۔۔پاس بیٹھے ایک بزرگ نے ساحل کو یوں روتے دیکھا تو اسرار سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ نہیں چاچا سائیں بس جب انسان کو یے معلوم ہو جائے کی وہ کتنا خطا کار ہے اور اس کا رب کتنا مہربان ہے تو اس کے آنسو ایسے ہی رواں ہوتے ہیں وجہہ نہیں جانتا وہ کی وہ

اپنے رب کی مہربانی کا شکر ادا کر رہا ہے یا اپنی خطاؤں کی معافی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے انہیں دیکھ کے بڑے تحمل سے جواب دیا۔۔۔۔۔۔

بس ہم ہی نہیں سمجھ پاتے کی کیا بہترہ ہمارے لیے ہمارا مالک جو کرتا ہے وہ بھتر ہوتا ہے پر ہم ہی ہے جو ہر وقت مایوس اور ناامید ہی رہتے ہیں کبھی اس کی رضا کو نہیں سمجھتے ۔۔۔۔۔۔بزرگ نے بھی اسرار کو دیکھ کر مسکرا کر کہا تب تک ساحل بھی ان کے قریب آ پہنچا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اللہ تجھے خوش رکھے بیٹا۔۔۔۔۔اس بزرگ نے ساحل کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب چلیں۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے ان دونوں سے کہا۔۔۔۔۔۔

ہاں چلو جی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل باھر آ کے اپنی جیپ میں بیٹھا تھا۔۔۔۔۔

اب کہاں۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔

بس مجھے لہر کے نام کے صدقہ خیرات کرنے ہے چلو میرے

ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے ان سے کہا جس پے وہ دونوں مسکرا کر اس کے ساتھ

بیٹھے تھے۔۔۔۔۔۔

ان کو لوٹتے لوٹتے رات کے دو بج گئے تھے۔۔۔۔۔۔

ساحل شکر ہے تم آ گئے لہر کب سے تمہارا پوچھ رہی ہے۔۔۔۔۔ عمیر نے اسے دیکھ کر اس سے کہا

اسے ہوش آ گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس سے پوچھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاں اور کب سے۔۔۔۔۔۔ عمیر کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ساحل اندر ان ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

ساحل۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اسے دیکھ کے ہلکی سی آواز میں اسے پکارا۔۔۔۔۔ساحل تقریبن دوڑ کر اس کے پاس گیا تھا ساحل نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھاما اور اس کے ماتھے پر محبت سے بوسہ دیا۔۔۔۔۔۔۔۔

کیسی ہو اب میری جان۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے محبت سے دیکھتے ہوئے

پوچھا۔۔۔

ساحل سائیں مجھے لگا تھا میں مر جائو نگی آپ کے ساتھ اور نہیں جی پائو نگی ساحل ۔۔۔۔۔۔اس سے پہلے کی لہر کچھ اور کہتی ساحل نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ششش ایک دم چپ تمہیں کچھ نہیں ہو گا میں نے بہت کچھ کھویا ہے اب تمہیں کھونا بلکل نہیں تمہیں کچھ ہونے ہی نہیں دونگا میری جان۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس کے ہاتھ کو اپنے لب سے لگایا تھا۔۔۔۔

درد ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس سے پوچھا جس پے لہر نے انکار میں سر ہلایا۔۔۔۔

چلیں ساحل۔۔۔۔۔۔۔اسرار نے ساحل سے کہا

کہاں۔۔۔۔۔لہر نے ان دونوں کو دیکھا۔۔۔۔

تمہاری اس حالت کا جو ذمیدار ہے اسے اس کے کیے کی سزا تو دینی ہے نا۔۔۔۔۔۔اسرار نے اسے دیکھ کے کہا

نہیں بلکل نہیں لالا سائیں آج آپ انہیں مارینگے۔۔۔۔۔۔۔۔پھر کل وہ آپ کو۔۔۔۔ایسے تو ہماری دشمنی نسل بہ نسل بڑھتی جائیگے کبھی ختم نہیں ہو گی۔۔۔۔۔۔۔۔اس لیے پلیز آپ بھی ان کو معاف کر دیں یا پھر قانون کے حوالے کر دیں پر دشمنی نہیں پلیز پہلے ہی ہم اس دشمنی کی وجہہ سے بہت سے رشتے کھو چکے ہیں اب نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔۔۔۔لہر نے ساحل کے ہاتھ پے دباؤ بڑھا کر کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اپنی بات کہہ کے ساحل کو دیکھا۔۔۔۔۔ساحل نے اسے مسکرا کر دیکھا پھر اس کے ہاتھ پے کس کر کے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے جدا کیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں ساحل نہیں پلیز نہیں۔۔۔۔۔۔لہر نے اسے اٹھتا دیکھا تو ایک بار پھر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔۔۔۔

ساحل اس کی اس حرکت پے کھل کے مسکرایا تھا اور اس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ ڈے جدا کر کے اس کے ماتھے پے کس کی۔۔۔۔۔۔میری جان بھروسہ رکھو اپنے ساحل پر۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے کہا

بھروسہ ہے نا۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے دیکھ کے پوچھا۔۔۔۔۔جس پے لہر نے ہاں

میں گردن ہلائی تھی

تو بس میری جان۔۔۔۔۔۔چلو اسرار۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل ایک نظر اسے دیکھتا وہاں سے اسرار کے ساتھ نکل گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ساحل حویلی کیوں۔۔۔۔۔۔۔وہ وہاں سے حویلی آیا تھا اسرار کو تو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کی ہو کیا رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بس تم چلو میری ساتھ۔۔۔۔۔۔ساحل حویلی میں آیا تو وہاں پے عمر احد ستارہ اور شمائلہ موجود تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ستارہ کو دیکھ کے اسرار کے ماتھے پے بل آئے تھے

تم لوگ یہاں۔۔۔۔۔۔۔اور یے دونوں کون ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے ان سے پوچھا۔۔۔۔۔۔

لالا سائیں ان میں سے ایک میری بیوی شمائلہ ملک ہے اور دوسری اس کی سہیلی ستارہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عمر نے بغیر کسی خوف کے ساحل کو بتا دیا اس کے اس طرح

بتانے پر احد تو حیران رہ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہ ویسے یے سب کب اور کیسے ہوا۔۔۔۔۔۔ساحل وہیں س اس کے پاس بیٹھ گیا اس کی بات سننے کے لئے۔۔۔۔۔۔۔احد کو ساحل کی طرف سے ایے ٹھنڈے جواب کی امید بلکل نا تھی۔۔۔۔۔۔ستارہ ابھی تک اسرار کو دیکھنے میں مصروف تھی کی اسے اس نے کہیں دیکھا ہے۔۔۔۔۔۔۔عمر نے اسے وہ سب بتایا جس وجہ سے اس نے شادی کی۔۔۔۔۔۔۔ساحل اس کی بات سن کے اٹھا اور روم میں گیا اور کچھ کاغذات کے ساتھ واپس آیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم نکاح مجھے دو اپنا۔۔۔۔۔ساحل نے عمر سے کہا جس پے اس نے نکاح نامہ اسے دیا ۔۔۔۔۔تم دونوں چلو میری ساتھ۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے ان سے کہا

پر بھائی کہاں اور کیوں۔۔۔۔۔۔۔عمر نے اس سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔

بس عمر تم چلو میرے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اسے کہا اور باہر کی طرف نکل گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

عمر نے پہلے اسرار پھر شائلہ کو دیکھ کے کندھے اچکائے۔۔۔۔۔اور باہر کی طرف نکل

آیا۔۔۔۔۔۔۔شائلہ اور ستارہ بھی اس کے پیچھے آئے اسرار نے ستارہ کی پشت جو گھورا اور باہر کی طرف آگیا۔۔۔۔۔۔۔

وہ سب بیٹھے تو ساحل نے جیپ اسٹارٹ کی۔۔۔۔۔۔۔اور ملک کے گائوں میں انکی حویلی کے سامنے لا کے روکی تھی۔۔۔۔۔۔یے سب دیکھ کے ستارہ کی تو جان نکل رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔کہیں وہ یہاں سچ بتانے تو نہیں آیا تھا کی شائلہ نے شادی کر لی ہے۔۔۔۔۔۔

عطاءاللہ ملک۔۔۔۔۔۔

ممتاز ملک۔۔۔۔۔۔۔

سرمد ملک۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل حویلی میں آ کے چلایا تھا۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہے ایسے کیوں چلا رہے ہو ساحل شاہ۔۔۔۔۔۔عطاءاللہ ملک نیچے آیا تھا اور اس نے اسے کہا تھا

اپنے بیٹے اور پوتے کو بلائو پھر بتاتا ہوں تمہیں کی کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔ساحل کا لہجہ سخت تھا جسے سن کے شائلہ اور ستارہ تو کانپ کے رہ گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔اور اسرار کو تو

اس کی سمجھ نا آرہی تھی کی وہ کر کیا رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں ہے وہ یہاں۔۔۔۔۔۔۔عطاءاللہ ملک نے اسے جواب دیا۔۔۔۔۔۔۔۔عطاءاللہ ملک کی۔ نظر اسرار پر پڑی تو اس کی تو اوپر کی سانس اوپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی اس کی تو جان نکل رہی تھی مطلب اگر اسرار زندہ ہے تو اب انہیں شاید سچ بھی معلوم ہو

میں جانتا ہوں وہ حویلی میں ہی ہے تم بس انہیں بلائو۔۔۔۔انہیں کہو آجانے میں ہی بہتری ہے کائروں کی طرح چھپ کر رہیں گے تو ساحل شاہ کو ان کو باہر نکالنا بھی اچھے طریقے سے آتا ہے میں انہیں اپنے طریقے سے باہر نکالنا نہیں چاہتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا کر لو گے تم ساحل شاہ۔۔۔۔۔۔۔۔سرمد کی آواز پے ساحل نے مڑ کر دیکھا تھا وہ اس کے پیچھے ہی کھڑا تھا اس کے ہاتھ میں بھی گن تھی ساحل نے اپنی گن نکالی انہیں دیکھ کے اور اس طرف چل دیا۔۔۔۔۔۔اس کے ہاتھ میں گن دیکھ کے سرمد گھبرا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ساحل نے اس کے قریب پہنچ کر اس کا ایک ہاتھ آگے کر کے اس پر گن رکھی۔۔۔۔۔۔۔۔

میں یہاں لڑنے نہیں آیا ہوں سرمد ملک پہلے ہی لڑ لڑ کے بہت کچھ کھو چکا ہوں اس لیے آج پھر ایک جنگ اسٹارٹ نہیں کرنا چاہتا جس میں بہت سے لوگوں کی خوشیاں جذبات سب ختم ہو جائے بہت سے لوگوں کی جان چلی جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں یہی چاہیے تھا نا۔۔۔ ساحل نے اس کے سامنے اس زمین کے پیپر کیے۔۔۔۔۔

یے لو یے پیپر س۔۔۔۔۔ یے پیپر س کسی کی خوشی سے زیادہ کسی کی جان سے زیادہ بلکل اہم نہیں ہے اگر ان کو دینے سے تم لوگوں کی دشمنی ختم ہو جائے گی تو رکھوان کو مجھے نہیں چاہیے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے سرمد کے دوسرے ہاتھ پے وہ پیپر س رکھے۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھو اب میں نے تم لوگوں کو پیپر س دے دیے۔۔۔ اب مجھے بھی میرے بابا میری بہن واپس لا دو میری خاندان کی اتنے سالوں کی خوشیاں واپس لا دو۔۔۔۔۔۔۔ شاہ اور چودھری خاندان کی دوستی واپس لا دو ان۔۔۔۔۔۔۔۔۔ واپس لا سکتے ہو نہیں نا اس لیے جان لو کی انسانوں کی جانیں اور خوشیاں بے مول ہوتی ہے ان کو واپس نہیں لایا جا سکتا ہے اس لیے ان چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے انسانوں کی ان جانوں اور خوشیوں کو نا چھینا کرو۔۔۔۔۔۔ اللہ نے چاہا اگر تم محنت کرتے تو ان بیس سالوں میں ایسی بیس

زمینیں لے سکتے تھے پر نہیں تم نے ان بیس سالوں کی خوشیاں چھینی ہے۔۔۔۔۔۔۔بیس سالوں میں ہم میں سے کسی نے دل سے کوئی خوشی سیلیبریٹ نہیں کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل کی بات وہ سب خاموشی سے سن رہے تھے پوری حویلی میں ساحل کی آواز کے علاوہ پوری حویلی خاموش تھی۔۔۔۔۔۔

یہاں آئو شمائلہ اور عمر۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے ان دونوں کو بلایا تھا وہ بھی ان کے قریب آئے تھے۔۔۔۔۔۔۔

اس نے آج میرے بھائی سے شادی کر لے ہے اب ہمارے گھر کی بہو ہے۔۔اگر آج میں تمہیں مار دوں تو یے سب سے دور ہو جائے گی۔ہماری دشمنی اور گھری ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں نہیں چاہتا امامہ پھپھو کی طرح یے بھی کہے کی اس میں میری کیا غلطی تھی مجھ سے کیوں میرا مائقہ چھینا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔میں نہیں چاہتا آج پھر میں ایک بیٹی سے اس کا گھر ایک ماں سے اس کی بیٹی ایک باپ سے اس کی جان اس کی بیٹی کو دور کر دوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہتے ہیں وقت خود کو دھراتا ہے ہم جو کرتے ہیں وہ واپس ہمارے ساتھ ہوتا ہے اب خود دیکھ لو سر مد ملک جو تم نے ہمارے ساتھ کیا آج خود اس چوراہے پے کھڑے ہو۔۔۔۔۔اگر میں چاہوں تو مرنے تک تم اپنی بہن کا

موں نہیں دیکھ پائو گے۔۔۔۔۔پر صرف تمہیں سزا دینے کے لئے میں باقی سب کو تکلیف نہیں دے سکتا تمہی سزا دینے کے لئے میں دوبارہ وہ سب نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں نے محسوس کیا ہے اس تکلیف کو اب تمہاری فیملی کو وہ تکلیف نہیں دے سکتا کیونکہ اس سب تمہارے گھر کی عورتوں کی کوئی غلطی نہیں ہے جنہیں بیوہ کروں ان سے ان کے بھائی بیٹے باپ سسر دور کروں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاں اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو معاف کرنا پر اب سے تمہاری بیٹی ہماری عزت ہے جب چاہو ملنے آ سکتے ہو۔۔۔۔ساحل نے اسے کہا اور جانے کے لئے مڑا۔۔۔۔۔۔۔

ساحل سائیں سنیں۔۔۔۔۔۔بس اپنی سنا کے چلے گئے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سرمد کی آواز پے وہ مڑ کی اسکی طرف آیا۔۔۔۔۔۔۔

بولو سرمد ملک۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس سے کہا۔۔۔۔۔

سرمد نے اپنے ہاتھ میں موجود ساحل کی گن اسے پکڑائی۔۔۔۔۔۔۔اور اس کا ہتھیلی پے پیپرس رکھے۔۔۔۔۔۔

مجھے بھی معاف کر دو۔۔۔۔۔۔۔۔سرمد اور ممتاز ملک نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑے۔۔۔۔۔۔

ہاں ہمیں معاف کر دو ساحل شاہ۔۔۔۔۔اب کی بار عطاءاللہ ملک نے ساحل سے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔

کوئی بات نہیں میں سب کو معاف کر چکا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے ان سے بس اتنا کہا اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا لہر سائیں آپ ابھی تک تیار نہیں ہوئی ہیں کیوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل روم میں آیا تو وہ سامنے ہی سوٹ نکالے بیٹھی تھی آج احد سائرہ یوسف شانزے عمر شائلہ ستارہ اسرار اور شہیر مائرہ کی شادی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں ساحل مجھے کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا ہے کیا پہنوں۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا آپ یہاں بیٹھی میں نے کتنی بار کہا ہے آپ کو کی زیادہ کھڑی نا ہوا کریں پہلے ہی طبیعت صحیح نہیں ہے اس لیے زیادہ کھڑی مت رہا کریں ابھی میں آپ کو ڈریس نکال دیتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔

یے لو یے پہن لو۔۔۔۔۔ساحل نے ایک وائٹ لہنگا اسے پکڑایا۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔لہر نے وہ ڈریس لیا اور چینج کرنے چلی گئی۔۔۔۔۔۔۔

ساحل بھی وہاں سے نکل گیا باہر کی تیاریاں دیکھنے کے لئے وہ واپس آیا تو لہر سامنے تیار کھڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہائے آج جان لینے کے ارادے ہیں کیا۔۔۔۔۔۔ساحل نے دل پے ہاتھ رکھ کے مسکرا کر کہا۔۔۔۔۔۔

ساحل آپ بھی نا بتائیں کیسی لگ رہی ہوں میں۔۔۔

لہر نے پہلے شرما کے سر نیچے کیا پھر اس سے پوچھا۔۔۔۔۔

ایک دم آسمان سے اتری پری جیسی۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس کے قریب جا کر کہا ۔۔۔۔اس کی بات پے لہر نے نظریں جھکائی تھی اور اس کے گال بھی بلش ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

ہائے یے آپ کا شرمانا۔۔۔۔۔۔۔ایسے شرمائو گی تو کام خراب ہو جائے گا۔۔۔۔۔پھر مت کہنا میری غلطی تھی۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس کی کمر میں بازو

حائل کر کے اسے اپنے قریب کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

ساحل سائیں چھوڑے نا دیر ہو رہی ہے باہر سب مہمان آ گئے ہونگے۔۔۔۔۔۔۔لہر نے اس کے کرتے کے بٹن سے کھیلتے ہوئے اس سے کہا۔۔۔۔۔۔

میرے خیال سے باہر سے زیادہ تو اندر کا موسم سہانا ہے اندر ہی رہتے ہیں نا۔۔۔۔۔۔ساحل نے اس کے لبوں پر انگلی پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔

ساحل پلیز۔۔۔۔۔۔لہر کے اس طرح کہنے اور معصوم سی شکل پر ساحل مسکرایا تھا

اچھا جان ساحل۔۔۔۔۔ساحل نے اس کے ماتھے پے اپنے لب رکھے۔۔۔۔۔۔۔اب چلیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساحل نے اپنا بازو اس کے کندھوں کے گرد حائل کیا۔۔۔۔۔۔

ہاں چلیں۔۔۔۔۔لہر نے مسکرا کر کہا😍

وہ اس کے ہمراہ چل رہی تھی اگر ہم لوگوں کو معاف کرنا سیکھ لیں تو ہماری زندگی کتنی آسان ہو جاتی ہے نا ہماری زندگی پر سکون ہو جاری ہے ہم انسان ہے سنا ہو گا کی غلطیوں کا پتلا ہے ہم لیکن ہمیں معاف کر دینا چاہیے اس سے ہمارے رشتے میں محبت بڑھتی

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اکثر ہم جلد بازء میں غلط فیصلے کر لیتے ہیں اور اگلے کے سنتے بھی نہیں ہے جو کی ہمارے رشتے کے لئے بہت نقصاندہ ثابت ہوتا ہے اس لیے ہر کسی کو ایک موقعہ ضرور دیا کریں اپنی بات کہنے کا ایسا نا ہو کی آپ کو آگے جا کے پچھتانا پڑے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

❤️ختم شدہ❤️

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین